جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

از تصنیف جناب قدس مآب عطا بیک رقاب فاضل نحریر عالم حبیر
عدیم النظیر ذو المجد الجلیل و مکارم الجزیل حامی دین
نبی جناب مولانا مقتدانا مولوی شیخ احمد علی صاحب دام الله معالیہم

رسالہ

[illegible]

اشتہار

چند احادیث بخاری و مسلم و بعض آیہ قرانیہ کا ترجمہ
موید مذہب امامیہ اردو زبان میں کیا کوئی شخص اہل سنت
وجماعت ہرگز اسکو نہ دیکھے فقط

سنہ ۱۳۱۱ھ

مہر رسالہ [illegible] روی اسرار فروشت مری

در مطبع کلام الرحیم [illegible] غلام احمد [illegible]

الحق یعلو ولا یعلیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق سبع سموات طباقا وحرمنا
عن الذین قال فی شانہم الاعراب اشد کفرا ونفاقا
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد المصطفی والہ الاتقیا
ما قامت الارض والسماء **اما بعد** فہذا
قول الحق بالوفاق فی بیان الایمان والنفاق
القہار وغوثنا المؤمنین الذین التمسوا فی تالیفہما
وان لم اکن اہلا لما سئلونہا لقلۃ المعرفۃ فی
ہذہ المعرکۃ ولکن بموجب ما اراد مالک کلہ

الٰہی بحرمت کتب عرضت علیہم بوسیلۃ ہذہ اوراق
تمیز بین الایمان والنفاق حرسہم اللہ تعالیٰ عن
الافتراق والشقاق والشک والارتیاب بالنبی
وآلہ الطیبات الی یوم الحساب ورتبتہ علی مقدمۃ
وفصول وخاتمۃ

مقدمہ

بیان معنی آل نبی میں مختصر

مخفی ضمائر صافیہ اور قلوب نورانیہ پر ظاہر اور واضح ہو کہ یہ تحریر
ازتیر اقتضاء خصوصیت آل بشیر ونذیر میں ہے کہ جنکو خداوند کریم نے
چادر عصمت آیہ تطہیر عنایت فرمائی ہی پوشیدہ رکھی ہے کہ مغالطہ
دینے والون نے آل کے معنی میں چند قول بیان کئے ہیں اول آل بمعنی تابعدار
دوسرے آل بمعنی اہلبیت تیسرے آل بمعنے اولاد وغیرہ چوتھے آل بمعنے
قوم اور برادری پانچوین آل نبی بمعنی امت چھٹے آل نبی وہ لوگ ہیں
کہ جن پر صدقہ حرام ہے یہ اختلاف لوگون نے اپنی اپنی رائے اور عقل سے
کر دیا حالانکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں سبکے
سامنے خصوصیت اہلبیت کو باحسن وجوہ اکمل طریق بیان فرما دیا تھا
کہ لوگ میری نسبت مجھ میں اور میری اہلبیت میں جدائی نہ ڈالیں

اور یہ بیان ایک فصل مین جدا مذکور ہوگا و دوسرے بھی لوگون نے
طریقہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چھوڑ کر طریقہ رای و قیاس کو
اختیار کیا تا کہ خود گمراہ ہون اور اپنی تابعدارونکو بھی گمراہ کرین باوجودیکہ
خداوند عالم نے فرمایا کہ یہ طریقہ خاص منافقین کا ہے

فصل بیان منافقین مین ہے پوشیدہ کفر

خداوند عالم نے
ارشاد فرمایا المنافقون والمنافقات بعضهم من بعض یامرون بالمنکر وینهون
عن المعروف مضمون آیہ شریفہ مردان و زنان کفر کے چھپانے
والے اور بظاہر قواعد اسلام پر عمل کرنیوالے آپسمین ایک دوسرے کی
دوست مین ایسے لوگ خلاف شرع نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حکم کرتے ہین اور شرعی باتونسے منع کرتے ہین پوشیدہ نرہی یہ آیہ
نص جلی ہے اس بات پر کہ منافق اور منافقہ کبھی ہدایت نہ کرینگے
اور نہ خود ہدایت قبول کرینگے بلکہ خود گمراہ ہونگے اور لوگونکو گمراہ کرینگے اور
منافق اور منافقہ یہ مرد مومن کیواسطے بڑا سخت امتحان ہے کیونکہ امور
عبادات مین بظاہر دین اسلام پر ہین اور جاہل اور کم علم کو فریب
دیتی ہین اور مومنین کو بمکر و فریب بھگاتی ہین اور یہی سبب ہے کہ منافقین

وجود عبادات کثیرہ عذاب سخت اور سلاسل اور اغلال سعیر مین اکثر زیادہ تر

زیادہ معذب ہونگی چنانچہ اولاً بطور عموم خداوند عالم منافقین کی شان میں ارشاد فرماتا ہے

وعد الله المنافقين والمنافقات والكفار

نار جہنم مضمون آیہ شریفہ خداوند عالم نے منافقین اور منافقات

اور کفار سے وعدہ جہنم کا کیا ہی اور پھر بالخصوص شان منافقین میں فرماتا ہے

ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار مضمون

آیہ شریفہ منافقین نیچے کے درجہ میں جہنم کے ہونگے بس اے عاقل و دانا ایمان

اور نفاق میں تمیز کر ظاہری عبادات پر فریفتہ مت ہو کیونکہ دین حق

مین گناہ کی بخشش ہو جانیکی امید ہی باتفاق علمائے اسلام اور دین باطل میں

عبادت ہرگز قبول نہیں ہوتی باتفاق علمائے اسلام عاقل کو اشارہ کافی

ہی فصل مومنین کے بیان میں مومنین کی شان میں

خداوند عالم فرماتا ہے المؤمنون والمؤمنات بعضهم

اولياء بعض يأمرون بالمعروف وينهون

عن المنكر مضمون آیہ شریفہ مردان مومن و زنان مومنہ آپس میں ایک دوسرے کے

دوست ہین حکم کرتی ہین اپنا شرعی باتونکا اور منع کرتے ہیں غیر شرعی باتوں سے

پوشیدہ نہیں کہ بموجب آیۂ شریفہ مومن ہمیشہ ہدایت کریگا اور ہمیشہ خود
ہدایت پاویگا نہ کبھی گمراہ ہوگا اور نہ گمراہ کریگا ای عاقل مومنین دنیا و آخرت
میں ممدوح ہیں گو گنہگار ہوں شرف مصدوقۂ نکفر عنہم عن سیاٰتہم
سی مشرف ہیں مضمون آیۂ شریفہ یعنی ہم اونکی گناہ کو بسبب اونکی
تہوڑی سی نیکی کے بخشدینگے اور نیز دریای بخشش فیض بی پایان ملک
منان ان الحسنات یذھبن السیاٰت مین غوطہ زن
ہوکر پاک اور طاہر ہیں مضمون آیۂ شریفہ وافیہ ہدایہ بدرستیکہ نیکیان مٹا دیتی ہیں
گناہوں کو اب بشرط انصاف اور ترک اعتساف وجب لازم ہی غور و
تامل کر بموجب آیات مذکورہ زمانۂ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
دو فریق موجود تھی مومن اور منافق چنانچہ بنص قرآنیہ معلوم ہو چکا اور
بعد اون حضرت کے بھی دو فریق مشہور ہوی شیعہ و سنی شیعہ وہ لوگ ہیں جو
حضرت علی مرتضی علیہ السلام کو بحکم خدا اور رسول صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ امام
برحق اور وصی مطلق جانتی ہیں اور سنی وہ لوگ ہیں جو ابوبکر
کو باجماع امت خلیفۂ رسول مقبول صلعم جانتے ہیں -- اصل اصول اہل اسلام
یہ دو فریق ہیں اور باقی فرقہای دیگر ان دونونکی شاخین ہین بموجب

حدیث بخاری اور مسلم بقول جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ

خدا کا تا قیام قیامت پیدا ہونا واجب اور لازم ہی لہذا فرقہ اثناعشریہ

مومن ہیں اور باقی منافق ہیں خواہ شیعہ ہوں خواہ سنی ہوں چنانچہ

ایک فصل میں مختصر بیان ہوگا فصل بیان خصوصیت

اہلبیت میں ہے پوشیدہ نہ رہی کہ اعظم ترین منقبت و اعلی

ترین مرتبت خصوصیت اہل بیت رسالت میں آیہ مباہلہ ہی کہ جو حجت صحت

نبوۃ و صداقت جناب رسالت مآب ہے باتفاق علماء فریقین قولہ تعالی

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل

تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم

و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی

الکاذبین مضمون آیہ شریفہ پس جو شخص قوم نصاری میں سے

الوہیت عیسی بن مریم میں تم سے جھگڑا کرے بعد معلوم ہونے اس بات کے

کہ عیسی بن مریم بندہ مقبول باری اور رسول خدا ہے پس کہو تم قوم نصاری کو

کہ آؤ ہم بلاویں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور

تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو اور تم اپنی جانوں کو پھر ہم آپس میں

باہمدیگر بددعا کرین بلعنت اللہ کرین یعنی باہمدیگر دیدہ و دہے
پر نفرین کرین سچی کی دعا سے جو جھوٹا ہو اسکو خداوند عالم ہلاک اور
برباد کریگا تتمہ احتجاج جسکا شروع مین اولی
مراد ابناءنا سے آیہ مذکورہ مین باتفاق علماے اسلام جناب حسنین
علیہما السلام ہین اور مراد نساءنا سے جناب فاطمہ علیہا السلام
ہین اور مراد انفسنا سے جناب علی مرتضی علیہ السلام ہین
ان مرادات مین تمام علماے اسلام متفق ہین دوسری
کتاب مسلم کی صفحہ ۲۷۸ سطر ۲۲ مین سعد بن ابی وقاص سے
روایت ہی کہ جب آیہ شریفہ ندع ابناءنا و ابناءکم نازل ہوئی جناب پیغمبر خدا
صلواۃ اللہ و آلہ نی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو
اپنی پاس بلایا اور کہا اللہم ہولاء اہلی مضمون
روایت یہ ہی کہ خداوندا میرے اہلبیت تو یہ ہین تفسیر سے
منقول ہی کہ جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم واسطے
مباہلہ تشریف لیچلے اوسوقت سواے حسنین و فاطمہ و علی مرتضی
صلوات اللہ علیہم تھے اور کوی حضرت کی ہمراہ نہ تھا چنانچہ

چنانچہ تفسیر جلالین مین مذکور ہی و قد خرج ومعہ الحسن و
الحسین و فاطمہ و علی و قال لہم اذا دعوت
فامنوا مضمون روایت جب جناب پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ واسطے
مباہلہ کی گہر سے جانب مسجد یا مقام مباہلہ مین تشریف لیچلی اوسوقت
حضرت کی ہمراہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور حضرت فاطمہ اور
حضرت جناب علی مرتضیٰ بہی تھے اور جناب پیغمبر خدا نے اونسی فرمایا
جب مین نصاری کیواسطے بد دعا کرون تم اوسوقت آمین کہنا اور کتب
خازن فتوحات حاشیہ جلالین مین مذکور ہی لما راو النبی
ومن معہ قال کبیرہم انی لاری وجوہا لو
سألوا اللہ ان یزیل جبلا من مکانہ لازالہ
فلا تبتہلوا بہم خازن مضمون روایت جسوقت نصاری نجران نے
جناب پیغمبر خدا اور آل اطہار مصطفیٰ کو دیکہا جو نصاری مین بہت بڑا
عالم تہا اوسنی کہا مین اسوقت وہ چہرہ نورانی دیکہتا ہون قسم ہی خدا
کی اگر یہ خداوند عالم سی دعا کرین کہ پہاڑ اپنی جا سی اوکہڑ جاوے تو
فوراً اوکہڑ جائیگا مناسب یہی ہی کہ مباہلہ مت کرو اور صلح کرو قصہ صلح کا

برہمی کتابون مین مذکور ہی چوتھی نبوۃ جناب پیغمبر خدا اور خلافت
و امامت ائمہ ہدی تمام کتب سماوی مین مرقوم و مسطور ہی چنانچہ قول
سی عالم عیسائی کی بہم مستنبط ہوتا ہی کہ مین اسوقت وہ چہرے نورانی
دیکھتا ہون کہ جنکی دعا کی برکت سی پہاڑ بھی اپنی جگہ سی اوکھڑ جائیگا
چونکہ وہ اصحاب جناب محمد مصطفی اور ائمہ ہدی علیہم السلام انجیل وغیرہ
سی جانتا تھا لہذا اوسنی مباہلہ سے منع کیا ورنہ مباہلہ ضرور ہوتا اور موید
اسکا یہ قصہ ہی کہ ایک عالم منجملہ چالیس علماء عیسائی کے تلاش
جناب سردار انبیا مین چلا اتفاقاً اوسکا گذر مملکت اہل اسلام مین ہوا
وہان چارون مذہب کے علما جمع تھی اوس عیسائی نے علما اہل
اسلام سی نام و نسب اور اسم مبارک جناب خاتم النبیین کا پوچھا اہل اسلام
نے تمام کیفیت بیان کی اوسنی کہا انھین حضرت کا طلبگار تھا عیسائی
نی کہا پھر وہ کہان تشریف رکھتی ہین علماء نی جوابدیا کہ اوس جناب کا
انتقال ہوگیا عیسائی نے پوچھا اونکی وصی کا نام و نسب کیا ہے
علماء نی کیفیت ابوبکر خلیفہ اول کی بیان کی عیسائی نے کہا اونکا وصی اگر
تو اونکی والد اور اونکی چچا کا بیٹا ہوگا وہ نبی نہین ہے جسکو مین ڈھونڈتا

ہوئی علما نے فتویٰ اوس عیسائی کے قتل کا دیا عیسائی نے
کہا ای لوگو مین اپنے دین حق پر ہون چہوڑونگا اس دین کو جب تک
مجہے دین حق نہ ملیگا امیر شہر کو خبر ہوئی امیر نے حسین نامی ایک
مولوی اثنا عشریہ اوس جگہ موجود تہا اونکی پاس عیسائی کو بہیجدیا
مولوی حسین نے اوسسی تمام کیفیت پوری پوری بیان کی خلاصہ
یہ ہی کہ غیبت صغریٰ کا ابتدائی زمانہ تہا حضرت امام اخر الزمان سے
اوسکی ملاقات ہوئی حضرت نے اوسکا نام اور اوسکے اتا کیس رفقا کا
نام بنام و دیگر حال تمام و کمال بیان فرمایا وہ امام نغر ان کی پاس
جاکی اسلام لایا تمام حکایت اوسکی کتب اخبار و سیر مین باحسن وجہ
مذکور ہی فصل آیہ تطہیر مخصوص ہی اہلبیت
علیہم السلام مین کتاب مسلم کی صفحہ ۲۸۲ سطر ۲ مین عائشہ
صدیقہ سے روایت ہی کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و الہٖ ایک صبح
نکلے تو حسن علیہ السلام تشریف لائی حضرت نے اونکو اپنی چادر مین
لے لیا پہر حسین تشریف لائی حضرت نے اونکو بہی اپنی چادر مین لے لیا
پہر حضرت فاطمہ علیہا السلام تشریف لائین حضرت نے اونکو بہی اپنی

چادر مین لے لیا پہر حضرت علی علیہ السلام تشریف لائی حضرت نی
اونکو بہی اپنی چادر مین لی لیا پہر حضرت نی آیہ انما یرید الله
لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم
تطهیرا پڑہی مضمون آیہ یہ ہی ارادہ کیا خدا نی اہلبیت کہ دور کری
تمسے ہر ایک بدی کو ای اہل بیت رسول اور پاک کری تمکو جو حق ہی
پاک کرنیکا پوشیدہ نہ رہی کہ یہ مباہلہ اور آیہ تطہیر بارشاد جناب
رسالت مآب بحسب تحریر مشاہیر علما اہلسنت خصوصیت اہل بیت
رسالت علی علیہ السلام اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام پر دلالت
کرتی ہین پس انکے سوا اور کو اہل بیت بمعنی اصطلاحی کہنا خلاف آیات
قرآنیہ اور احادیث نبویہ ہی اب مردمان عقلا کو اختیار ہی حقیقت
حال کو سمجہین یا نہ سمجہیں۔ فصل بیان وصیت جناب
رسالت مآب بکتاب خدا و اہلبیت مین
کتب مسلم کی صفحہ ۲۷۹ سطر ۲۰ مین زید بن ارقم سی روایت ہی کہ
اوسنی کہا قام رسول الله صلی الله علیه و اله
یوما فینا یما ء یدعی خما بین مکه و المدینه

فحمد الله واثنی علیه ووعظ وذکر ثم قال
اما بعد الا ایها الناس فانما انا بشر یوشک
ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک
فیکم ثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدی
والنور فخذوا بکتاب الله واستمسکوا به
فحث علی کتاب الله ورغب فیه ثم قال
واهلبیتی اذکرکم الله فی اهلبیتی اذکرکم
الله فی اهلبیتی اذکرکم الله فی اهلبیتی
وعن یزید بن حیان فقلنا من اهلبیته
نساؤه قال لا وایم الله ان المرأة تکون مع
الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع
الی ابیها وقومها ولکن اهلبیته من حرم الصدقة
بعدہ مضمون روایت زید بن ارقم کی کہا کہ بمقام غدیر خم جناب
پیغمبر خدا نے خطبہ پڑھا اور وہ مکان درمیان مکہ اور مدینہ کی تھی
پس حضرت نے پہلی حمد وثنا خدا و نصائح بیان فرمائی پھر

وعظ و نصیحت ہونا حاضرین کو کیا اور ارشاد فرمایا کہ ای گروہ مردم
میں بھی بشر ہون اور قریب ہے کہ آوی پیام اجل کا اور مین قبول کرون
اوسکو اور مین تم لوگون مین دو چیزین صاحب عزت اور توقیر چھوڑ
تا ہون اول اونمین کتاب خدا ہے جو ہدایت اور نور سے معمور ہے
پس عمل کرو تم کتاب خدا پر او مضبوط پکڑو تم کتاب خدا کو پس بہت
تاکید شدید سی فرمایا کتاب خدا پر عمل کرنیکو اور بہت رغبت دلائی
پہر ارشاد فرمایا اور دوسری میری اہلبیت ہین پہر تین مرتبہ مکرر فرمایا
نصیحت کرتا ہون مین تمکو اپنی اہل بیت مین نصیحت کرتا ہون مین تمکو
اپنی اہل بیت مین نصیحت کرتا ہون مین تمکو اپنی اہل بیت مین یعنے
بعد میری تم لوگ میری اہلبیت کی مخالفت نہ کرنا اور کتاب خدا اور
اہلبیت کی متابعت کرنا چنانچہ دوسری روایت اسپر بخوبی
دلالت کرتی ہے جناب علی مرتضے علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب
پیغمبر خدا نے آخر خطبہ روز وفات ارشاد فرمایا انی مخلف
ترکت فیکم امرین لن تضلوا بعدی ما
ان تمسکتم بہما کتاب اللہ و عترتی

اهلبیتی یعنی بدرستیکہ مین دو امر تم مین چہوڑتا ہون تم ہرگز ہرگز
بعد میری گمراہ نہوگی اگر تم اون دونونکی پیروی کروگی کتاب
خدا اور عترت اہلبیت میری الحدیث اور مسند امام احمد کے مشکوۃ
مین مذکور ہی براء بن عازب و زید بن ارقم نی کہا ان رسول اللہ
لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی علیہ السلام
فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین
من انفسہم قالو بلی قال الستم تعلمون
انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالو بلی
فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ
عمر بعد ذالک فقال لہ ھنیاً یا ابن ابیطالب
اصبحت و امسیت مولی کل مومن و
مومنۃ مضمون روایت بدرستیکہ جناب رسول خدا نے
منزل غدیر خم مین سعد و لی اجلال فرمایا او سوقت حضرت علی دست
مبارک جناب علی مرتضی اپنی دست قدرت میں پکڑ کر فرمایا

کیا تم نہین جانتی ہو کہ مین سب مومنین کی جانون سے اولی اور افضل ہون سب نے عرض کیا لاریب آپ سب کے اولی اور افضل ہین پھر حضرت نے فرمایا کیا تم نہین جانتی ہو کہ مین ہر مومن کی جان سے اعلی اور افضل ہون سب نے عرض کیا بیشک آپ ہم سب سے افضل اور اولی ہین پس حضرت نے ارشاد فرمایا خداوندا جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے خداوندا تو اوسکو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اوسکو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے پس عمر بن الخطاب نے علی مرتضی سے بعد اس بیان کی ملاقات کی پس علی علیہ السلام سے کہا اے ابن ابیطالب یہ ولایت تمکو مبارک ہو صبح کی اور شام کی تمہی کہ مولا ہو ہر مومن اور مومنہ کے فائدہ بیان

ولایت بعد مراجعت حجۃ الوداع کی تھی

اور سورہ توبہ مین بیان ولایت قبل از حج سال نہم ہجرت سے ہے بنابر شہرت کے بعد سورہ توبہ کی ولایت کا بیان مومنین مین ہو چکا تھا کلا لیدستی جو ستان بعد مجبان تند کر تعدیہ وارسۃ غدیر خم مین ولایت بسنی وہستی بعد محبت جانتا تطویل طاطول کرے جیب قرآن مر

سی دوستی اور محبت مومنین مین باہم گو ثابت ہو چکی ہے اور
قرآن محبت خدا ہی اور مومنین در جہد ہستی مین سب برابر مین
پہر حدیث غدیر خم کا کیا فائدہ ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ مراد ولایت سی
حدیث غدیر خم مین امامت اور خلافت ہی ہ کلام جناب سید امام
مین تطویل بلاطائل لازم نہ آوی اور نیز مبارکبادی خلیفہ ثانی بہی
عمدہ دلیل ہے کہ ولایت سی مراد حدیث غدیر خم مین امامت اور
خلافت ہی ورنہ مقدمہ محبت و دوستی مین مبارکبادی بیکار
ہے کیونکہ محبت مومنین کا وجوب تو قرآن شریف سی ثابت ہے
عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے پس تمام تحریر مذکور بالا سی بخوبی معلوم
ہوا کہ شریک بہجیم قرآن شریف و وصیت بشیر و نذیر مین منحصر
آل محمد مصطفی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین شہید کربلا مین نہ غیر
اور بعد آنحضرت صلعم اطاعت اور متابعت اونہی کی واجب
اور لازم ہی اور بعد اونکی اطاعت نواسون کی بحکم جناب رسول
مقبول بنابر حدیث مشہور بین العلماء قبول واجب اور لازم ہی
چنانچہ عنقریب مذکور ہوگا اب کوئی سمجہی یا نہ سمجہی یہ اختیار اسکو

ہی ہمکو فصل ہمارا امامت اور خلافت میں
ائمہ ضلال کی ۔ عن ثوبان قال قال رسول
الله انما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین
الحدیث مضمون روایت راوی نی کہا کہ جناب رسالت
مآب نی فرمایا مجکو اپنی امت پر بعد اپنی کچھ خوف نہیں مگر اون اماموں کا
جو امام خود گمراہ ہونگے اور لوگونکو گمراہ کرینگے چنانچہ یہ روایت سنن ابو داود
اور ترمذی مین مذکور ہی اور نیز بخاری و مسلم و ترمذی مین مذکور ہی
عن ابن عباس قال لا ترجعوا بعدی کفارا
یضرب بعضکم رقاب بعض مضمون روایت
ابن عباس نے کہا کہ حضرت رسول مقبول نے فرمایا تم میری بعد کافر
نہو جانا کہ ایک دوسریکو تم لوگ آپسمین قتل کرو اور دین کیتابت فتور
پڑی ۔ اور کتاب مسلم مین مذکور ہی عبد اللہ بن عمر سے انما
هلک من قبلکم باختلافهم فی کتاب
مضمون روایت یعنی عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ حضرت رسول
مقبول نی فرمایا تمسی پہلے کوی شخص ہلاک نہین ہوا مگر یہ کہ

اوس کی بعد اپنی نبی کی کتاب خدا مین اختلاف کیا بعد
پیغمبر خدا اس امت مین جو زیادہ فتور پڑا تو معلوم ہوا کہ لوگون
کی کتاب خدا مین تقدیم و تاخیر جو کی تہی اختلاف ترتیب سی اختلاف
معنی ہو کر اختلاف مذاہب ہو گئی بخاری مین ابن مسعود سے
روایت ہی لا تختلفوا فان من کان قبلکم
اختلفوا فہلکوا مضمون روایت حضرت نی فرمایا
تم لوگ میری بعد خلاف نہ کرنا پس بدرستیکہ جو لوگ تمسی پہلی
تھی اونہون نے خلاف کیا پس ہلاک ہو گئی اور بخاری اور مسلم
مین ابو ہریرہ سے روایت ہی لا تحاسدوا ولا تباغضوا
ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد
اللہ اخوانا مضمون روایت حضرت نی فرمایا کہ تم لوگ آپسمین
حسد نکرو اور روز قیمت ایکدوسری پر مت بڑہاؤ اور
آپسمین بغض اور عداوت مت رکہو اور تم سب آپسمین
برادرانہ برتاؤ رکہو پوشیدہ نہ رہی کہ روایات مذکورہ
بالا ائمہ ضلال کی شاکی مین کیونکہ ضعیف البیان اور

ضعیف الاعتقاد ان بزرگون اور سردارونکی متابعت کرتی
ہین پس عاقل پر واجب اور لازم ھی کہ مذہب باطل مین کسی
کی پیروی نہ کری اور ائمہ مہدیین اور مردم مومنین کی معرفت
حاصل کری ورنہ قیامت مین پچتاویگا چنانچہ حق سبحانہ
تعالی نے فرمایا ھی وقالو اربنا انا اطعنا سادتنا
وکبرائنا فاضلونا السبیل مضمون آیہ شریفہ
اور کہین گی ای پروردگار ہماری بدرستیکہ ہمنی تو اطاعت اور
تابعداری اپنی سردارون اور بزرگون کی کی پس اونہون نے
ہمکو گمراہ کیا اور ظاہر ہی جب آدمی کسی شخص کے سبب مبتلا
بلا ہوتا ھے اوس وقت اگر وہ صاحب عزت وتوقیر
بھی ہوتا ہی تو کج فہم اپنی منصب مین اوسکی عزت وتوقیر نہین کرتے
ہین لہذا منافقین وکفار اپنی سادات کبار اور بزرگان والا
تبار پر وقت عذاب شدید مین گرفتار ہونگی لعن وطعن کرینگے
چنانچہ حق سبحانہ تعالی نی خبر دی ہی ربنا اتہم
ضعفین من العذاب والعنہم لعنا

کبیرا مضمون آیہ شریفہ ای پروردگار ہماری تو اون بہکانی والی سرداروں اور بزرگون پر دگنا عذاب کر اور اونپر بڑی لعنت کر یعنی نظر رحمت اون سے اوٹھالی

فصل بیان امامت اور خلافت ائمہ اثنا عشر عن جابر بن سمرہ قال قال النبی لا یزال ہذا لامر عزیزا الی اثنا عشر خلیفۃ

مضمون روایت شعبی سی روایت کی کتاب مسلم کی صفحہ ۱۱۹ مین روایت ہی جابر بن سمرہ سی روایت کی کہ جناب رسالت مآب نی فرمایا ہمیشہ یہہ اسلام معزز و ممتاز رہیگا یہانتک کہ اسمین بارہ خلیفہ ہون اور روایت عامر بن سعد بن ابی وقاص مین مذکور ہی کہ تا قیام قیامت بارہ ۱۲ خلیفہ ہونا ضروری ہی اور اس مضمون کی کئی روایتین مین حصین سے اور عبد الملک ابن عمر سے اور سماک سی اور حماد بن سلمہ سی اور ابن عوان دعبدہ سے بسبب رو بعین

مسلم مین مذکور ہین صفحہ ۱۱۹ فائدہ بموجب روایات
مذکورہ بارہ خلیفہ کا ہونا تا قیام قیامت بفرمودہ جناب
رسالت ضروریات دین سے ہی ورنہ کچھ فائدہ بیان کا نہوگا
اونکی نام کا ذکر ہونا ہو منجملہ واجبات کی ہے ورنہ اطاعت
اونکی ممکن نہوگی بعض علماء اہل سنت اہل انصاف نے
اسماء ائمہ اطہار اپنی تصانیف مین تحریر کئی ہین مین بحوالہ
کتاب مطالب السئول فی مناقب آل الرسول بنام و نسب
مصنف منصف ترجمہ زبان اردو مین تحریر کرتا ہون ابو بکر
اسدی نی طبقات فقہاء شافعیہ مین ذکر کیا ہی محمد
بن طلحہ بن محمد بن الحسن شیخ کمال الدین ابو سالم
قرشی عدوی نصیبی اس مصنف نی اسطور تحریر کیا ہے کہ
امامت منحصر ان بارہ اماموں مین ہی اور ثبوت امامت
یوں ہے کہ علی مرتضے سی امامت حسن کو پہونچی اور حسن
سی حسین کو اور حسین سے زین العابدین کو اور زین العابدین
سے محمد باقر کو اور محمد باقر سی جعفر صادق کو اور جعفر صادق

سے موسی کاظم کو اور موسی کاظم سے علی رضا کو اور
علی رضا سے محمد تقی کو اور محمد تقی سے علی نقی کو اور علی
نقی سے حسن عسکری کو اور حسن عسکری سے محمد المہدی کو
الحمد للہ یہ بیان مصنف منصف نے موافق عقاید شیعون کے
کتاب مذکور مین تحریر کیا اور یہ کتاب میری پاس موجود
ہے ملاحظہ فرمائی بلکہ اوس نے یہہ کتاب خاص بارہ امامون
کے ثبوت امامت مین تحریر کی ہے اور کتاب اہل سنت کی سوا
اور کسی کتاب مین نہین لکھا آپ دیکھین تو وجہ کرین

فصل بیان فدک وغیرہ مین قال اللہ تعالی

وما افاء اللہ علی رسوله منهم فما اوجفتم علیه من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسله علی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر

مضمون آیہ شریفہ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا اور جو چیز
پروردگار نے اپنی رسول مقبول کو مال فی سے نضیر وغیرہ

مین عطا فرمای پس وہ یعنی مال فئی اونس قبیل سے ہی کہ بلا جدال و قتال بطور پہ سوار ہو تی گھوڑے اور اونٹ پر خداوند عالم نے اپنی رسول کو عطا فرمایا کیونکہ پروردگار اپنی رسول کو جسپر چاہی مسلط کردی اور خداوند عالم ہر چیز پر قادر ہی باتفاق علماء فریقین مال فئی قبضہ اور تصرف جناب رسالت مآب مین تہا اسمین مہاجر و انصار کا مطلق حصہ نہین ہے چنانچہ فتوحات حاشیہ جلالین مین فخر رازی سے نقل کیا ہی قال الرازی ان الصحابۃ طلبوا من النبی ان یقسم الفئی بینہم کما قسم الغنیمۃ بینہم فذکر اللہ تعالی الفرق بینہما و ان الغنیمۃ ھی التی اتعبتم انفسکم فی تحصیلہا و اما الفئی فھو مالم یوجف علیہ بخیل و لا رکاب فکان الامر مفوضا فیہ الی النبی

یضعه حیث یشاء مضمون بروایت فخر رازی کے یہ ہے کہ اصحاب
نے جناب پیغمبر خدا سے کہا کہ آپ مال فئی کو بدستور مال غنیمت مہاجرین انصار کو
تقسیم فرمائیے پس خداوند عالم نے مال فئے اور مال غنیمت مین فرق ارشاد
فرمایا یعنی مال غنیمت وہ مال ہے کہ جسکے حاصل کرنے مین تمہارے نفسونکو محنت
اور تعب ہوا اور مال فئی وہ مال ہے جو بغیر سواری اسپ و شتر یعنی بلا قتال و
جدال حاصل ہو پس وہ مال قبضہ اور تصرف مین ہمارے نبی کے ہے جہان چاہے
وہ خرچ کرے اس تقریر سے خوب واضح ہوا کہ مال فئے مین مہاجر اور انصار کا
مطلق حصہ نہین ہے اوسمین اختیار جناب رسولمختار کو ہے مگر بحکم خدا موافق
آیہ ثانیہ ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ و للرسول
ولذی القربی والیتمی والمساکین و ابن السبیل الآیۃ مضمون آیہ شریفہ
یعنی جو چیز خداوند عالم نے اپنے رسول کو عطا کی مال اہل قریہ سے وہ مال خاص
خدا اور رسول خدا کا ہے اور قرابتی رسول کا اور یتیمون اور مسکین اور ابن سبیل کا
ہے اہلسنت کا قول ہے کہ مراد قرابتی سے ہو بنی ہاشم اور بنی مطلب مین
کہ عوض صدقہ مال فئی مین اونکا حصہ مقرر کیا ہے اور یتیم اور مساکین اور
ابن سبیل یہ عام لوگ ہین اور جناب فاطمہ اور جناب ائمہ اطہار کا ارشاد ہے

اور فی

کہ قرابتی اور یتیم اور مساکین اور ابن السبیل یہہ خاص اولاد فاطمہ علیہا السلام ہے
اور مال فئے بقول ابن عباس اشیاء مفصل ذیل ہین ہے اموال بنی قریضۃ و بنی النضیر
وہما بالمدینۃ و فدک وہی ثلثۃ امیال من المدینۃ و خیبر و
قریٰ عرینۃ و ینبع مضمون روایت مال بنی قریضہ اور مال بنی نضیر اور وہ
دونو مدینہ مین ہین اور فدک مدینہ سی تین میل کے فاصلہ پر ہے اور خیبر اور قریٰ
عرینہ اور ینبع ہین تقسیم اس مال کے موافق اقوال اہلسنت پانچ حصوں پر ہوتی ہے
چنانچہ امام شافعی وغیرہ سے فتوحات حاشیہ جلالین مین مذکور ہے وان
معنی الاٰیتین واحد ای ما حصل من اموال الکفار بغیر قتال
قسم علی خمسۃ اسہم اربعۃ منہا لرسول اللہ و سہم
لذوی القربیٰ وہم بنو ہاشم و بنو المطلب لانہم منعوا من
الصدقۃ فجعل لہم حق فی الفئ و سہم للیتامیٰ و سہم للمساکین و سہم
لابن السبیل مضمون روایت شافعی نے کہا ہے کہ معنی دونوں
آیتونکی ایکہی ہین یعنی جو چیز حاصل ہو اموال کفار سے بغیر قتال وجدال تقسیم کیا
جائیگا پانچ سہام پر چار سہام خاص جناب رسول خدا کی ہین اور ایک سہام قرابت کا ہے
جناب رسول خدا کا کہ وہ اولاد ہاشم اور اولاد مطلب ہے کیونکہ صدقہ اون پر

حرام ہی عوض اوسکی مال خمس مین اونکا حصہ مقرر کیا گیا
اور ایک سہام یتیمونکا ہی اور ایک سہام مساکین ہی
اور ایک سہام مسافرونکا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ روایتین
کتب اہل سنت مین اس مضمونکی بکثرت ہین کہ مال فی خمس
اور تصرف مین اوس جناب کے رہا اور یہہ بہی اجماعاً معلوم
ہوا بلکہ بعض قرائن اور احادیث صحیحہ سی بہی ثابت ہوا کہ اوس
مال مین مہاجر و انصار کا مطلق حصہ نہین تہا اور حدیث
لانورث دوانیونکی مخالف ہی آیہ ترکہ و آیہ وصیت کی
جو حدیث مخالف قرآن شریف ہے بقول جناب رسول
خدا وہ حدیث راوی کی مونہہ پر مارو لہذا حدیث لانورث
قابل اعتبار نہین ہی ورنہ عمل خلاف قران بہ نسبت جناب
پیغمبر خدا لازم آئیگا سبحان اللہ کیا عقیدہ ہی اہل اسلام
کا خلاصہ تقریر یہہ ہی کہ موافق اقوال اہل سنت خمس سہام
پر منقسم تہا اگر خمس تو خاص حضرت کی تہی اگرچہ یہہ چار سہام
موافق تحریر علماء اہل سنت قبضہ اور تصرف جناب پیغمبر

خدا اون نہ تہی بلکہ بطور تولیہ حضرت اپنی دست مبارک سے
تقسیم فرماتی تہی مگر اکیس سہام تو خاص حضرت کے قبضہ یا ملک نہ
اور جانتی ہو تنہ سال اخراجات خود اور اخراجات عیال اسی
راہ خدا میں خرچ کرنا دلیل ملک یا صدقہ نہیں ہی اور وصیت کی کہ علی
حق میں ثابت نہیں ہی اور حدیث للوارث مخالف آیہ
وصیت اور آیہ اولو الارحام اور آیہ ما اتاکم الرسول وغیرہ
کی ہی پہر کس طرح وقف وغیرہ حق خباب سیدہ نہ قرار دیا
جاوے کی سبحان اللہ کیا پوری اور سر روز ہی ہے یہ عقیدہ
خاص اہل سنت کا ہی کہ خلاف قرآن کرنا اور قرآن کو
ایمان جاننا عاقل کو اسیقدر کافی ہی توضیح مقام بطور دیگر
بالعوض والتقدیر مالی پیغمبر خدا صدقہ کا ہی مگر یہ تو فرما
کہ ابوبکر کو تولیہ کس دلیل سی پہنچی ایا کوی آیت قرانی تہی
یا حدیث نبوی ہی یہاں نہ خلافت بقول عمر بن الخطاب
خباب سیدہ لنت کے حکم سی ثابت نہیں ہی تو لیہ تو کیا
چیز ہی دفعل بیان ابطال خلافت خلفاء میں

اور وجہ خالفہ لینی کی یہ ہے کہ یہ خلافت نہ بحکم خدا اور نہ بحکم جناب
محمد مصطفی ص ہی بلکہ یہ خلافت بیعت تہا او عمر بن الخطاب دین جناب رسالت
ہین داخل نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت عمر خود فرماتی ہین ایا ان استخلف
فقال ان استخلف من ہو خیر منی ابو بکر و ان اترک فقد ترک من ہو
خیر منی رسول الله مضمون روایت اگر مینی کسیکو خلیفہ کیا تو مینے
اقتدا کی اور پیروی کی اوس شخص کی جو مجہسی بہتر ہی یعنی ابو بکر کہ اونسی وقت
وفات خود مجکو خلیفہ کیا تہا اور مینی کسیکو خلیفہ نکیا تو بہی مینی اقتدا
اور پیروی کی اوس شخص کی جو مجہسی بہتر ہی یعنی جناب پیغمبر خدا کی جنہو
اپنا خلیفہ اور جانشین نہیں کیا اور اس مضمون کی روایتیں بخاری اور
مسلم وغیرہ مین مذکور ہین ملاحظہ فرمائی کہ کیسا سچی تقریر ہی جو
کتاب شرح مواقف کے صفحہ ۷۲۹ مین صاحب کتاب نے تحریر کی ہی
الخلافۃ ہی الامارۃ والسلطنۃ لیست من اصول الدین ولا من
فروع الدین مضمون عبارت خلافت وہ کہ مترادف امارت و سلطنت کی ہی
نہ اصول دین سی ہی نہ فروع دین سی ہی تو پہلا حضرت ابو بکر اس شہادت کی
بہی دعوی شیعونکا قابل سماعت نہو تو پھر ہی خبر ایسی سنین مایہ بعینہ

خدا کو سنی کا منکر اگیا کرنا اور کشتی باندہنا بیشک خلاف عقل ہے
کیونکہ جو چیز اصول دین اور فروع دین سے نہین ہے اوسی بحث کیا
اور وجہ استدلال یہہ ہے کہ اکمال دین جناب سید المرسلین بحکم
رب العالمین الیوم اکملت لکم دینکم حیات جناب سرور کائنات مین ہو چکا
تہا اور خلافت ابوبکر بعد وفات جناب خیر البشر صلعم کے بارہ چند مہینے بعد
مین منعقد ہوئی اور آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک عمدہ ترین دلیل ہے کہ
خلافت ابوبکر بحکم خداوند جلیل نہین کیونکہ اگر خلافت مذکورہ بحکم خدا
ہوتی تو ضرور حضرت اوسکو بیان فرماتے بلکہ موافق تحریر اہلسنت
حضرت نے فرمایا کہ اگر مین کسیکو خلیفہ کرونگا اور لوگ اوسکی فرمانبرداری
نکرینگے تو خوف ہے کہ امت پر عذاب نازل نہو جاوے لہذا امت
کو بے خلیفہ چہوڑا اب منصف بغور تامل نظر و فکر کرے کہ خلافت ابوبکر
کس قبیل سے تہی عاقل کو اتنا ہی اشارہ کافی ہے مفصل بیان اجماع
مین پوشیدہ نرہے کہ جو اجماع کہ بلا شرکت معصوم کسی مسئلہ شرعی پر
ہو وہ اجماع باتفاق علماء امامیہ باطل ہے لہذا انبیاء حدیث لا تجتمع امتی
علی الضلالۃ ضروری مضمون روایت جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ

کہ میری امت امر ضلالت پر ہرگز جمع نہیں ہوگی پس اگر بیعت
جناب سید الانام علیہ السلام تا روز قیام ہرگز ہرگز ضلالت اور ادیان باطل
پر جمع نہ ہوگی مگر اس حدیث سے صحت خلافت ابوبکر بلا کسی اہل بیت
رسالت قطعی محال ہے کیونکہ موافق تحریر بخاری اور مسلم جناب فاطمہ زہرا
سیدہ نساء اہل الجنہ اور جناب علے مرتضی نفس جناب محمد مصطفے بقول خدا
اور فرزندان جناب سید الانس و جان بقول ملک منان سید شباب
اہل الجنہ جس خلافت سے راضی نہ ہوں وہ خلافت کیونکر خلافت حقہ ہو جائیگی
اور اگر یہ خلافت حقہ ہے تو اسمیں دو قباحتیں لازم آتی ہیں ایک خلاف
حدیث پیغمبر چنانچہ مسلم اور ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے قال رسول
اللہ رحم اللہ علیا اللهم ادر الحق معه حیث دار مضمون روایت
جناب پیغمبر خدا نے فرمایا خدا رحم کرے علی پر خداوندا تو علی کے ہمراہ حق
کو پھیر دے جدھر علی پھرے اب حضرات ارشاد فرمائیں کہ بموجب تحریر
بخاری وغیرہ جبکہ چھ مہینے تک بلحاظ جناب فاطمہ تا زندگی معصومہ حضرت
علی نے ابوبکر سے بیعت نہیں کی اس چھ مہینے تک حق کدھر تھا اگر
کہو گے حق ابوبکر کی طرف تھا تو یہ خلاف حدیث نبی کے ہے اور یہ باتفاق

علاوہ اسلام محال ہی اور اگر کیونکی حق بموجب حدیث خیر البشر علی کی
طرف تھا تو بطلان خلافت ابوبکر لازم ہے بشرط نظر انصاف فرمائی کہ
صحیح ہے یا نہیں اور دوسری حدیث القران مع علی و علی مع القرآن
اللهم ادر الحق معہ حیث دار علی مضمون روایت جناب پیغمبر
خدا کی فرمایا قران علی کے ہمراہ ہی اور علی قران کی ہمراہ ہی خداوندا
تو حق کو علی کے ہمراہ پھیر دی جدہر علی پھری تیسری حدیث الحق
مع علی و علی مع الحق اللهم ادر الحق معہ حیث دار مضمون
روایت جناب پیغمبر خدا کی فرمایا حق علی کے ہمراہ ہی اور علی حق کی ہمراہ
خداوندا حق کو علی کے ہمراہ پھیر دی جدہر علی پھری خلاصہ یہہ ہی اگر
خلافت ابوبکر صحیح ہی تو عیاذا باللہ دعاء جناب پیغمبر خدا مقبول نہیں
ہی سبحان اللہ اہل اسلام ہو کر ایسا ہی عقیدہ رکھنا چاہی
دوسری اگر خلافت ابوبکر حق ہی تو حرم اہلبیت رسول اکرم کے
طرف لازم ہو گا چنانچہ بخاری اور مسلم میں مذکور ہی جناب پیغمبر
خدا کی فرمایا من اطاعنی فقد اطاع اللہ و من عصانی فقد
عصی اللہ و من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصی امیری

فقد عصانی جس شخص نے میری اطاعت کی اوس شخص نے خداوند
عالم کی اطاعت کی اور جس شخص نے میرے امیر کی فرمانبرداری کی اوس شخص نے میری فرمانبرداری کی
خداوند عالم کی نافرمانی کی اور جس شخص نے میرے امیر کی نافرمانی کی اوس شخص نے میری نافرمانی کی
ای عاقل اے غور و تامل کی چاہیے خوف خدا اور ذریت جناب محمد مصطفی
ہیں نعوذ باللہ وہ کس درجہ میں ہیں موافق عقاید اہل سنت کے وہ
حدیث میں من خرج من الطاعة و فارق الجماعة فمات میتة
جاهلیة مضمون روایت کتاب مسلم میں ابوہریرہ سے منقول ہے
کہ حضرت نے فرمایا جو شخص اطاعت امیر سے خارج ہوا اور جماعت اہل اسلام
سے جدا ہوا والی پہر وہ شخص مر جاوے وہ کافر مریگا اب انصاف سے فرمایے جناب
فاطمہ علیہا السلام نعوذ باللہ کس درجہ میں ہیں اور اسی مضمون کی روایت
عبداللہ بن عباس سے بخاری اور مسلم میں ہیں عن ابوهریرہ کل امتی
یدخلون الجنة الا من ابی قیل و من یابی قال من اطاعنی
دخل الجنة و من عصانی فقد ابی مضمون روایت بخاری میں ابوہریرہ سے
منقول ہے حضرت نے فرمایا میری امت بہشت میں جاویگی مگر جس نے میری
نافرمانی کی وہی منکر ہے یعنی دوزخی ہے اس حدیث کو پہلے حدیث مسلم سے ملاکے

نتیجہ نکالتے ہیں دیکھئے تو کیا نکلتا ہے معاذ اللہ تعالیٰ بعد تو ثابت ہو یعنی
موافق روایات مذکورہ علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام
منکر ہوئے خلافت ابوبکر وغیرہ کے جو موافق عقیدہ اہل سنت خلیفہ اور سبب
امیر جناب رسالتمآب ہیں بہشتی ہیں نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس عناد کا
کیا کہنا ہے جو لوگ علامت اور کسوٹی ایمان اور نفاق کے ہیں وہ بہشتی
نہوویں تو پھر کون ہوگا انصاف کیجئے سبحان اللہ اہل اسلام کو ایسے عقیدہ
چاہئے اس مضمون کی بخاری و مسلم وغیرہ میں بہت حدیثیں ہیں ملاحظہ
فرماویں اللہ اکبر یہ حدیثیں فقط کتابوں میں لکھنے کے واسطے ہیں اور
علماء پر گویا ان کا بیان حرام ہے **فصل** بیان میں علامت اور کسوٹی
ایمان کی ترمذی میں ابو سعید خدری سے منقول ہے قال کنا لنعرف
المنافقین معشر الانصار ببغضهم علی بن ابی طالب مضمون
روایت ابو سعید خدری کی کہا ہم پہچانتے تھے منافقین کو
گروہ انصار سے ساتھ عداوت اونکی کے علی بن ابی طالب سے
رکھتے تھے یعنی بموجب حدیث معتبر دشمن علی منافق ہیں چنانچہ
ترمذی میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ نہیں تھے جناب پیغمبر خدا کو سنا

اور فرماتی ہیں لا یحب علیا منافق و لا یبغضہ مومن یعنی
روایت کوئی منافق علی کو دوست نہیں رکھتا اور کوئی مومن
علی کو دشمن نہیں رکھتا ترمذی نے باسناد خود حضرت علی سے بھی روایت
کی ہے قال لقد عہد الی النبی الامی انہ لا یحبک الا مومن و لا
یبغضک الا منافق مضمون روایت حضرت علی نے فرمایا کہ البتہ عہد
کیا مجھ سے نبی امی نے ایسا کہ تمہارا دوست نہ ہوگا مگر مومن اور تمہارا دشمن
نہ ہوگا مگر منافق اب مقام غور و تامل ہے کہ جو شخص کسوٹی ایمان اور نفاق کی ہو
وہ شخص کیونکر امیر رسول مقبول کی طرف العین مخالف کہہ دیگا چاہئے
جیسے ہیں تک مخالف رہی مگر افسوس کہ انصاف زمانہ سے اونٹھ گیا ہم کیا
کریں فصل بیان خدمت علی علیہ السلام خاص خدمت جناب
رسول خدا کی بلا خلاف چنانچہ مسند احمد سے مشکوۃ میں جناب ام سلمہ سے
روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا من سب علیا فقد
سبنی مضمون روایت جس شخص نے علی مرتضی سے بیزاری کی اور سب کیا
اوس نے مجھ سے بیزاری کی اور مجھ کو سب کیا آپ کتاب مسلم میں بمقام فضائل
جناب علی مرتضی بلاحظہ فرمائیے اور دیکھئے تو معاویہ نے سعد بن ابی

وقاص سے کیا گیا اور مسلم مع نووی ترمذی کو ملاحظہ فرمائیں مضمون احد
وایت ہے اور میں بحوالہ ترمذی نقل کرتا ہوں امر معاویہ سعدا
فقال ما منعک ان تسب ابا تراب قال اما ما ذکرت ثلٰثا قالہن له رسول
الله فلن اسبه ثم ذکر حدیث المنزلة وحدیث الرایة وحدیث
وقاص
خصوصیت اہل البیت مضمون روایت معاویہ نے سعد بن ابی
کو حکم دیا کہ علی کو برا کہو پھر کہا کیوں علی کو برا نہیں کہتا سعد نے جواب دیا
حقیقت میں فضیلتوں کو علی کے یاد کرتا ہوں کہ جناب رسول خدا نے وہ تینوں
فضیلتیں خاص علی کی شان میں فرمائی ہیں اوس وقت سے مطلق میرا جی نہیں
چاہتا کہ میں علی کے شان میں کوئی کلمہ بے ادبی کا کہوں پھر سعد نے
خصوصیت
تین حدیثیں بیان کی حدیث منزلت اور حدیث رایہ اور حدیث
اہل بیت روایت ہے اور مسلم اور ترمذی میں حدیث سعد تمام و کمال مذکور ہے
ملاحظہ فرمائیں اور صحابیت معاویہ اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہو سکیں
غور کیجئے با وجود یکہ حب علی حب نبی ہے اور سب نبی کفر ہے تو معاویہ
مرد بہشتی ہوگا سبحان الله کیا صحیح اعتقاد سنت عقیدہ ہی اہل
اسلام کا لیس معلوم ہوا کہ جو دشمن اہل بیت ہی اہل سنت ہے

نزدیک صحابی او جنتی ہیں اور اصل یہی سبب ہے اختلاف مذہب کا کہ شیعہ تمام
کو مومن اور منافقوں کو منافق جانتے ہیں اور اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرت نے
فرمایا اصحابی کلہم عدول یعنی میرے سب اصحاب عادل ہیں سبحان
اللہ پھر یوں بھی کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں بعضے بارہ
منافق ہیں اب انصاف سے فرمائیے وہ بارہ کلہم میں داخل ہیں
یا نہیں سبحان اللہ کیا کلام حضرت میں تناقض ہوا کیا کیوں نہ ہو
السلام کے یہی معنی ہیں اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحاح ستہ میں
احادیث موضوعہ ہیں بخلاف کتب ملت امامیہ کے وہ کتب اربعہ
کو متواتر کہتے ہیں مگر بلا تنقیح اور صحت سند کے نہیں جانتے ہیں
کیونکہ کل رواۃ کتب اربعہ کے اثنا عشری نہیں ہیں مگر علما کو حق کا
چھپانا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ خاصہ منافقین کا ہے خیال کرنا چاہئے

خاتمہ اے صاحبان عقل و ہوش حق و باطل میں تمیز اوس وقت تک
نہیں ہوتی اور طرفداری ہمیشہ گمراہ کرتی ہے جب تک کہ آدمی اپنی عقل و دانش
سے کسی امر ضروری میں دینی ہو یا دنیاوی غور و فکر نہ کریگا اوس وقت تک حق و
باطل کا اوس امر میں ہرگز ہرگز معلوم نہ ہوگا اور اگر بعد تحقیق مقلد قوم اوسی امر

خاص شیعہ لوگوں کے واسطے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

الحمد و المنہ کہ درین ہنگام فرخی فرجام بفضل حضرت ملک العلام رسالہ شریفہ و عجالہ منیفہ الموسوم

حجت ساطعہ

در رد رسالہ

حجت بالغہ

یکے از مصنفات عمدۃ الافاضل نخبۃ الاماثل حاوی کمالات معنوی و صوری عالیجناب مولوی السید کلب عسکر صاحب جائسی

بتاریخ ۱۸ - ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۳ بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج -

در مطبع اثنا عشری باہتمام … طبع شد
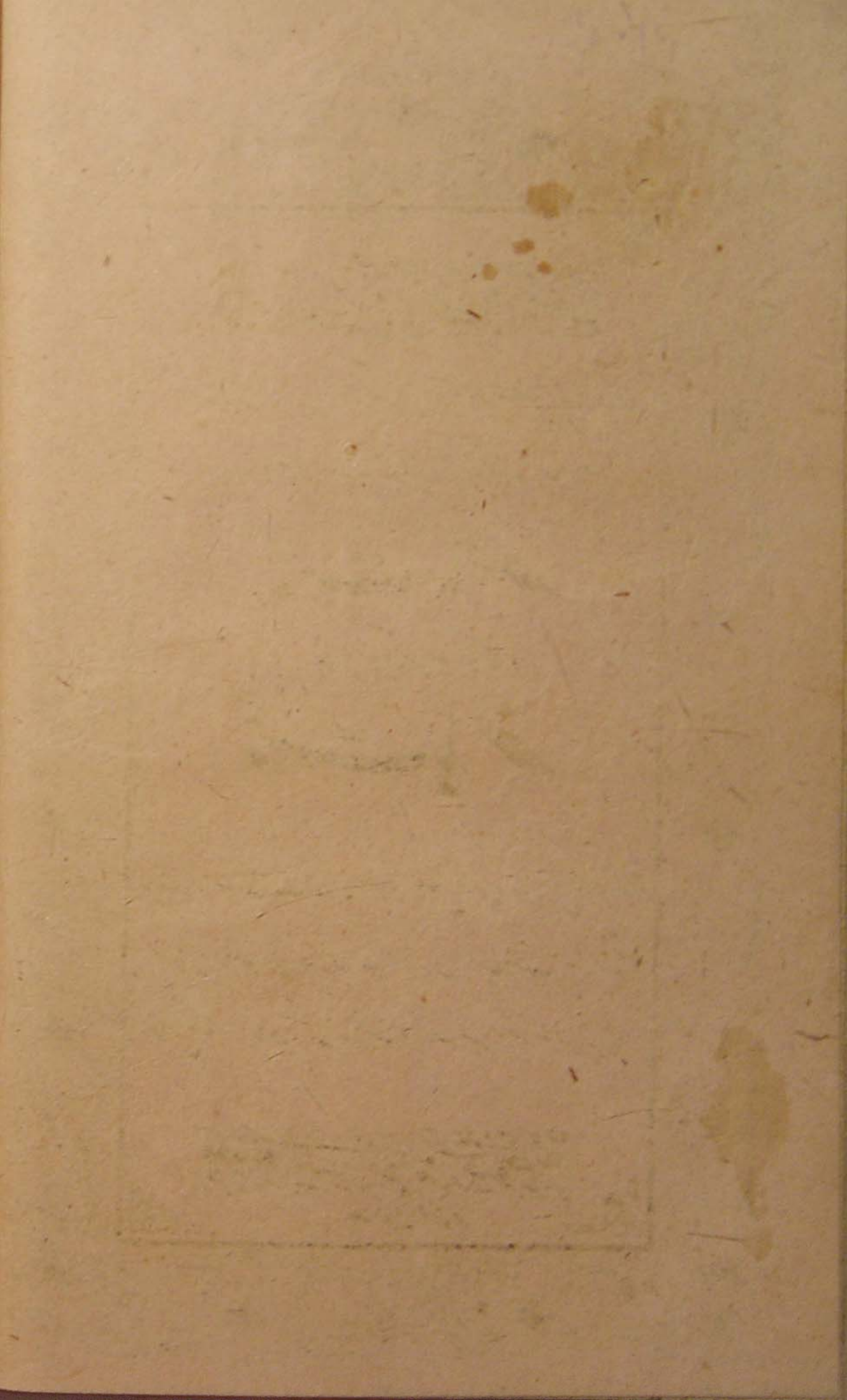
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وبه فی جمیع الاحوال نستعین وبارشادہ سبیل الحق نستبین والصلی علی محمد سید المرسلین وآلہ الہداۃ المہدیین الذین ہو حبل اللہ المتین وعروۃ الوثقی وکتابه المبین وتبرّء من اعدائہم اجمعین من الاولین والآخرین وانقرب بذلک الی خالق السموات والارضین وارجو منه ان ینفعنی به یوم لا ینفع مال ولا بنون اما بعد یہ رسالہ مسمی به محجت واضحه جواب ہی حجت بالغه کا جسکو شبیر حسن ساکن امروہہ نے لکھا اگرچہ وہ رسالہ ازبسکہ مشتمل ہی ترہات باطلہ واکاذیب عاطلہ پر اور مولف اوسکے علاوہ تزویر وتلبیس کے منتہاے بزرگی اور زبان درازیکو کام مین لاے ہین قابل اسکے ہی نہین کہ شخص مہذب بافہم اپنی اوقات شریفہ ضائع کرکے اوسکی رد کی طرف متوجہ ہو لیکن بوجہ اصرار بعض مومنین مخلصین کے حقیر کلیل البضاعت المتمسک بحبل اللہ القوی السید کلب عسکری النقوی الجایسی نے جواب اوسکا

عام فہم لکھا تاکہ عامہ مومنین اوس سے منتفع ہوسکین واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق **قولہ** بعد حمد وصلوۃ کے واضح ہو کہ یہ آیت قرآنی واسطے رد مذہب شیعہ کے کافی ہے اور نص ہے خلافت خلفائے راشدین پر قولہ تعالے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون **اقول** معلوم نہین کہ آپ نص کے معنی بھی جانتے ہین یا نہین نص اوسے کہتے ہین کہ جسمین سوا احتمال کے دوسرا احتمال نہو اور اس آیت سے تو ارادہ خلافت خلفا ثلثہ کا احتمال بھی نہین پھر کیونکر نص ہوگی اور اگر یہ آیت نص ہوتی تو کبھی آپکے علما ملجا اور مضطر ہو کر یہ نہ کہتے کہ تعیین خلیفہ مین نص کے کوئی ضرورت نہین اور ہرگز اسکا اقرار نکرتے کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر کوئی نص نہین اور اگر یہ آیت نص ہوتی تو خود حضرت ابوبکرؓ سقیفہ بنی ساعدہ مین بمقابلہ انصار اس آیت کو اپنی خلافت کی سند مین پیش کرتے اور اگر یہ آیت نص ہوتی تو ہرگز حضرت علیؑ اور سلمان اور مقداد وعمار رضوان اللہ علیہم وزبیر وغیرہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے انکار نکرتے اور حضرت ابوبکرؓ کو ہرگز اسکی ضرورت نہوتی کہ حضرت عمرؓ کو اسباب آتش زنی کے ساتھ دروازہ جناب سیدہؑ کے جلانیکو روانہ کرتے اور اگر اس آیت مین احتمال ضعیف بھی اسکا ہوتا کہ اوس سے خلافت خلفائے ثلثہ کا ارادہ ہوسکے تو کبھی آپکے اسلاف نہ چوکتے اور ضرور دو ایک روایت اس مضمون کے گڑھ لیتے کہ یہ آیت خلافت خلفائے ثلثہ کے باب مین نازل ہوئی ہے **قولہ** ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے اون لوگون کو جو ایمان لائے ہین تم مین سے اور عمل کیے اچھے البتہ اللہ خلیفہ کریگا اونکو زمین پر جیسے کہ خلیفہ کیا اون لوگونکو جو پہلے اونسے تھے اور البتہ جگہہ دیگا دین اونکے کو جو پسند کیا ہے

واسطے اونکے اور البتہ البتہ بدل دیگا بعد اونکے خوف کے امن کو عبادت کرینگے میری ہر
نہین شریک کرینگے میرا کسی چیز کو اور جو کوئی کہ پھریگا بعد اوسکے پس وہ لوگ بدکار ہین
اقول یہی لفظ استخلاف آپ لوگونکو دہوکا دیتا ہی اور ایسا ہی لفظ خلیفہ کو قرآن کے
اردو ترجمون مین دیکھکر عوام الناس دھوکا کھاتے ہین لیستخلفنھم فی الارض
سے مراد زمین مین باقی رکھنا زمین کا مالک کرتا ہی جیسا کہ قوم عاد و ثمود کے بارے مین
حق تعالے فرماتا ہی اذ جعلکم خلفاء یا جیسا کہ بنی اسرائیل کے حق مین فرماتا ہی لیستخلفکم
فی الارض لینظر کیف تعملون کیا کفار عاد و ثمود بھی آپکے اعتقاد مین خلیفہ اللہ ہین یا
وہ معنی خلافت کے جسمین ہمارے اور آپکے درمیان مین نزاع ہی یہ ہین کہ نائب ہونا
نبی صلعم کا بعد نبی صلعم کے اون امور مین جو نبی صلعم سے متعلق ہون اور اسیوجہہ سے ہم لوگون کا
اعتقاد یہ ہی کہ خلیفہ کو مثل نبی صلعم کے معصوم اور تمامی امت سے اعلم اور افضل و اکمل ہونا
چاہیئے اور آپ لوگون نے چونکہ بعد نبی صلعم کے اون لوگونکو خلیفہ مانا ہے جو ان صفاتسے
عاری تھے اسوجہہ سے ان صفات کو خلیفہ مین معتبر نہین جانا اور دلیل اس دعوی کی
یہ فرماتے ہین کہ حضرت ابو بکر رض خلیفہ ہوئے اور ان صفات سے عاری تھے دیکھو شرح
مقاصد وغیرہ کو **قولہ** امنوا فعل ماضی ہی دلالت کرتا ہی زمانہ گذشتہ پر تو سابق ہونا
وعدہ سے ایمان کا ضرور ٹھہرا اسواسطے یہ لفظ لاچکے ہین صادق ہو گیا تو ثابت ہو چکا
کہ جو لوگ آگے کو پیدا ہونگے یا ایمان بعد وعدہ کے لائے تو بموجب وعدہ کے
خلیفہ نہین ہونگے تو اون کا موعود من اللہ ہونا رد ہوا **اقول** سچ تو یہ ہی کہ آپ
ایسے خوش فہمونکے جواب دینے مین بڑی ذلت ہی مگر کیا کیا جائے ضعفائے مومنین کے
خاطر سے یہ ذلت بھی گوارا کرنی پڑی کوئی مولف صاحب سے پوچھے کہ آپکی یہ دعاوی
بے سرو پا کس دلیل پر مبتنی ہین آپ تو اشعری المذہب ہین آپکے اعتقاد مین تو کلام
خدا کلام نفسی ہی اور آپ لوگ اوسکو قدیم جانتے ہین پھر کیونکر وعدہ خدا پر ایمان

اور عمل صالح مومنین کا مقدم ہو سکتا ہی علاوہ اسکے ذرا انصاف سے کام لو یہی
محاورہ کو غور سے دیکھو اگر سرکار گورنمنٹ کسی گروہ سے وعدہ کرے کہ جسنے تم مین سے
مڈل پاس کیا اوسکو فلان عہدہ ملیگا تو کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ چونکہ لفظ کیا صیغہ
ماضی ہی پس چاہیے مڈل پاس کرنا قبل اس وعدہ کے ہو اور اگر یہ قاعدہ جسکو آپنے
ایجاد کیا ہے تسلیم بھی کر لیا جائے تو شیعونکے مقابلہ مین آپکو کیا فائدہ ہو سکتا ہی
وہ تو آپکے خلفائے ثلثہ کے اسلام کے البتہ قائل ہین مگر ایمان کے ہرگز قائل نہین
اور ایسا ہی عمل صالح بجا لانے کے بھی قائل نہین اور آپ ہی کی کتب کے
روایات سے ان دونون باتونکو ثابت کرتے ہین آپ ہی انصاف کیجیے اگر اونکا
ایمان درست ہوتا تو نبوت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین شک کرتے یا پیغمبر سا
معلم پاکر احکام شرعیہ سے جاہل رہجاتے یا ابوذر و عمار و دیگر صحابہ جلیل القدر کو
انواع واقسام کی ذلت دیتے یا حکم کو جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مدینہ سے نکلوا دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جس شہر مین رہون یہ نرہے بلوا کر اوسکا اعزاز
واحترام کرتے یا فساق وفجار بنی امیہ کو فروج واموال اہل اسلام پر مسلط کرتے
یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وصیت نامہ کے لکھنے سے باز رکھتے جسکے
سبب سے تمام امت قیامت تک گمراہ نہوتی اور اوس جناب کی شان مین بیباکانہ کہتے
کہ معاذ اللہ یہ شخص یعنی پیغمبر ہذیان بکتا ہی یا اوسکے پارہ جگر داغ دیدہ مصیبت سیدہ کو
جو اپنے باپ کے غم مین شب و روز رویا کرتی تھی ستاتے اور اوسکے دروازہ پر آگ
اور لکڑی لیجا کر دہمکاتے اور چلا کر کہتے کہ نکالدے اپنے گھر سے اون لوگونکو جو اس
گھر مین ہین ورنہ مین اس گھر کو معہ اون لوگون کے جو اس گھر مین ہین جلادونگا
یا اوس معصومہ کو اسقدر آزردہ کرتے کہ وہ اپنے شوہر سے وصیت کر جائے کہ
کہ میرے جنازہ پر یہ لوگ نہ آنے پائین وغیرہ وغیرہ اسکو ایمان کہتے ہین یہی عمل صالح ہی

قولہ اور یہ جو مین نے کہا کہ بعد کفر کے ایمان لائے ہین اس سبب سے کہ آمنوا فعل ہی اور فعل دلالت کرتا ہی حدوث پر تو حدوث ایمان کا بعد کفر ہی کے ہوگا تو بموجب مذہب شیعہ حضرت علی مرتضی ع الذین امنوا مین نہین ہین بلکہ مومنین مین ہین لفظ مومن اسم ہی دلالت کرتا ہی ثبوت پر تو مومنین مین ہین الذین امنوا مین نہین ہین کس سبب سے کہ اگر الذین امنوا ہوتون تو کسی وقت مین لفظ کفر کا اونکے واسطے ثابت ہو جائے گا اور یہ منافی اونکے عصمت کا ہے تو بھی موعود من اللہ نہوے اور یا معصوم نہین اور عصمت جناب امیر ع کی اصل ہی مذہب شیعہ کی یہ جڑ اوکھڑ جاویگی اور بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے جناب امیر ع موعود من اللہ اور الذین امنوا کی حد مین شامل اور صحابہ کے ہین اور معصومین مین نہین **اقول** یہ محض آپکی خوش فہمی ہی ورنہ حدوث ایمان اور ثبوت کفر سابق مین کوئی ملازمہ نہین کیا یہ ممکن نہین کہ ایک شخص پیغمبر سابق کے دین پر ہوا اور بعد مبعوث ہونے پیغمبر لاحق کے تصدیق اوسکی کرے اور اوسکے اوپر ایمان تازہ لاوے ہم لوگونکا اعتقاد جناب امیر ع کے بارہ مین یہی کہ قبل مبعوث ہونے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی مثل حضرت ابوبکر رض اور عمر رض کے کافر اور بت پرست نہ تھے اور جب حضرت رسولخدا ص مبعوث ہوے تو اون حضرت کی رسالت کی تصدیق کی اور ایمان لائے پس بنیان عصمت جناب امیر ع مین کوئی خلل واقع نہوا یقیناً مولف یا تو اعلی درجہ کے خوش فہم ہین یا مقصود عوام فریبی ہی ورنہ کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا کہ امنوا سے فقط وہی لوگ مراد ہین جو بعد کفر کے ایمان لائے ہون ورنہ قائل ہونا پڑیگا کہ جناب رسول خدا ص بھی معاذ اللہ کسی وقت مین کافر تھے اور معصوم نتھے کیونکہ خدانے اوس جناب کے حق مین آمن الرسول فرمایا ہی علاوہ اسکے لازم آتا ہی کہ جن آیات مین الذین امنوا کے عنوان سے خدانے مومنین کو وعدہ ثواب اور مغفرت کا دیا ہی مخصوص اونھین لوگون سے ہو جو بعد کفر کے ایمان لائے

چونکہ یہ مین نہین کہ اعتراض قطعیہ ہی تعرض کیا جاوے اسوجہ سے اس مقام پر کہ یہ کیا بحث اور گذر گیا یا گر زنہ لفظ کفر کا ثبوت بے معنی ہی

ہون پھر تو بیچارے مولف اور اونکے ہم خیال اگر تو مسلم نہون تو جمیع مثوبات اخروی سے محروم رہینگے علاوہ اسکے بنابر اس تحقیق مولف کے چاہیئے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضہ کو مومن نہ کہہ سکین کیونکہ وہ بعد کفر کے ایمان لائے ناحق کوشی کا یہی نتیجہ ہوتا ہی **قولہ** اور منکم مین ضمیر خطاب کی ہی تو معلوم ہوا کہ جو حاضرین اوسوقت کے ہین اونمین سے بھی خلیفہ ہونگے اگر من واسطے تبعیض کے ہویا وہ خود حاضرین مین اوسوقت کے ہونگے جو من بیانیہ ہو باوجود تعیین شخصی کے اطلاق وعدہ خلافت کا سب پر ایسی مثال ہی کہ بادشاہ ہند ملکہ معظمہ ہی مگر سلطنت انگریزونکی کہلائی جاتی ہی ایسیہی صحابہ کے واسطے وعدہ ہوا کہ تم خلیفہ کیا جاویگا یعنے تم مین سے ایک کو خلیفہ کیا جاویگا اور تم سب اوسکے تابع رہوگے تو وہ بھی وعدہ خلافت تم سبکو ہی ہی **اقول** علامہ ابو السعود اپنی تفسیر مین جو حاشیہ تفسیر کبیر پر مصر مین چھپی ہی کہتے ہین کہ مراد الذین سے وہ لوگ ہین جو متصف بہ ایمان ہون چاہین جس قبیلہ سے ہون اور چاہین جسوقت مین ہون کسی گروہ خاص کے مومنین مراد نہین چونکہ وعدہ بہ نسبت کل کے عام ہی دیکھو آپہی کے یہانکے عالم اقرار کرتے ہین کہ یہ عدہ مخصوص خلفاء سے نہین اور نیز علامہ مذکور اوسی تفسیر مین لکھتے ہین فالخطاب فی منکو لعامۃ الکفرۃ لا المنافقین خاصۃ تو قال ومن جعل الخطاب للنبی والامۃ عموما علی ان من تبعیضۃ او لہ ولمن معہ من المومنین خصوصا علی انہا بیانیۃ فقد نای عما یقتضیہ سیاق النظم وسباقہ وبعد عما یلیق بشانہ علیہ السلام بمراحل یعنے مراد ضمیر خطاب سے جو منکم مین ہے تمام کفار ہین نہ منافقین تنہا پھر اوسی تفسیر مین کہتے ہین کہ جس شخص نے کہا کہ مراد اس خطاب سے پیغمبر اور کل امت اونکی ہی اس بنا پر کہ من تبعیض کے لیے ہو یا مراد خطاب سے پیغمبر اور وہ مومنین ہین کہ جو اون حضرت کے ہمراہ تھے اس بنا پر کہ من بیانیہ ہو پس وہ شخص سیاق وسباق نظم آیت سے بہت دور ہوگا اور اوس سے جو لایق شان حضرت کی ہی

منزلون دور رہا دیکھی آپکے یہانکی تفسیر مین کیا لکھا ہی مگر آپ مجبور ہین اسلیے کہ محبت خلفا نے آپکو اندھا بنا دیا ہی **قولہ** مگر غیر صحابہ موعود من اللہ نہین ہو سکتے پھر بعد وعدہ کے جو پیدا ہونگے یا بعد وعدہ کے جو ایمان لاوینگے یا مومنین جو بعد کو پیدا ہونگے جیسے کہ ائمہ جنکو شیعہ معصومین کہتے ہین وہ موعود من اللہ نہین ہین **اقول** کوئی دلیل اونکی موعود من اللہ نہو سکنے کے بیان نہین کی تنہا آپکے دعوے بے دلیل کو کون قبول کر سکتا ہی اور خطاب کا مخص حاضرین سے ہونا اور من کا واسطے تبعیض پایا نکے ہونا اگر مان بھی لیا جاوے تو مانع نہین ہو سکتا جیسا ہم بیشتر بیان کر چکے **قولہ** وعملوا الصالحات اور عمل کر چکے ہین نیک یعنے جہاد کافرون سے جسکے صلہ مین یہ وعدہ دیا گیا ہی اور یہ اونھین کو چاہیے تھا یہ کچھ معنے نہین رکھتا کہ جہاد تو کیا ہوا اونھون نے اور وعدے دیے جاوین بعد کے لوگ حاضرین مجاہدین کچھ مستفید نہون **اقول** آپہی انصاف فرمایے اور شیعون کی داد دیجیے ہم بھی تو یہی کہتے ہین کہ جہاد تو جناب امیر کرین اور خلیفہ ابو بکر رض بنا دیجاوین اسی سبب سے تو ہم اہل اجماع سقیفہ کو بیدین اور دنیا دار کہتے ہین **قولہ** پس سابق ہونا ایمان اور عمل صالح کا وعدہ سے نصا ثابت ہی اوسکا منکر کافر ہی اہل تشیع دعوے ایمان کرتے ہین اور دعوے ایمان مع انکار نص کے جمع نہین ہو سکتا اگر انکار نص کا کرینگے تو کافر ہو جاوینگے مومن نہ رہینگے اور اگر انکار نص کا نکرینگے اور تسلیم نص کرینگے تو شیعہ نہ رہینگے **اقول** جواب اسکا ماسبق سے معلوم ہو سکتا ہی اور انکار نص کا یہی لوگون کا کام ہے پس آپہی لوگ کافر ہین **قولہ** لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنے خلیفہ کرے گا اونکو زمین مین جیسے کہ خلیفہ کیا اونکو جو پہلے اونکے تھے یہ تشبیہ ثابت ہوتی ہی نسبت خلافت فی الارض کے یعنے پادشاہت زمین مین ہوگی جیسے پہلے لوگون کو ہوئی ہی اور یہ وعدہ وفا

ہوا سب خلفاے راشدین کے واسطے **اقول** یعنی استخلاف کے پیشتر بیان ہو چکے
اس آیت مین استخلاف سے نیابت نبی مراد نہین جس سے آپکو کچھ نفع ہو سکے اور اگر
آپکے خلفار کی بادشاہی قطعی بھی کر لیجاے تو شیعونکو کیا ضرر پہونچسکتا ہی یہ بادشاہی بھی
ویسے ہی ہوگی جیسے قوم عاد و ثمود کو ہوئی اور مثل قوم عاد و ثمود کے آپکے خلفا بھی
وعید ومن کفر بعد ذلک مین داخل ہونگے **قولہ** لیکن ثبوت خلافت اول
ابو بکر صدیق رض کے واسطے ہوا کہ اپنے عہد مین خلیفہ رسول اللہ صلعم کہلاے زبانی سب
خلقت کے **اقول** یہ کلمہ آپ سے فراموش ہوگیا کہ زبان خلق نقارہ خدا اگر اس
فقرہ کو لکھدیتے تو پھر آپکا دعوے بہت اچھی طرح عوام الناس کے ذہن نشین ہو جاتا
کیون حضرت زبان خلق کیا وحی ہی فرعونکو جو مخلوق نے خدا کہا تو کیا خدا ہو گیا نادرزیکو
جو خلقت خلیفہ کہتے ہین تو کیا اس سے وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم ہو جاینگے لوگون کے
کہنے سے کیا ہوتا ہی دیکھنا چاہیے کہ اونکو جناب رسول خدا صلعم نے اپنا خلیفہ کیا یا نہین
اون مین قابلیت خلافت کے تھی یا نہ علاوہ اسکے اگر کل مسلمانون نے اونکی خلافتکو
مان لیا ہوتا تو البتہ آپکے اس کلام کی کچھ وقعت بھی ہوتی ایسا بھی تو نہین ہوا اگر ایسا
ہوا ہوتا تو کاہیکو دروازہ جناب سیدہ عہ پر آگ اور لکڑی لیکر جاتے کیون مالک بن نویرہ
قتل ہوتے کیون سعد بن عبادہ مدینہ چھوڑتے جب جناب امیر عہ کی خدمت مین
ابو بکر رض کا فرستادہ گیا اور اوسنے حضرت سے کہا کہ تمکو خلیفہ رسول اللہ صلعم بلاتے ہین
واسطے بیعت کے تو کیون حضرت جواب مین فرماتے کہ کس قدر جلد تمنے افترا کیا ہے
جناب رسول خدا صلعم پر علاوہ اسکے خود ابو بکر بیچارے نے اقرار کیا ہے کہ مین خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین بلکہ مین خالفہ ہون اور خالفہ اوسے کہتے ہین
جو بیخبر ہو **قولہ** سب مہاجر وانصار نے بیعت کی اور جناب امیر عہ نے تین دفعہ اسواسطے
کہ کوئی دعوے نکرے اسبات کا کہ جناب امیر عہ نے بیعت نہین کی اور کسی وقت مین اختلاف

نہین کیا **اقول** یا تو آپ کتب سیر سے واقف نہین یا مقصود و محض عوام فریبی ہی
وگرنہ جو شخص کتب سیر پر اطلاع تام رکھتا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ اس بیعت کے
لینے مین کیا کیا کارروائیان کی گئین اور کن لوگون نے بیعت نہین کی اور
شیعہ سے تو ایکمرتبہ بھی اظہار رضامندی جناب امیر ع کا خلافت حضرت ابوبکر رض
پر ثابت نہین اور اگر کتب اہل سنت سے جناب امیر ع کا بیعت کرنا ثابت بھی ہو تو
بعد انکار بلیغ اور کراہت نامہ کے جیساکے یزید کی بیعت صلحائے صحابہ وتابعین نے
کی اور بیعت سے مقصود یہ نہ تھا کہ خلافت اونکی جناب امیر ع نے مان لی بلکہ مقصود
یہ تھا کہ ہم صبر و سکوت کرینگے جیساکہ خود حضرت فرماتے ہین فصبرت وفی العین
قذی وفی الحلق شجی امری تراث نہبا **قولہ** باوجودیکہ آپ دبے ہوے نہ تھے
اور اسد اللہ الغالب تھے اور شیرون پر اطلاق جبن کا نہین ہوسکتا مگر شیعہ ابھی
تک اطلاق جبن کا کیے جاتے ہین چنانچہ جامع عباسی مین حضرت فاطمہ رض سے
نقل کرتے ہین کہ ہمچو جبانان درخانہ گریختہ دشمنان میدارند ومی برند تو از جائے
خود حرکت نمی کنی **اقول** انھین باتونسے تو آپ لوگ عوام الناس کو فریب دیتے
ہین کیون حضرت کہان سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر ع مظلوم نہ تھے گھر سے بیعت کے
لیے پکڑ لیجانا اور یہ کہنا کہ بیعت کرو ورنہ تیری گردن مارینگے کیا اوس جناب کی مظلومیت
کی دلیل نہین ہوسکتی دیکھو صحیح مسلم کہ اوس مین قریب اس مضمون کے ہی جب تک
جناب فاطمہ رضی اللہ عنہ زندہ رہین علی ع کے واسطے ایک نوع کی روداری تھی لوگون کے
نزدیک جب اوس معصومہ نے وفات فرمائی تو مجبور ہوئے بیعت ابوبکر کی طرف
اور شیعہ جناب امیر ع کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی صفت مین
افضل نہین جانتے پھر کیون جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوف کفار مکہ سے
مدت تک شعب حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ مین چھپے رہے اور کیون مکہ سے

پوشیدہ بھاگے اور اگر غار مین چھپے اور یہ عبارت جعلی رکیک جو آپنے جناب سیدہ ع سے نقل کی ہی جامع عباسی مین نہین بلکہ کسی کتاب مین کتب شیعہ سے نہین آپنے محض بغظر عوام فریبی گڑھ لی آپکو اتنا بھی نرقوف نہین کہ جامع عباسی کس فن مین ہی **قولہ** بعضے شیعہ کہتے ہین کہ بسبب جبن کے جناب امیر ع نے خلافت نہین چھوڑی بلکہ اس سبب سے چھوڑی کہ اونکو پیغمبر ص نے فرمادیا تھا کہ تم جنگ مت کیجیو **اقول** کوئی شیعہ بافہم یہ نہین کہتا کہ حضرت امیر ع نے خلافت کو کسیوقت مین چھوڑ دیا اور خلافت مثل نبوت کے ایک منصب خداداد ہی کسیکے چھوڑنے سے نہ چھوٹ سکتی ہی اور نہ کسیکے چھیننے چھن سکتی ہی اور عمدہ کام خلیفہ نبی ص کا تعلیم احکام و ہدایت انام ہی وہ ہر وقت مین جناب امیر ع بقدر امکان کیا کیے البتہ بموجب وصیت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت نے صبر فرمایا اور خلفا سے جنگ نہین کی جیسا کہ ایک مدت دراز تک پیغمبر خدا صلعم نے کفار مکہ سے جنگ نہین فرمائی اور اوسی صبر کا یہ نتیجہ ہی کہ آجتک مذہب حق باقی رہ گیا ورنہ ساری زحمت جناب رسولخدا ص کی برباد ہوگئی ہوتی اور لوگ سبکے سب مرتد ہوگئے ہوتے اور از سر نو حضرت کو اسلام قائم کرنا پڑتا **قولہ** اگر بیوقوف اتنا نہین سمجھتے کہ یہی تو منع کرنا ہی خلافت سے کہ خلافت کا دعوے مت کیجیو خلافت ابوبکر رض کو پہونچے گی **اقول** قاعدہ ہی کہ بیوقوف ہر شخص کو بیوقوف سمجھتا ہی اگر شیعہ بھی مثل آپکے خوش فہم ہوتے تو البتہ وہ بھی جناب رسول خدا ص کے اس فرمایش سے کہ یا علی میری امت بعد میرے تمہارے ساتھ غدر کریگی ایسا ہی سمجھتے جیسا آپ سمجھتے ہین مگر شیعہ ایسے خوش فہمی سے مراحل دور ہین **قولہ** اللہ انکار کرتا ہی اس سے کہ سوائے ابوبکر رض کے کوئی اور خلیفہ ہو **اقول** یہ ترجمہ ایک روایت کا ہی جنکو خود علمائے اہلسنت نے موضوع اور جعلی قرار دیا ہی **قولہ** اور وعدہ بھی کرچکا ہی کہ مین خلیفہ کرونگا تو تم زبردستی اول خلیفہ نہین ہوسکتے بعد کو ہوگے

جب تمہاری باری آویگی اور جھگڑا کرنے مین میری امت مین فساد پھیل جاویگا
اور دین کی تکمیل نہین ہونیکی اقول کوئی حضرت مولف سے پوچھے کہ اگر جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر سے ایسا فرمایا ہوتا تو کیون ابوبکر
کی بیعت سے انکار کرتے جس سے ایک بڑا فساد امت مین پڑگیا اور کیون نہ بکمال
رضامندی ابوبکر کی خدمت مین حاضر رہکر جہاد کفار مین کوشش کرتے کیا کوئی
شجاعت مین جناب امیر سے بڑھا ہوا تھا یا جہاد مشرکین سے بہتر مین عبادات سے
نہ تھا اور کیا وجہہ تھی کہ تمام عمر ابوبکر اور عمر سے ناراض رہے اور اونکی شکایت کیا کیجے
اور فرمایا کیے کہ ہم ہمیشہ مظلوم رہا قولہ چنانچہ صحیح مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہے
کہ کہا فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت مین کہ بلا باپ
اور بھائی اپنے کو تا لکھدون مین کتاب کو مین ڈرتا ہون کہ آرزو کرے کوئی آرزو
کرنیوالا اور کہے کوئی کہنے والا کہ مین ہون لائق خلافت کے حالانکہ انکار کرتا ہے
اللہ تعالی اور مومنین سواے ابوبکر رض کے کوئی اور خلیفہ ہو اقول مین اکثر تعجب
کیا کرتا تھا کہ کیلیے اہل سنت اپنی کتابون مین ایسی نسبتین درج کرکے مشتہر کیا کرتے
ہین جنکو خود اونھین کے محققین علما نے تسلیم نہین کیا اور جعلی قرار دیا ہی اور کیون
اسکا خیال نہین کرتے کہ اگر کوئی مخالف ماہر کذب کو ظاہر کردے گا تو کسقدر خجالت
ہوگی اور یہی طریقہ اس فرقہ کا قدیم الایام سے چلا آتا ہی دور نجاد تحفہ شاہ صاحب
ہی کو دیکھو مگر بعد تجربہ کے معلوم ہوا کہ چونکہ مقصود اصلی انکا یہ ہی کہ عوام اہلسنت اپنے
مذہب باطل پر قایم رہین اور اونکو کاہیکو اسکی توفیق ہوگی کہ جوابات علماے شیعہ کو
بنظر انصاف دیکھین جس سے اونکی قلعی کھلجاے یہ حدیث جو صحیح مسلم سے منقول ہے
نقل کی ہی خود اونھین کے محققین نے اوسکو جعلی قرار دیا ہی اور کیونکر یہ حدیث
جعلی نہو حالانکہ اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہوتا تو ہرگز حضرت

ابو بکر رض کو اپنی خلافت مین شک نہوتا اور نہ فرماتے کہ کاش مین جناب رسو لخدا سے پونچھ لیتا کہ آیا انصار کا بھی اس خلافت مین کوئی حق ہی یا نہین اور ہرگز یہ نفرماتے کہ خلافت کو مجھ سے نکال لو مین اوسکی قابلیت نہین رکھتا اور مولف کی بیشرمی کا کیا ذکر کیا جاوے کہ روایت موضوعہ مین چند فقرہ اپنی طرفسے ملاکر زیادہ رونق دیدی **قولہ** اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مرض الموت مین آپکا ارادہ ابو بکر رض کو خلافت لکھدینے کا تھا جب عمر خطاب رض نے یہ عرض کیا کہ حسبنا کتاب اللہ یعنے وعدہ الٰہی جو آیت استخلاف مین نسبت خلافت کے ہو گیا ہی کوئی اختلاف ہم نہین کرینگے دل جمع رکھیے پس آپ خاموش ہو گئے اگر حضرت علی ع کو خلافت کا لکھنا مد نظر اشرف ہوتا تو عمر خطاب کے اس کہنے سے ممنوع نہوتے **اقول** جب یہ حدیث ہی ثابت نہین تو وہ نتیجہ جو آپنے اوس سے نکالا ہی اوسکو کون قبول کرسکتا ہی اور اگر آپکے عمر خطاب نے ایسا ہی فرمایا ہوتا جیسا آپنے اونکی طرف نسبت دی ہی تو شاید اوس کلام کو ظاہر بینون کی نظر کچھ وقعت بھی ہوتی مگر افسوس تو یہ ہی کہ آپنے بنظر حفظ ناموس و بنظر فریب دہی عوام قصہ رغصہ قرطاس کو جسکو یاد کرکے حضرت ابن عباس عمر بھر رویا کیے پورا نقل نہین فرمایا ورنہ ہر عاقل سمجھ جاتا کہ اوس روز حضرت عمر رض نے بہت بڑا حملہ جناب رسو لخدا پر کیا جس سے بہت بڑا صدمہ اسلام پر پڑا کیفیت اوس قصہ کی بالاجمال یہ ہی کہ جناب رسو لخدا نے مرض وفات مین بمقتضاے اوس محبت کے جو اپنی امت سے رکھتے تھے فرمایا کہ لے آو میرے پاس دوات اور کاغذ تاکہ مین لکھدون تمہارے واسطے وہ نوشتہ جس سے تم بعد میرے گمراہ نہو پس حضرت عمر رض نے فرمایا کہ یہ شخص یعنے پیغمبر معاذ اللہ ہذیان اور بیہودہ کلام بک رہا ہی ہم لوگون کے پاس کتاب خدا ہی حسبنا کتاب اللہ کافی ہی ہمکو کتاب خدا کی پس ہم لوگون مین اختلاف ہوا کوئی کہتا تھا حاضر کرو دوات اور کاغذ تاکہ جناب رسو لخدا تمہارے واسطے وہ نوشتہ لکھدین جسکے بعد تم گمراہ نہو کوئی کہتا تھا بات

وہ ہی ہی جو عمر رضنے کہی جب بکبک زیادہ ہوئی تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اوٹھو اور میرے
پاس سے اسلیئے کہ میرے پاس جھگڑا کرنا مناسب و شائستہ نہین ور اس قصہ کو بسیط طور پر
آپکے علما نے اپنی کتب معتبرہ مین لکھا ہی دیکھو کہین اس قصہ مین حضرت ابوبکر رض کا ذکر
بھی نہین اور بفرض محال بنا بر آپکے خیال کے اگر حضرت ابوبکر کی خلافت کا ذکر کہین
قرآن مین ہوتا بھی تو بہ اجمال پھر اگر حضرت رسولخدا ص اوس اجمال کی تفصیل اپنے نوشتہ
مین تحریر فرما جاتی تو کیا موجب رفع اختلافات جو آجتک چلا آتا ہی ہوتا دیکھو وبال
اس اختلاف کا کسکی گردن پر ہو آپ لوگون اور آپکے خلفا پر کسقدر یہ مثل منطبق ہی
مدعی سست گواہ چست جو مضمون آپکے خلفا کو خواب مین بھی نسوجھتا وہ تراش
تراش کر آپ لوگ اونکے سر منڈھتے ہین اگر آپ ایسے بافہم سقیفہ بنی ساعدہ مین موجود
ہوتے تو بہت بڑی کمک حضرت ابوبکر رض کو ملتی مگر وہ لوگ اہل زبان تھے آپکے ان
بے تکی فرمائشونکو ہرگز قبول نکرتے اوس مجمع مین بھی آپکو سبک ہی ہونا پڑتا مگر چونکہ عمر
تھا کون نکتہ چینی کرتا امید کامیابی کی بھی تھی **قولہ** اب شیعہ صاحب کہین گے کہ
جناب امیر کو صحیفہ مین غدیر خم پر خلیفہ کیا ہی جواب وسکا یہ ہی کہ جس حدیث سے تم
خلافت حضرت علی ع کی دلیل پکڑتے ہو وہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہی
اقول شیعہ آپ ایسے باشرم اور بافہم سے کیا کہین حدیث غدیر کی دلالت جناب امیر ع پر
اس حد تک وضوح و ظہور پر پہونچی ہی کہ کوئی منصف بافہم انکار نہین کر سکتا دیکھو
عبقات الانوار کو سبحان اللہ حضرت ابوبکر رض کی پیشنمازی مرض وفات جناب رسولخدا ص
مین تو اونکی خلافت پر دلالت کرے اور حدیث غدیر جناب امیر ع پر دلالت نکرے حالانکہ
پیشنمازی کا درجہ مذہب اہلسنت مین وہ ہی کہ خود ہی جناب رسولخدا سے نقل کرتے
ہین صلوا خلف کل بر و فاجر یعنے نماز پڑہو پیچھے ہر نیکوکار و بدکار کے علاوہ اسکے
یہ کہان سے ثابت ہی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے وہ پیشنماز ہوئے

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اونکو اونھین دنون اسامہ کے لشکر مین بھرتی کرکے مدینہ کے باہر نکلوا چکے تھے **قولہ** اور لفظ مولا کو بمعنی خلیفہ اور اولی بالامامت کے قرار دیتے ہو کہین علوم عربیت مین مفعل بمعنی افعل کے نہین آیا ہی جو لفظ مولا کا بمعنی اولی بالامامت کے ہوجائے **اقول** آپکی تسکین خاطر کے لیئے آپہی کے مناسب حال ایک آیت قرآن شریف کی لکھے دیتا ہون جسمین مولا بمعنی اولی آیا ہی ماویکم النار ھی مولکم دیکھو مفسرین اقرار کرتے ہین کہ اس آیت مین مولکم بمعنی اولی بکم کے ہی **قولہ** لفظ مولے مشترک ہی تین معنی مین آقا اور غلام اور دوست اور معنی لفظ مشترک کے قرینہ سیاق وسباق سے پائے جاتے ہین اول اوس حدیث کا الست اولے بالمومنین من انفسھم **اقول** معلوم نہین کہ آپ لفظ سباق وسیاق کے معنی بھی جانتے ہین یا فقط لفظ یاد کرلیا ہی مین کبھی باور نہین کرسکتا کہ آپ معنی سے واقف ہون حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عین شدت گرما مین ایک ایسے میدان ریگزار مین جہان لوگونکا ٹھہرنا معہود نہ تھا نزول اجلال فرماکر ایک لاکھ کئی ہزار آدمیونکو جو ہمراہ رکاب تھے روک لینا اور اونکے مجمع مین پالان شتر کے ممبر پر تشریف لیجانا اور اونپر ظاہر کرنا کہ موت میری بہت قریب ہی اور مین تم مین کتاب خدا اور اپنے اہلبیت کو چھوڑے جاتا ہون اور مجھے خدا نے خبر دی ہی کہ ان دونون مین فراق وجدائی نہین ہوسکتی اور مین تمسے فردائے قیامت مین پوچھونگا کہ تم لوگون نے میرے اہلبیت کے ساتھ بعد میرے کیا سلوک کیا اور پھر سب سے اقرار اپنی ولایت کا لینا بعد اوسکے جناب امیرؑ کو بلند فرماکر سب سے کہنا جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ علی مولا ہی اور سبکو حکم دینا کہ علی سے بیعت کرو اور سبسے پہلے تو حضرت عمر ہی نے بیعت کی اور کہا مبارک مبارک آج سے تم میرے اور ہر مومن ومومنہ کے مولے ہوے پھر حسان شاعر رسولخدا کا تہنیت مین قصیدہ کہنا اور اوسکو حضور جناب رسولؐ مین

پڑھنا اور اوس مین اس مضمونکو نظم کرنا کہ تمکو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد اپنے پیشوا اور راہ نما خلق کا مقرر فرمایا وغیرہ وغیرہ سباق وسیاق سے یہ امور ادنیٰ پھر کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ اس اہتمام بلیغ سے مقصود جناب رسولخدا ص کا صرف اتنا ہی تھا کہ علی ع کو دوست رکھو جو ہر مومن پر بہ نسبت دوسرے مومن کے بغیر ذاتی فرض تھا یہ وہی شخص کہیگا جو معاذ اللہ جناب رسولخدا ص کو مجنون جانتا ہو **قولہ** لفظ اولی کا صیغہ افعل التفضیل کا ہی جب وہ مومن کے ساتھ مستعمل ہوتا ہی تو مدخول من سے فضیلت صفت ثابت کرتا ہی اوس شخص کی جسکے واسطے وہ صیغہ مستعمل ہوتا ہی تو ماخذ اوسکا دلالت کرتا ہی بمعنی دوستی کے تو دوستی مین فضیلت ثابت ہوگی یعنی اپنی جانونکو بھی دوست رکھتے ہو لیکن مجکو اپنی جان سے بھی زیادہ دوست رکھتے ہو یا نہین قالو بلے یا رسول اللہ یعنے کہا مومنین نے کہ ہم آپکو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتے ہین اگر معنی اولی کے حاکم قرار دئی جاتی تو صفت حاکمیت کے صحابہ مین نہ تھے جو زیادتی حاکمیت کے آپکی ذات شریف مین قائم کیجائے پس معلوم ہوا کہ زیادتی ولا کے بمعنی دوستی کے استفسار کیا تھا تو اوس اولے کے معنی دوست تر کے ثابت ہوگئی وہی ماخذ اور مادہ مولا کا ہی و بمعنی محبوب کے قائم ہونگے **اقول** جب آپکو انصاف اور عربیت سے کچھ بہرہ ہی نہین تو آپسے کیا کہا جائے خدا کے واسطے کسی استعمال اہل عرب مین دکھلا دیجیے کہ فلان اولی بہ کے معنے یہ ہین کہ فلان شخص دوست وسکا ہی اور ہر شخص کا نفس امارہ اوسپر صفت حاکمیت رکھتا ہی اور ہر شخص بمقتضائے طبیعت بشریہ اپنی نفس امارہ کا محکوم ہوتا ہی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی مراد جناب رسول خدا ص کی الست اولی بکم من انفسکم سے حکومت دنیاوی نہین جیسا آپنے اپنے خوش فہمی سے تصور کیا ہی **قولہ** اور آخر اوس حدیث کا الکھو وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض

من الغضیہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ہی یہان پر معنی دال کے
کہ با خدا اوسکا ولا ہی دوست رکھتے کے ہین بقرینہ عاد من عاداہ کے معنی اوسکے
دشمن رکھ اوس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو کہ یعرف الاشیاء باضدادہا ان دونون
جملونکے درمیان مین لفظ مولا کا ہی ہر شخص کو ثابت ہو جاوے گا کہ مولا کے معنی دوست
کے ہین کیا شیعونکو ثابت نہین ہوتا کہ قرینہ سیاق و سباق سے معنی دوست کے پائے
جاتے ہین **اقول** اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو آخر حدیث سے بھی جناب امیرع کی
خلافت ہی کا ثبوت ہوتا ہی وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کے معنی
غور سے دیکھو مگر جسکو فہم و انصاف سے دشمنی ہو اوسکا کیا علاج **قولہ** مگر انکو تفرقہ
اسلام مین ڈالنا منظور ہی تو مصداق آیت الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا
لست منہم فی شیء شرط مین داخل ہین **اقول** اسلام مین تفرقہ ڈالنا اور لوگونکو
راہ نجات سے روکنا آپہی لوگونکا طریقہ رہا اور ہی جیسا کہ آپکے اس تالیف سے ظاہر ہی
کہ کہین راست بیانی کا اثر بھی نہین اور آیت مذکورہ کے مصداق حقیقی بھی آپ ہی
لوگ ہین ضرور اس آیت کے لکھنے سے مقصود آپکا یہ ہی کہ لفظ شیعا دیکھکر عوام کالانعام
آپکے مذہب کے یاد رکرینگے کہ لقب شیعہ کا ایسا مذموم ہی کہ جسکی مذمت قرآن مین
موجود ہی شیعہ جنہون نے تمام عقاید اصولیہ و مسائل فروعیہ کو اہلبیت عصمت و
طہارت جناب ختمی مرتبت کے انوار ہدایت سے مقتبس کیا ہی وہ کب اس آیت کے
مصداق ہو سکتے ہین البتہ آپ لوگ اہلبیت رسول خداص کو چھوڑ کر شیع و گروہ
گروہ ہو گئے ہین اذا شئت ان ترضی لنفسک مذہبا ینجیک یوم الحشر
من لاہب النار فدع عنک قول الشافعی ومالک ونعمان والمروی
عن کعب احبار ووال اناسا قولہم وحدیثہم روی جدنا عن
جبرئیل عن الباری اگرچہ یہ دعوے ہمارا ہر منصف خبیر پر مثل مہر منیر روشن

[illegible]

ومستبعد ہی لکن واسطے تسکین عوام کے ایک موٹی دلیل یہ ہی کہ وہ نماز جو ستون دین ہے
جسکو جناب رسولخدا صلعم مجمع عام مین سالہا سال ہر شب و روز مکرر پڑھا کرتے تھے اوسکی
ماہیت آجتک آپ لوگونکو معلوم نہوئی اور اوسکے ادا کرنے مین آپ لوگ چار فرقہ ہوگئے
ہین حالانکہ جناب رسولخدا صلعم ہمیشہ ایک ہی طور سے ادا فرمایا کرتے تھے اور اہلبیت
رسول خدا صلعم کے چھوڑنے کا حال اسی سے ظاہر ہی کہ اپنے تمام کتب فقہ و اصول عقاید
کو اول سے آخر تک دیکھ جاؤ ایک مقام بھی ایسا پیدا نکرسکوگے کہ جس مین اہلبیت کے
قول کو سند گردانا ہو حالانکہ تمہارے ہی محققین کو اسکا اقرار ہی کہ آئمہ ہمارے اپنے
عصر مین علم و فضل و کمال و زہد و ورع و تقوی مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے **قولہ** اور
مثال اس لفظ کی مشترک کی ایسی ہی جیسے اللہ تعالے بہشت کی تعریف مین فرماتا ہی
فیہا عین جاریہ تو عین کے معنی بھی مشترک ہین یہان بقرینہ سیاق سی ندیکے
پائے جاتے ہین اگر کوئی اسکے معنی آنکھ کے لے کہ بہشت مین آنکھین جاری ہین
تو آنکھین جاری ہونا عبارت رونے سے ہی تو اوسکو خبطی و مجنون کہین گے اور اگر
واسطے دہوکہ دہی مسلمانون کے عمدًا کہیگا تو کافر ہو جاویگا ایسی ہی لفظ مولا کو بھی
پر قیاس کرنا چاہیے **اقول** چونکہ آپکے عین بصیرت کو رمد تعصب نے معیوب کر دیا ہی
اسوجہ سے حق و باطل مین امتیاز نہین کر سکتے ورنہ یہی مثال ہمارے دعوی کی
مؤید ہی نہ منافی اسلیے کہ جیسا کہ لفظ جاریہ قرینہ اسکا ہی کہ لفظ عین سے چشمہ مراد ہی
نہ چشم اگرچہ اوس سے بھی جریان اشک کا ہوتا ہی مگر چونکہ جاریہ کا استعمال سے
خلاف محاورہ ہی اور نیز خلاف مقام امتنان کے ہے پس اسوجہ سے یقین کیا جاتا ہے
کہ مراد لفظ عین سے چشمہ ہی ایسا ہی لفظ مولے اگرچہ مشترک کئی معنون مین ہے مگر
بعد ملاحظہ کرنے اوس شدت اہتمام کے جو رسول خدا صلعم نے اس باب مین فرمایا
یقین ہوتا ہی کہ یہان لفظ مولی سے مراد اولی بتصرف ہی نہ اور معنی اور اگر مولے سے

مراد اس حدیث مین دوست اور ناصر کے ہون تو علاوہ اسکے کہ وہ اہتمام بلیغ بے
محل واقع ہوگا معنی بھی تو درست نہین ہوتے کیونکہ اگر حضرت نے یون فرمایا ہوتا کہ
من کان مولای فلیکن مولا علےؑ جو میرا مولا اور دوست ہو اوسے چاہیے کہ علی کا مولا
اور دوست ہو تو آپ لوگ کہہ سکتے تھے کہ اس حدیث مین صرف حکم دوستی اور نصرتکا
ہی حضرت نے تو فرمایا ہی من کنت مولاہ فعلی مولاہ جسکا مین مولا ہون اوسکے مولا علی
ہین پھر اگر آپ لوگون کا گمان صحیح ہو تو اس حدیث سے تو حضرت علی علیہ السلام کی اور
منقصت ثابت ہوتی ہی اسلیے کہ ایک سخت حکم حضرت علی کو دیا گیا وہ یہ کہ جسکو مین دوست
رکھتا ہون اوسکو تم بھی دوست رکھو جسکی مین نصرت کرتا ہون اوسکی تم بھی نصرت کرو
پھر لوگون کا بیعت کرنا . بارکباد دینے اور تہنیت مین قصیدے کہنا کیا معنی رکھتا ہی
ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور آپ ملاحظ فرمایئے خبطی اور مجنون آپ
ہوئے یا کون دوکھ دینے کا قصد کرکے کافر آپ ہوئے یا کوئی اور اگر عین بصیرت رکھتے
ہوتے تو ضرور لفظ مولی کو لفظ عین پر قیاس کرکے وہ معنی مراد لیتے جو مناسب مقام ہو
قولہ اور دوسرا جواب یہ ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلیفہ کرنیکا کیا
منصب تھا کہ جناب امیرؑ کو خلیفہ کرتے اللہ تعالی تو اپنے نسبت خلیفہ کرنیکا وعدہ کرچکا
تھا **اقول** حضرت عمرؓ کی غلظت اور فظاظت تو ضرب المثل تھی ہی جتنے کہ شیطان
بھی اونکے سایہ سے بھاگتا تھا مگر آپکا درجہ کچھ اون سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہی جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی غصہ آہی گیا ما شاء اللہ کیا مہذب تقریر ہے
معلوم ہوتا ہی آپکا نشو ونما کنجڑون کے بڑیون مین ہوا ہی اگر کوئی شیعہ ایسی تعبیر صمیم قلب
اور خلوص اعتقاد سے کرتا تو ضرور علماے اہلسنت اوسکی کفر کا فتوے دیدیتے اگرچہ آپکا
جواب سکوت ہی مگر حقیقت حال کا اظہار ضرور ہی شیعونکا اعتقاد مثل سنیون کے اعتقاد
نہین کہ معاذاللہ جناب رسول خدا مجتہد تھے اور اپنی راے سے مخالف حکم خدا کے

کچھ کرتے تھے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی اور یہ قول آپکا کہ خدا وعدہ
کرچکا تھا خلیفہ کرنیکا اگر مراد آپکی یہی کہ آیہ وعد اللہ الذین آمنوا مین وعدہ خلیفہ
کرنیکا کرچکا تھا تو اول تو یہ خیال ہی آپکا غلط ہی اور بے فہمی سے ناشی ہوا ہی بلکہ مخالف
آپکے مذہب کے ہی اسلیے کہ آپ لوگون کا تو یہ مذہب ہی کہ خلیفہ معین کرنا خدا کا منصب
نہین بلکہ امت کا کام ہی البتہ شیعون کا یہ اعتقاد ہی کہ تعیین خلیفہ خدا کا کام ہی اور
ثانیًا اگر مان بھی لیا جاے کہ اس آیت مین خدا نے خلیفہ کرنیکا وعدہ فرمایا ہی تو اسیقدر
مان لیا جاسکتا ہی کہ ایک شخص یا کئی شخصون کے خلیفہ کرنیکا وعدہ فرمایا ہی یہ کہان سے
معلوم ہوا کہ آپکے شیوخ ثلثہ کو وعدہ خلافت کا دیا گیا ہی پس ضرور ہوا کہ خدا اپنے پیغمبر کے
زبان سے بیان کردے کہ خلفاے موعودین کے ہین اور کون کون ہین پس دیکھو بیان
کرنا پیغمبر ہی کا تو منصب ہوا یا کسی اور کا چنانچہ اوسی منصب سے حضرت نے مکرر بیان
فرمایا الائمۃ بعدی اثنا عشر الخلیفۃ بعدی اثنا عشر اور اسکی ہم مضمون
بہت سی روایتین کتب فریقین مین ہین اور یہ بھی مکرر بیان فرمایا کہ علی بعد میرے خلیفہ
میرا ہی میری امت مین اور اس مضمونکی بھی روائتین بکثرت کتب فریقین مین موجود ہین
پھر جب زمانہ وفات کا نزدیک ہوا تو بامر خدا اوسے خلیفہ موعود کو باہتمام تمام معین
فرمادیا اور سبکو حکم دیا کہ اونسے بیعت کرو پھر جب دو چار روز وفات کے باقی رہ گئے
تو بامر خدا اسامہ غلام زادی کو سردار لشکر کا کرکے حضرت ابو بکر و عمر رض کو بھی ونکی ماتحتی
مین کرکے طرف موتہ کے روانہ فرمایا اور جب دیکھا کہ لوگ خلاف مصلحت سمجھکر تجہیز
جیش مین تامل کرتے ہین تو نہایت غضب کے ساتھ حضرت نے دوبارہ تجہیز جیش
اسامہ کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ خدا لعنت کرے اوسپر جو اس لشکر سے پچھڑ جاے دیکھو
انصاف کرو اگر حضرت ابو بکر رض کو وعدہ خلافت کا دیا گیا ہوتا تو کیون زبان قرب
وفات بین مدینہ سے باہر نکالے جاتے اور کیون لشکر اسامہ سے تخلف کرکے مورد لعنت ہوتے

پیغمبر ہو نے **قولہ** کیونکہ آیت استخلاف سابق ہی حدیث مذکور سے کہ بعد اکمال دین کے زبان مبارک سے صادر ہوی ہی ہان امامت کرانیکا اُنکو منصب تھا سو مرض موت مین ابو بکر صدیق رضہ کو امام گردان دیا **اقول** آیۃ اکمال دین کا نزول بھی تو اوسی روز ہوا جس روز جناب رسو لخداص نے جناب امیرع کو مولی ہر کبیر و صغیر کا مقرر فرمایا اُسکے بہانکے روایتون سے بھی ثابت ہوتا ہی اور امامت نماز کی جو ایک مرتبہ ابو بکر رضہ نے مرض وفات جناب رسولخداص مین کی وہ بی بی عائشہ اور بلال کی کارروائی اور حیلا لاکی سے ہوی تھی ہرگز جناب رسولخداص کے اذن سے نہوئی تھی ورنہ جناب رسولخداص باوجود کمال ضعف و ناتوانی جناب امیرع اور فضل بن عباس رضہ پر تکیہ کرکے مسجد مین تشریف نلاتی اور ابو بکر رضہ کو ہٹھا کر خود امامت نہ فرماتے اور عائشہ کی طرف خطاب فرما کر غیظ و غضب کے ساتھ یہ نہ فرماتے کہ ان کن لصوبحبات یوسف یعنی بیشکہ تم مثل اون مکارہ عورتون کے ہو جنھون نے حضرت یوسف سے مکر کیا **قولہ** اور لفظ فی الارض کا دال ہی تسلط فی الارض پر اور نص ہی خلافت ظاہری مین جسکو بادشاہت کہتے ہین اور دیگر آئمہ کو خلافت ظاہری نہین ہوئی جو ایفائے وعدہ اون مین متصور ہوتا **اقول** ماشاء اللہ نہ تنہا قاضیم انذک طبیم علاوہ تاریخ دانی کے علوم عربیہ مین بھی معلوم ہوتا ہی کہ آپ پاس ہو چلے کیون حضرت بیان تو فرمایئے کہ یہ دلالت کہان ہے اور کسطور کی ہی آپکی تحقیقات طبعزاد کو بلا دلیل کوئی کب قبول کر سکتا ہی ور خلافت ظاہری یعنی بادشاہی اگر ہوئے بھی تو کیا فائدہ ہو سکتا ہی کیا کوئی شیعہ اسکا انکار کرتا ہی اگرچہ خلیفہ اول بیچارے کو تو بادشاہی بھی نصیب نہین ہوئی ہان کسیقدر آثار بادشاہی کے خلیفہ ثانی کے زمانہ مین ظاہر ہونے لگے اور عثمان غنی کے عہد سے البتہ بادشاہی کا ڈول پڑنے لگا اور پورا خط بادشاہی کا تو حضرت معاویہ نے اوٹھایا اور کسیقدر جو نقصان باقی رہ گیا تھا اوسکو اونکے فرزند ارجمند

یزید نے پورا کر دیا اور ایسا پورا تسلط فی الارض اونکو حاصل ہوا کہ خانہ خدا اور مسجد رسول م مین گھوڑے باندیے فرزند رسول اونکے حکم سے قتل ہوگئے اونکی عترت بندی بناکر در بدر پھرائے گئے اور ہم تو صاف صاف اقرار کرتے ہین کہ ہمارے آئمہ کو سلطنت ظاہری نصیب نہین ہوئی البتہ بعد اسکے کہ صلحاے صحابہ نے عثمان کو اوس بے احترامی سے جو کتب تواریخ مین مذکور اور فریقین مین مشہور ہی قتل کر ڈالا تو حضرت علی ع سے خواہش کی کہ اوس خلافت ظاہری کو جو درحقیقت ضمیمہ تھا خلافت حقیقی کا قبول فرمائین اور جب بوجہ اونکے اصرار کے حضرت علی ع نے اوسکو قبول فرمایا تو بی بی عائشہ کو کب گوارا ہوسکتا تھا۔ پہلے تو یہ خبر سنکر کہ عثمان قتل ہوے مراد دلی برآئی مکہ سے خوشی خوشی روانہ ہوئین پھر جون ہین اثنائے راہ مین یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ علی ع کو لوگون نے خلیفہ کر دیا غضب ہی ہوگیا آسمان پھٹ پڑا اون سے غل مچاتی ہوئین کہ عثمان مظلوم مارا گیا مکہ پلٹ پڑین اور ایک ہم عفیر کو اس حیلہ سے اپنا رفیق بناکر ارادہ جہاد کا کیا ع حمیرا جنگ جو با حیدر آمد ✣ اید بر طلحہ و زبیر کو یہ خبر معلوم ہوئی حضرت علی ع کی عدالت اور قسمت بالسویہ سے تو دل تنگ ہوئی رہے تھے عمرہ کے حیلہ سے رخصت لیکر مکہ پہونچی زوجہ رسول م کو جسکے بارہ مین حکم خدا یہ ہے کہ گھر سے باہر نہ نکلین اونٹ پر سوار کرکے ہزارون نامحرمون کے ہمراہ روانہ بصرہ ہوئین اگرچہ راہ مین مقام حواب کے کتون نے بھونک کر حضرت عائشہ کو متنبہ کرکے قول رسول کا ایالک ان تکونی یا حمیرا یاد دلایا جس سے کچھ اثر حضرت عائشہ کی قلب پر ہوا اور قصد پلٹنے کا فرمایا مگر فوراً حضرت طلحہ و زبیر نے بہت سے جھوٹے گواہ بہم پہونچاکر ثابت کر دیا کہ یہ مقام حواب نہین آخر کار بصرہ پہونچکر عثمان ابن حنیف جو صحابہ رسولخدا م سے تھے اور جناب امیر ع کی طرف سے حاکم بصرہ تھے اونکی داڑھی نوچ ڈالی خزانہ بیت المال لوٹ لیا جب حضرت علی ع کو یہ خبر ہوئی

توصلحاے صحابہ مہاجرین والانصار کو اپنے ہمراہ لیکر بصرہ تشریف لیگئے اور پہلے بہت سا
اتمام حجت فرمایا جب وہ لوگ اپنی بغاوت سے باز نہ آئے تو جہاد شروع فرمایا وہ بھی
کب جب ادہر سے بکثرت تیر باران ہولیے انجام کار ایک جم غفیر اونکی حماقتونکا قتل ہوا
طلحہ وزبیر بھی قتل ہوئے بی بی عائشہ رضہ کو پکڑ کر مدینہ کے ساتھ مدینہ بھجوادیا یہ وہی
لڑای تھی جسکی خبر جناب رسول خداصؐ نے خود عائشہ کو دی تھی اگر خلیفہ اوّل و دویم و
سیوم سے کوی ایسی بغاوت کرتا تو بے تامل اہل سنت حکم اوسکے کفر کا دیدیتے دیکھو
مالک ابن نویرہ رضی اللہ عنہ کو مرتد قرار دیکر خالد ابن ولید کو اونکے استیصال کے لیے
روانہ کیا چنانچہ اوس شمشیر برہنہ خدا نے اونکو دہوکے سے قتل کیا اور اوسی شب اونکی
زوجہ سے ہم بستری فرمائی سبحان اللہ کچھ اسکا بھی خیال نہ کیا کہ ابھی عدہ مین ہی یہ محض
اسوجہہ سے کہ حضرت ابوبکر رضہ کو زکوۃ اپنے مال کی نہ دیتے تھے بوجہہ اسکے کہ وہ اونکو خلیفہ
ہی نجانتے تھے چونکہ اپنی آنکھون سے دیکھ چکے تھے کہ جناب امیرعؑ کو جناب رسولخداصؐ
اپنا خلیفہ مقرر فرما چکے ہین چنانچہ روایات شیعہ مین وارد ہی کہ جب جناب رسولخداصؐ نے
وفات پائی مالک بن نویرہ ہمراہ گروہ بنی تمیم کے مدینہ مین آئے جمعہ کے دن مدینہ مین داخل
ہوے کیا دیکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر ممبر پر مشغول خطبہ خوانی ہین غور سے دیکھا نہایت
متعجب ہوکر لوگون سے استفسار کیا کہ اخو تیم یعنے یہ تیم والا ہی قالوا نعم لوگون نے کہا
ہان وہی تو ہین قال فما فعل وصی رسول اللہ الذی امرنی بموالاتہ
پوچھا وصی رسول خداصؐ کیا ہوے جنکے موالات کا حکم خود رسول خدا مجھے دیگئے تھے
قالوا یا اعرابی الامر یحدث بعدہ الامر لوگون نے کہا دنیا کا قاعدہ بھی ہے
کہ ایک امر ہوتا ہی پھر وہ بدل جاتا ہی اور دوسرا امر ہوجاتا ہی قال قاللہ ما
حدث شیٔ وانکو تختم اللہ ورسولہ یہ کامل الایمان جسکے حق مین
رسول خدا فرما چکے تھے کہ سچا اہل جنت ہی اون دنیا دارونکے دام تزویر مین کب

آسکتا تھا کہا قسم خدا کی ہرگز رسو لخدا صنے کوئی امر تازہ نہین کیا ضرور تم لوگون نے
خدا اور رسول صلعم کی خیانت کی ہی پھر آگے بڑھے اور ابوبکر رض کے پاس جاکر کہا کہ کس نے
تجھے اس ممبر جناب رسو لخدا ص پر چھڑھایا ہی حالانکہ وصی رسول موجود ہین یہ سنتے ہی
حضرت ابوبکر رض کو طیش آیا اور فرمایا کہ اس اعرابی کو مسجد رسول خدا ص سے باہر نکالو فوراً
قنفذ اور خالد اوٹھے اور بیچارے کی گردن مین ہاتھ دیکر ڈھکیلتے ہوے مسجد سے باہر
نکالدیا وہ مومن متاسف اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور ادھر حضرت ابوبکر رض نے
خالد کو معہ ایک فوج کے اونکے استیصال کے لیئے روانہ کیا اس واقعہ جانسوز مین
باوجودیکہ حضرت عمر صفت غلظت و فظاظت مین یکتاے روزگار تھے مگر وہ بھی
جوش مین آگئے اور حضرت ابوبکر رض سے باصرار کہا کہ خالد کا ضرور تدارک ہونا چاہیے
مگر حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا کی ننگی تلوار ہی مین اوسکو میان مین نہین کر سکتا جب حضرت
امیر ع کی خلافت ظاہری کی یہ کیفیت رہی کہ ایک دن بھی ناکثین و قاسطین
و مارقین کے جہاد سے فرصت نہ ملے تو اور ائمہ کا کیا ذکر وہ تو ہمیشہ مظلوم و مستضعف رہے
اور اپنی اپنی مظلومیت و مستضعفیت سے دین حق کو دنیا مین قایم کر گئے اونکی سلطنت
ظاہری کا زمانہ بھی جسکی خوشخبری مومنین مخلصین کو اسی آیت استخلاف مین دیگئی ہی
قریب قیامت مین آنیوالا ہی انھم یرونہ بعیدا و نریہ قریبا اگرچہ مخالفین
اوس زمانہ کو دور دراز سمجھکر ہنستے ہین مگر ہم تو اوسے از بسکہ محقق الوقوع ہی بہت
نزدیک جانتے ہین ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون قولہ اور
خلیفہ ہونا ابوبکر رض کا امر الٰہی سے ثابت ہی تو ایفاے وعدہ الٰہی اونکی ذات مین
اگر اونسکے وعدہ سے نہوتا اور وعدہ الٰہی کسی اور کو ہوتا تو وعدہ الٰہی مین خلاف
لازم آتا اور اللہ تعالی وعدہ خلافی نہین کرتا چنانچہ فرماتا ہی ان اللہ لا یخلف المیعاد
جوکوئی نسبت اللہ تعالی کی وعدہ خلافی ثابت کریگا بسبب انکار آیت مذکورہ کے

کافر ہو جاوے گا **اقول** ان دعاوی بے سروپا کا کچھ ٹھکانا ہی کیوں حضرت وہ کون
امر الٰہی ہی جس سے حضرت ابو بکر رض کی خلافت ثابت ہوتی ہی بیان تو فرمایئے دعوائے
بے اصل کو مثل ارسال مسلم کے بیان کرنا آپ ہی کا کام ہی علاوہ اسکے نسبت وعدہ خلافی
کے خدا کی طرف آپ ہی تو دے رہے ہین اسلیئے کہ بنا بر اس مزعوم باطل کے چاہیئے کہ پورا
وعدہ حضرت ابو بکر ہی کے زمانہ مین ظہور مین آتا حالانکہ ایسا نہین ہوا دیکھو آپ ہی
اپنے مونھ سے کافر ہو گئے **قولہ** اگر یہ کہے کہ وعدہ تو حضرت علی کے واسطے کیا تھا ابو بکر صدیق
رض نے زبردستی خلافت چھین لی اس مین کئی قباحتین لازم آئین **اقول** اس آیت مین
وعدہ اوس خلافت کا جو محل بحث ہی کسی کے بہ نسبت نہین اس آیت مین تو محض واسطے تسلی
مومنین کے خدا نے اون سے وعدہ فرمایا ہی کہ تم دل تنگ نہو اور یہ نہ خیال کرو کہ تمہارا
دین مثل اور ادیان باطلہ کے چند روزہ ہی اور اوسکو بقا نہین اور تم اسکا غم نہ کھاؤ کہ
ہمیشہ تمہاری یہی خوفناک حالت رہے گی اگر فی الارض مین لام عہد کا ہو اور مراد الارض سے
زمین مکہ ہو جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہی تو یہ وعدہ جناب رسول خدا صلعم ہی کے عہد
کرامت مہد مین پورا ہو گیا کہ زمین مکہ پر مومنین کا تسلط تام ہو گیا اور حضرت ہی کے
زمانہ مین تمکین دین کی جیسا چاہیئے ہو گئی تھی اور حضرت ہی کے زمانہ مین خوف مومنین کا
مبدل بہ امن ہو گیا تھا بلکہ مومنین کا خوف اور رعب تمام عرب بلکہ تمام دنیا کی سلاطین
پر طاری ہو گیا تھا حضرت ابو بکر رض کی خلافت سے تو روز بروز دین پامال ہونے لگا
احکام شرعیہ سے جہالت بڑھنے لگی خود حضرت اکثر احکام شرعیہ سے جاہل تھے حدود
خدا معطل ہونے لگے دیکھو قصہ مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو متعہ نسا اور متعہ حج
موقوف کر دیا گیا حی علی خیر العمل اذان سے نکال دیا گیا الصلوۃ خیر من النوم
کو اوس کی جگہہ اذان صبح مین داخل کیا نوافل ماہ صیام مین بدعت جماعت کی
جاری کی گئی بے محل حدود جاری کرنے کا حکم دیا گیا تیمم کی موقوفی کا حکم صادر فرمایا

ارشاد ہوا کہ اگر ایک مہینہ تک بھی پانی نہ ملے تو نماز ہی نہ پڑھے شراب خواری و زناکاری کو
ترقی ہوئی شراب خوار و زناکار بنی امیہ کوفہ و بصرہ و مصر وغیرہ مین حاکم مقرر ہوے
یہان تک نوبت پہونچی کہ مستی کی حالت مین نماز صبح کو چار رکعت پر تمام کر کے فرمانے
لگے کچھ اور زیادہ کر دون یہ مجمل و مختصر فہرست ہے اوس تمکین دین کی جو حضرت ابوبکر رض
کے زمانہ سے لیکر حضرت عثمان رض کے زمانہ تک ہوئی اور خود حضرات اہل سنت کی روایات
سے اونکا ثبوت ہے اگر شیعہ اپنی روایات سے اوس تمکین دین کی کیفیت بیان کرین
تو مثل آفتاب نصف النہار کے حق روشن ہو جاوے اور اگر حضرت معویہ کے زمانہ کی
تمکین دین کی کیفیت اہل سنت ہی کی کتابون سے بیان ہو تو ایک دفتر کا دفتر سیاہ
ہو جاوے ایک چھوٹی اور موٹی تمکین دین اونکے زمانہ کی یہ ہے کہ حضرت یزید سے
شراب خوار و زناکار کو کس شد و مد سے خلیفہ رسول بنا گئے اور صلحا و اخیار سے
بجبر و اکراہ اونکی بیعت لی رہا تبدیل خوف بہ امن اوسکا بھی حال اس سے بدتر ہے
وہ امن تام جو زمان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین مومنین کو حاصل
تھا بمجرد وفات جناب رسول خدا ص کے زائل ہونے لگا کتب تواریخ موجود ہین بنظر
انصاف ملاحظہ کرو مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ تو سن چکے اہل بیت امن کے
زوال کو دیکھو وہ گھر جناب سیدہ ع کا جسکی طرف زمان آنحضرت ص مین کوئی آنکھ اوٹھا کر
دیکھ نہین سکتا تھا اوسی گھر کے جلانے کے قصد سے آگ اور لکڑی لیکر گئے وہ فدک
جو عہد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جناب سیدہ علیہا السلام کے
قبضہ مین تھا چھین لیا گیا سعد بن عبادہ جو صحابی جلیل القدر تھے مدینہ مین رہنے
نہ پائے عمار رضی اللہ عنہ کے اوپر اتنی لاتین پڑین کہ فتق مین مبتلا ہو گئے ابن مسعود کی
وہ گت ہوئی کہ خدا کی پناہ ابوذر رحمہ اللہ کی وہ نوبت پہونچی کہ جسکی تصور سے
آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین آخری نتیجہ اوس کارروائی کا یہ ہوا کہ فرزند رسول ص جیسے

فضائل ومناقب سے کتب فریقین مملو ہین کس ذلت وخواری سے سعہ عزیز اقربا قتل
ہوگیا اوسکے ناموس جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بٹیان تھین کس بے پردگی کے
ساتھہ دربدر پھرائی گئین کیون حضرات رسولخداص کی وفات کو کتنا زمانہ ہوا تھا ایک
صدی کیا پچاس برس بھی تو پورے نہوے تھے بہت سے اصحاب رسولخداص بھی تو موجود
تھے پھر اگر ابتدا سے کچھہ بھی احترام اہل بیت کا کیا جاتا تو کوئی عقل قبول کرسکتی ہے کہ
اہل بیت کی اتنی مدت قلیل مین یہ حالت ہوجاتی آپ لوگ ان حالات کو تو نظر انصاف سے
لاحظہ فرماتے نہین ہمیشہ وہی روایتین پیش نظر رہتی ہین جو حضرت معویہ کی کوشش وجان
فشانی سے فضائل شیوخ ثلثہ ومناقبین صحابہ مین بنالی گئین ہین جنکے بنانیوالون کو
بڑے بڑے انعام بڑی بڑی جاگیرین ملتی تھین مگر بعض بنانیوالے بھی نہایت ظریف تھے
ایسی روایتین بناگئے ہین کہ اگر دیکھنے والا کچھہ بھی عقل رکھتا ہو تو سمجھہ جاوے کہ اصلیت
کیا ہی اونھین روایتون مین سے ایک روایت یہ ہی انا وابوبکر کفرسی رہان فسبقتہ
الی النبوۃ فاتبعنی ولو سبقنی الیھا لا تبعتہ یعنے معاذ اللہ پیغمبرص فرماتے ہین
کہ مین اور ابوبکرؓ مثل ان دو گھوڑونکے تھا جو گھوڑ دوڑ مین دوڑتے ہین پس مین
سبقت لیگیا طرف نبوت کے پس اونھون نے میری تبعیت کی اور اگر وہ نبوت کو پہلے
پہونچکر اوٹھا لیتے تو مین اونکی تبعیت کرتا خدا میان بشیر کے درجات عالی کرے اسی
حدیث کے ترجمہ مین کیا خوب فرماگئے ہین سے گھوڑ دوڑ کا کتاب مین مضمون بھردیا
دربار ذوالجلال کو کلکتہ کردیا قولہ ایک تو یہ کہ اللہ تعالی نے وعدہ کو موکد کیا ساتھہ لام
تاکید اور نون ثقیلہ کی دو دو تاکیدین تین صیغون مین چھہ تاکیدین ہوئین تو چھہ تاکیدون
سے وعدہ کرنا اور وہ بھی جھوٹا وعدہ کرنا شان الہی سے بہت بعید ہی تعالی اللہ عن
ذلک علوا کبیرا کہ وہ وعدہ کرے حضرت علیؑ اور اماہونکو اور دیدے ابوبکر صدیق
کو کہ شیعونکے دانست مین اونکے دشمن ہین دوست کو وعدہ کرنا اور دشمن کو دیدینا

کیسی وعدہ خلافی نسبت اللہ تعالی کے ثابت کرتے ہین اور اگر یہ کہیئے کہ ابوبکر صدیق رضہ نے
زبردستی چھین لیا اور اللہ تعالی کا ارادہ علی مرتضی ع کے خلیفہ کرنیکا تھا تو زبردست ہونا
ابوبکر صدیق رضہ کا اللہ تعالی سے بھی لازم آتا ہی علی مرتضی ع کو تو کمزور ثابت کرتے ہین جو
غالب کل غالب ہین اللہ تعالی کو بھی کمزور ثابت کرنے لگے اللہ تعالی کا رتبہ گھٹا دیا اور
ابوبکر کا رتبہ بڑھا دیا اور زعم ملک کہ صفت اللہ تعالی کی ہی ابوبکر صدیق رضہ کو ثابت کر دی
اقول خوش فہمی اور عوام فریبی کا آپ پر خاتمہ ہی اس آیت کو تو اوس خلافت سے جو بھی
نیابت نبی ہی جسکے مستحق بلافصل جناب امیر ع ہین کوئی تعلق ہی نہین محض آپکی خوش فہمی ہی
جو ایسا سمجھتے ہین اور اس آیت مین جس چیز کا وعدہ دیا گیا ہی اوسکا ظہور جناب سو خدا
ہی کے زمانہ مین ہو گیا اگر مراد فی الارض سے زمین مکہ یا زمین عرب ہو اور اگر مراد تمام
روے زمین ہو تو آپکے خلفا کو بھی تمام روے زمین کی بادشاہی نصیب نہین ہوئی البتہ تمام
آئمہ علیہم السلام کو زمان رجعت مین تمام روی زمین کی بادشاہی حاصل ہوگی اور
تمکین دین اور تبدیل خوف بامن بھی اوسی زمانہ مین بروجہ اتم حاصل ہوگی اور گویا اوسی
زمانہ کی تمکین دین اور تبدیل خوف بامن کا وعدہ دیا گیا ہی مومنین کو اگرچہ وہ تمکین دین
و تبدیل خوف بامن جسکا ظہور عہد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم مین ہوا
وہ بھی مراد ہی اور ضرور نہین کہ وہ مومنین کہ جنکو بطور خوشخبری کے وعدہ دیا گیا
اوس زمانہ تک باقی رہین اسلیئے کہ اگر ایسا ضروری ہو تو بنا بر آپکے خیال کے بھی چاہیے کہ کل
مومنین جو زمان نزول آیت شریفہ مین موجود تھے اور جنکو وعدہ دیا گیا تھا زمان
خلافت حضرت ابوبکر رضہ تک باقی رہتے اور حالانکہ بہت سے مومنین اوس زمانے تک
باقی نرہے پس جو تم جواب دوگے بہ نسبت اون لوگون کے وہی جواب ہمارا ہوگا علاوہ
اسکے انصاف سے دیکھو تعصب و عناد کو دور کرو اگر کوئی مخبر صادق دو سو برس قبل
اہل لندن کو بطور خوشخبری کے وعدہ دیتا کہ دو سو برس کے بعد تم لوگون کی

سلطنت تمام ہندوستان مین ہوجائیگی تو کیا کوئی عاقل یہ توہم کرسکتا تھا کہ چونکہ
ہمکو وعدہ دیا گیا ہی پس ضرور ہی کہ ہم لوگ اوس زمانہ تک باقی رہینگے یا چونکہ اونکو
اسکا یقین تھا کہ اوس زمانہ تک باقی نرہینگے پس کیا وہ لوگ اوس مخبر صادق پر
یہ اعتراض کرسکتے تھے کہ کیسا جھوٹا وعدہ ہمکو دیتا ہی ہم تو اوس زمانے تک باقی
ہی نرہینگے ہمکو اوس زمانے کی سلطنت سے کیا مطلب نہین ہرگز نہین ایسا ہی
جو لوگ حیات جناب سولخدا صہ مین مومنین خالص تھے جو دین اسلام کو سچا دین خدا کا
جانتے تھے جو لوگ جان و مال و اولاد کو راہ خداہ مین نثار کرکے اسلام کی ترقی
چاہنے والے تھے اونکو ضرور اس وعدہ الٰہی سے ویسا ہی خوشی حاصل ہوئی جیسا
اون لوگون کو حاصل ہوگی جو زمان رجعت مین موجود ہونگے دیکھو ہم لوگ بھی زمان
رجعت آئمہ معصومین کا حال اہلبیت صادقین کے بیانات سے دریافت کرکے ویسا ہی
خوش حال ہوتے ہین جیسا کہ اوس زمانہ کے مومنین خوش حال ہونگے دیکھو اگر ہم کو
معلوم ہو کہ کسی مقام کے شیعہ اپنے فرائض مذہبی کو بیخوف بجالاتے ہین تو کس قدر خوش
حال ہوتے ہین اور اگر فے الارض سے مراد کوئی خاص زمین ہو تو کوئی دلیل اس
تخصیص پر نہین ہاہی تنہا اپنے دعوے کو کون قبول کرسکتا ہی علاوہ اسکے اگر مراد وہ زمین
ہون جو زمان عمر مین مفتوح ہوئین یا زمان عثمان مین تو پھر آپ ہی کو وعدہ خلافی
کی نسبت خدا کی طرف دینی پڑیگی کیونکہ وعدہ تو ابوبکر رض سے کیا اور نیکنامی فتح کی
عمر رض کو دیدی کیا خدا مین اتنی قدرت نہ تھی کہ دس بیس برس ابوبکر رض کو زندہ رکھتا
اگرچہ وعدہ خلافی کے نسبت خدا کی طرف آپ لوگون سے جائے تعجب نہین کیونکہ اس سے
بھی حضرت عمر رض کی تقلید کا مرتبہ ہاتھ آئیگا دیکھو صلح حدیبیہ مین کس شد و مد سے خیال
وعدہ خلافی کا خدا اور رسول صہ کے بہ نسبت کیا حتے کہ نبوت جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم مین شک آگیا اور نیز اگر وعدہ خلافی اسیکو کہتے ہین تو پھر اور بھی بہت سی

آیتین ہین جنسے آپکو خدا کی طرف نسبت وعدہ خلافی کی دینی پڑے گی ؛ یہ کہنا پڑیگا
کہ معاذ اللہ خدا کفار سے کمزور ہی خدا فرماتا ہی کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا
فی الحیوۃ الدنیا دیکھو گے تاکیدونکے ساتھ خدا وعدہ فرماتا ہی کہ ہم اپنے رسولونکو
اور مومنین کی یاری کرینگے زندگانی دنیا مین پھر کیون انبیاء سابقین پر کفارونکو
قوت دیدی کیا کفارون سے خدا کمزور ہو گیا تھا اور کیون کفار مکہ کو جناب رسول خدا ﷺ
پر قوت دیدی یہانتک کہ اونکے خوف سے مکہ چھوڑنا پڑا یہ سب تو ایک طرف نہایت
تعجب اور تاسف کا مقام تو یہ ہی کہ جب ابوبکر اور عمر رض خیبر مین رایت ظفر آیت لیکر
مقابل مین ایک یہودی کے گئے تو کیون اوس کافر یہودی کے رعب کو اون کے
قلب نازنین پر ایسا غالب کر دیا کہ بیچارے بے لڑے بھڑے بدحواس ہو کر بھاگے
کیا یہ مومن نہ تھے کیا خدا مرحب کافر سے کمزور تھا بلکہ بقول مولف امنوا کے مصداق
حقیقی تو یہ ہی تھے کہ تیس تیس چالیس چالیس برس بت پرستی کے بعد ایمان لائے تھے جناب
امیر ع جو بقول مولف مصداق امنوا کے نہ تھے اونکے تو ہر موقع پر نصرت نمایانکی
اور اونکی کسی موقع پر نصرت نکی بھلا اگر احد وحنین مین ان بیچارونکی نصرت نکی
تو چنداں محل شکایت نہین کیونکہ مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد اور بھی بہت سے
لوگ بھاگے تھے بلکہ بجز معدودی چند سبھی بھاگ گئے تھے اگرچہ کیفیت مین بھاگنے
کے انھین کا نمبر اول رہا مگر ایک مقام مین تو انکی نصرت ضرور تھی تا کہ شیعون کے
طعن سے محفوظ رہتے کیون صاحب اگر کوئی بے فہم اس آیت شریفہ مین مثل آپ کے
ایراد کرے تو کیا جواب دیجیے گا **قولہ** لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم
ترجمہ اور البتہ البتہ جائے قرار اور مکان پذیر کرے گا واسطے اونکے دین اونکے
کو کہ پسند ہوا واسطے اونکے ظاہر ہی یہ امر یعنے جگھ پکڑنا دین پسندیدہ خدا و صحابہ کا
خلفا کے زمانہ مین ہوا **اقول** تمکین دین کی جو زمان خلفا مین ہوی تھی اوسکا علم

پیشتر بیان ہوا اگر اسی تخریب دین کا نام تمکین دین ہی تو آپ ہی کو مبارک ہو خلفا کے
زمانہ مین تو دین کی وہ کیفیت ہوگئی تھی کہ جسکی پیشین گوئی خود پیغمبر کر گئے تھے بل
الذین غریبا وسیعود غریبا یعنے جیسا ابتدائے بعثت مین یہ دین غریب و ناآشنا تھا
وہی حالت اوسکی عنقریب ہوجاویگی اور اسی خیال سے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اپنے اصحاب سے بنظر اتمام حجت فرماتے تھے لتتبعن سنن من قبلکم حتی
لو دخلوا جحر ضب لدخلتموہ (لتبعتموہ) یعنے اونھین ڈھرون پر چلوگے جنپر اگلی امت
چلی ہی یہانتک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ مین گھسے ہونگے تو تم بھی گھسوگے آخر
پیغمبر کی پیشین گوئی غلط ہوسکتی ہی دیکھو حضرت موسیٰ کی امت نے کیسا ایک گوسالہ کو
اپنا خدا اقرار دیا کتنا ہی حضرت ہارون سمجھایا کیے کہ گمراہ نہو یہ گوسالہ لایعقل خدا
نہین ہوسکتا پروردگار تمہارا خدا ہی ایک بھی نہ سنی گوسالہ پرستی سے دست بردار
نہوئے قریب تھا کہ حضرت ہارونکو قتل کر ڈالتے آخر حضرت موسے بھی تو پیغمبر اولوالعزم
تھے گوسالہ پرست بھی تو حضرت موسے ہی کے اصحاب تھے دیکھو کیسا گوسالہ کو خدا کہنے لگے
اور حضرت ہارونکو کمزور کر دیا اور حضرت ہارونکو خوف ہوا کہ اگر مین انکی ہدایت مین
زیادہ اصرار کرونگا تو بنی اسرائیل مین تفرقہ پڑجائیگا پھر کیا ممکن نہین کہ اصحاب
رسول خدا مین بھی کچھ لوگ سامری صفت ایسے ہون کہ بعد رسولخدا ص کے اونکے
امت کو اونکے خلیفہ و وصی برحق سے گمراہ کر دیوین اور ایک ایسے شخص کو خلیفہ
کر دین جسکے ذریعہ سے اپنے اغراض نفسانی حاصل کر سکین کیون نہین ایسا ہی
تو ہوا دیکھو انہین اصحاب رسولخدا ص کے بارہ مین خدا فرماتا ہی افان مات او قتل
انقلبتم علے اعقابکم کیا پس اگر محمد مرجاوین یا قتل کیے جاوین تو تم دین سے
اولٹے پیرون پھر جاوگے کلام خدا مین جو اعلے درجہ کے بلاغت پر ہی ممکن نہین کہ
خطاب اون لوگون سے کیا جاوے جنکے بہ نسبت ارتداد ممکن نہو بلکہ اونھین

لوگون سے ایسا خطاب ہوسکتا ہی جنکے بہ نسبت احتمال قوی ارتداد کا ہو آپ لفظ ارتداد سے وحشت نہ فرمایئے ارتداد سے یہ مراد نہین کہ اصل سے اعتقاد توحید ونبوت کا جاتا رہے بلکہ مقتضائے اعتقاد پر عمل نہ کرنا اور دین کو دنیا سے بدل دینا اس پر بھی اطلاق ارتداد کا ہوسکتا ہی خرابی تو یہ ہی کہ آپ لوگون نے صحابہ کو فرشتہ سیرت تخیل کر لیا ہی اسوجہہ سے اونکے افعال اور اقوال کو نظر انصاف سے نہین دیکھتے آخر انہین صحابہ مین تو کثرت سے منافقین بھی تھے اور وہ اس کھبیس مین رہتے تھے کہ پیغمبر بھی اونھین نہین پہچانتے تھے آخر انہین صحابہ مین تو کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنکی مذمت سے قرآن پر ہے انھین مین تو کچھ ایسے بھی تھے کہ پیغمبر کو نماز مین کھڑا چھوڑکر تماشا دیکھنے چلے جاتے تھے حدیث حوض مین خوض کرکے تمہین بیان کرو وہ کون صحابہ تھے جنکو پیغمبر حوض کوثر پر سے دیکھینگے کہ اونکو فرشتے جہنم کی طرف سے لیئے جاتے ہین پس حضرت فرماینگے رب اصحابی صحابی پروردگارا یہ تو میرے خاص صحاب ہین ندا آئی گی انک لا تدری ما احدثوا بعدک تو نہین جانتا کہ انھون نے بعد تیرے کیا کیا خرابیان کین جس روز سے تو انسے جدا ہوا یہ لوگ برابر دین سے روگردان رہے بعد پیغمبر صکے دو ہی فرقہ تو ہوے ایک وہ جو حضرت علی عکے ہمراہ ہولیا اور ابوبکر رض کی بیعت سے انکار کیا اور دوسرا گروہ وہ جو ابوبکر رضکے ہمراہ ہولیا۔ آپ کس فرقہ کو مصداق اس حدیث کا قرار دیجیے گا قولہ یہانتک کہ عمر خطابرض کے زمانہ مین چالیس ہزار شوالہ ڈھاکر بجائے اونکی چالیس ہزار مسجدین قایم کی گیین اور نوکرور کافر مسلمان ہوے اور نوکرور کافر فی النار اور چھتیس ہزار شہر فتح ہوے اور اونیس ہزار ممبر قایم ہوے کہ اوسپر علماء واسطے وعظ کے بٹھلائے گئے اور ایسے ہی سب خلافتون مین فتوحات ہوے ہین مگر عمر خطاب کی خلافت مین امورات مذکورہ کا خوب ظہور رہا تو تمکین دین موصوف کی یہ مظہر ٹھہری ان فتوحات اسلام سے سب مسلمانون کی خوشی حاصل ہوئی

مگر بزعم شیعہ جناب امیرؑ اس دین سے راضی نہین رہے وہ اپنا دین باطن مین اس سے
خلاف رکھتے تھے اور اوسکو دین خاصہ اور اسکو دین عامہ کہتے ہین **اقول** سچ
ہی جھوٹ بولے تو پیٹ بھر بولے ماشاء اللہ امیر حمزہ کی داستان ہوگئی بھلا تو بیان
کیجیے کہ شیوالہ کس ملک مین تھے جنکو کھودوا ڈالا اور اگر آپنے حکام وقت سے تقیہ
فرمایا ہی اور مراد آپکی شیوالون سے معابد نصاریٰ کے ہین تو اونکے کھودوانیکا حکم
شرع شریعت مین کہان ہی اور پھر یہ فہرست تفصیل وار آپکے ہاتھ کہان سے
لگی اور نو کرور کافر جو فی النہار ہوے وہ کن لڑائیون مین اور ہر ایک لڑائی مین
کتنے قتل ہوے۔ اور اون کافرون کا کیا مذہب تھا بت پرست تھے یا اہل کتاب
اور اونیس ہزار علماء جو وعظ کے لیئے مقرر ہوے تھے اونکے نام تو ارشاد فرمایئے
بمفاد الناس علی دین ملوکھم مین تو ایسا خیال کرتا ہون کہ وہ علما بھی حضرت
عمرؓ سے علم و فضل مین زیادہ تر ہی ہونگے اور مین کیا آپ بھی دل و جان سے یہی
اعتقاد رکھتے ہونگے مگر جب خود حضرت ہی کے مبلغ علم کے یہ کیفیت تھی کہ خود اپنی
زبان حق ترجمان سے بیان فرماتے ہین کہ کل الناس افقہ من عمر حتے
المخدرات فی الحجاز یعنے کل لوگ عمر سے بہ نسبت احکام شرعیہ کے داناتر ہین
حتے وہ عورتین جو پردہ نشین ہین تو اون علماء کے کیا حالت رہی ہوگی اور یہ
تو فرمایئے کہ اکیس ہزار مسجد و نکو بے ممبر و عالم کیون رہنے دیا مین ایسا خیال کرتا ہون
کہ چونکہ آپ لوگون پر حضرت عمر کی نظر عنایت تھی اوجہ سے کچھ محراب و ممبر آپ
لوگون کے لیئے بھی رکھ چھوڑے آپکے اس مقام کی طرز تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ آپکو افیون سے زیادہ شوق ہی اور بظاہر وقت تحریر کے کچھ افیون کا نشہ
زیادہ ہوگیا تھا اور جب بموجب آیہی کے اقرار کے مظہر تمکین دینکے حضرت عمر ٹھہرے
بس لازم آتا ہی کہ حضرت وہ وعدہ استخلاف کا بھی انھین مخصوص ہو پھر یا تو

پھر یا تو خدا نے وعدہ خلافی کی یا حضرت ابوبکر معاذ اللہ خدا پر غالب آ گئے اور خدا مغلوب ہو گیا جیسا کہ آپکا خیال ہے شاید اسی دن کے خیال سے حضرت ابوبکر رض نے کسی معرکہ مرد آزما میں اپنا زور نہیں دکھلایا اس لیے کہ پہلے ہی سے خدا سے مقابلہ کرنیکا خیال تھا حفظ قوت ضرور تھی اور جناب امیر ع کو بھی ضرور اسکی خوشی ہوتی تھی کہ لشکر اسلام کو غلبہ ہوا کوئی شیعہ اسکا قایل نہیں کہ حضرت علی ع کو فتح لشکر اسلام سے ملال ہوتا تھا البتہ جناب امیر ع کو ملال اسکا تھا کہ چونکہ لوگوں نے بعد وفات پیغمبر خدا انکے اونحضرت کی خلافت کو تمانا بسبب اون عداوتونکے جو حضرت سے رکھتے تھے اور نیز اس خیال سے کہ حضرت از بسکہ کل اہل اسلام کو ایک نظر سے دیکھیں گے پس مثل حظوظ نفسانی سے محروم رہیں گے اور نیز اس نظر سے کہ اگر حضرت مبسوط اللہ ہونگے تو اجراے حدود واقامۂ احکام شرعیہ میں مداہنہ اور سستی نفرماینگے اور نہایت ہی ضیق میں پھنس جاینگے پس اسوجہہ سے اسلام کی ترقی ناقص رہگئی اور اسلام مثل قالب بیجانکے ہو گیا جان اسلام کی پابندی احکام شرعیہ ہے اور عمدہ غرض بعثت نبی مرد نصب خلیفہ سے بھی تعلیم وتلقین احکام شرعیہ ہے اور کبھی کسی نبی یا وصی نبی ص کو اسکا ملال نہیں ہوا کہ سلطنت ظاہری کیوں نہ ہاتھ آئی زیادہ صدمہ اونکو اسیکا ہوتا تھا کہ کیوں بندگان خدا تعمیل احکام میں سعی اور اہتمام نہیں کرتے اور کسی شیعہ با فہیم کا یہ اعتقاد نہیں کہ معاذ اللہ جناب امیر ع ظاہر میں کچھ اعتقاد رکھتے تھے اور باطن میں کچھ یہ صفت نفاق مختص آپہی کے ائمہ سے تھے ہاں چونکہ اسلام کے قایم کرنے میں آپنے نہایت زحمت فرمائی تھی بلکہ گویا آپہی کے تلوار کے ذریعہ سے خدا نے اسلام کو قایم کیا تھا اسوجہہ سے حضرت کو یہ خیال ہوتا تھا کہ از بسکہ سبکے سب کم فہم اور تازہ مسلمان ہیں پس اگر میں اس قوم کی ہدایت میں زیادہ اصرار کرونگا اور اس امر پر زیادہ زور دونگا کہ میری خلافت کو تسلیم کریں تو اصل دین اسلام سے منحرف ہو جائینگے اور پچیس برس جو جناب

رسول خدا نے محنت فرمائی تھی وہ برباد ہو جاوے گی پس اس خیال سے حضرت نے بعد اظہار حق و اتمام حجت کے سکوت و صبر اختیار فرمایا اس صبر مین بھی حضرت حکم الٰہی بجا لائے اور یہ صبر بھی حضرت کا ایک جہاد اعظم تھا جیسا کہ حضرت ہارون نے بمقابلہ گوسالہ پرستون کے بعد اظہار حق و اتمام حجت کے سکوت و صبر اختیار فرمایا اور ہمیشہ ہر دین مین دو گروہ ہوتے ہین ایک خاصہ اور ایک عامہ پس بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی خاصہ وہ لوگ تھے جنہون نے اعتقادات ضروریہ و احکام شرعیہ کو اچھی طرح سے درست کر لیا تھا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے اور ایسے لوگ ہر زمانہ مین ہر نبی کی امت مین بلکہ ہر مذہب مین کم ہوتے ہین سلمان و مقداد و عمار و ابوذر و حذیفہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم جنکی تعداد اور اسامی معتبر کتب مبسوطہ مین درج ہین اسی گروہ خاصہ سے تھے اور عامہ وہ لوگ تھے جو ایسے نہ تھے جنکو مسائل غامضہ کے فہم کی لیاقت نہ تھی جیسے حضرت عمر جو خود اپنی حالت بیان فرماتے ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا ابوبکر سے کچھ باتین توحید کے متعلق کر رہے تھے مین غور سے سنتا رہا مگر کچھ بھی نہ سمجھا مثل زنگی یعنی حبشی کے مبہوت رہ گیا اگرچہ اس روایت کو حضرات اہل سنت فضیلت حضرت ابوبکر مین ذکر کرتے ہین باوجودیکہ خود انھین کے علمائے محققین نے اس روایت کو جعلی قرار دیا ہے مگر فضیلت تو جب ثابت ہوتی کہ جب یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ کوئی دقیق مسئلہ تھا ورنہ یون تو ہم بھی کبھی بعض گوارون سے بعض مسائل توحید کے جو نہایت آسان ہوتے ہین بیان کیا کرتے ہین اور اوسی مجمع مین ایک دوسرا گنوار بھی ہوتا ہے جو ہمہ تن گوش ہو کر سنا کرتا ہے اور شدت غباوت سے کچھ بھی نہین سمجھتا پھر کیا اس سے اوس شخص مخاطب کی کوئی فضیلت ثابت ہو سکتی ہے نہین ہرگز نہین قولہ اور تقیہ مین گذران کرتے تھے اور ان سب مسلمانونسے

ناراض رہتے تھے کہ حق خلافت میرا تھا ان خلفا نے غصب کرلیا ہی اور سب مسلمان
اس غصب مین شریک ہین **اقول** تقیہ ہمیشہ سے شعار انبیا اور اوصیا کا رہا
ہی اور خود ہمارے پیغمبرؐ نے تقیہ فرمایا ہی دیکھو عائشہ سے فرماتی ہین کہ اگر تیری
قوم نو مسلم نہوتی تو کعبہ کو کھود کر اساس اصلی پر قایم کردیتا یہ مضمون محض ایک
روایت کا ہی جو آپ ہی کے یہان موجود ہی دیکھو وہ جناب اپنی سسرال والون سے
تقیہ فرماتے تھے آپ لوگون نے تقیہ کے ایک ایسے معنی گڑھ کے عوام الناس کے ذہن نشین
کردیے ہین جس سے آپ لوگونکو موقعہ عوام فریبی کا اچھا ملتا ہی تقیہ اسے نہین کہتے
کہ محض بنظر تحصیل اعراض دنیویہ بلا خوف جان وعرض ومال اپنے اعتقادات
واعمال مین تغیر دیدے بلکہ تقیہ کے لیئے بہت شرائط ہین اور اُسکے بہت سے
مراتب ہین بعد جمع ہونے کل شرائط کے کسی مرتبہ مین واجب ہوتا ہی اور کہین
مستحب اور کہین مباح اور تقیہ کے ادا کرنے کے طریقے بھی مختلف ہین کتب مبسوطہ
مین اوسکی تفصیل مذکور رہی زبانی انکار کا تو کوئی علاج ہی نہین ورنہ کوئی عاقل
تقیہ کا انکار نہین کرسکتا دفع شریا حفظ جان کے لیے کسی امر کی حقیقت کو
نہ ظاہر کرنا ہر عاقل کا کام ہی خدا نے تو حالت اکراہ مین کلمہ کفر کے اظہار کی بھی
اجازت دی ہی دیکھو الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کی تفسیر کو اور
روایات شیعہ سے یہ ثابت نہین کہ حضرت امیرؑ نے حالت تقیہ مین خلفائے ثلثہ کے
واجب الاطاعت اور خلیفہ برحق ہونے کا اقرار فرمایا ہو بلکہ اونکے غیر مستحق
اور ظالم اور غاصب اور خائن اور غادر وکاذب ہونے کا اکثر مقامون مین
اظہار فرما کر حجت کو تمام کردیا البتہ اون مسلمانون سے ناراض رہتے تھے جنھون نے
حق پوشی اور ناحق کوشی کے آپکے یہانکی روایتون سے بھی حضرت کی ناراضی اون
ثابت ہی اور حضرت تنہا اون سے ناراض نہ تھے بلکہ خدا ورسول اور کل مومنین

بھی اون سے ناراض تھے اور ہین اور قیامت تک رہین گے جیسا کہ اون مسلمانون سے ناراض تھے اور ہین اور رہین گے جنہون نے حضرت ہارون کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی کی **قولہ** یہ اونکی کتابون مین لکہا ہی گو مین نے کتب کا حوالہ نہین دیا کس وجہہ سے کہ یہ باتین مسلمات شیعہ سے ہین **اقول** یہ سب چیزین جو آپنے اس مقام پر بیان کی ہین انمین سے تو کچھ تو آپکے طبع زاد ہین اور اکثر چیزین آپکے یہان کی کتابونمین بھی موجود ہین اگرچہ متعصبین علماء اہل سنت کی مسلمات سے نہون مگر محققین نے تو مسلم رکھ کے توجیہہ و تاویل دور از کار کرکے داد ناانصافی دی ہی **قولہ** جس صاحب کو تحقیقات منظور ہو انکے علماء سے پوچھین اگر وہ کہین کہ جناب امیرؑ سب مسلمانون کی طرح اس تمکین دین پسندیدہ سی خوش تھے تو کوئی تکرار باقی نہ رہی اور مذہب سب شیعون کا رد ہوا اور ہم بھی یہی کہتے ہین کہ جناب امیرؑ اس گروہ صحابہ کے شامل تھے اور اس دین پسندیدہ سے خوش تھے اور اگر ناراض گی اور تقیہ مین رہنا اور خلافت کے فراق مین تمام عمر کو آخر کرنا اور ان صحابہ پر غیظ رکھنا اور ظاہر مین ملا رہنا اور دل مین عداوت رکھنا کہ جس کو نفاق کہتے ہین بیان کرین تو سمجھو کہ انکے علماء کے برابر کوئی دشمن جناب امیرؑ کا نہین ہے کہ جناب کو منافق و مخالف اہل اسلام اور مسلمانون کا قرار دیتے ہین اور مخالف گروہ صحابہ سے کہ اہل اسلام وہ بھی ہین اونکا اسلام ہہین ہو سکتا مسلمانی سی خارج ہین اور نسبت جناب امیرؑ کی ثابت کرتے ہین اظہار دوستی علی تقیہ مین ہی اگر تقیہ نکرین تو مسلمانکی تلوار سے بچ نسکین گے **اقول** خود فضیحت دیگران را نصیحت خود تو تحقیقات فرماتے نہین اور ونکو حکم دے رہے ہین اب آپ مجھ سے حقیقت حال سنئے جسکو آپنے تمکین دین پسندیدہ تخیل کیا ہی اوس سے نہ خدا خوش تھا نہ پیغمبرؐ نہ جناب امیرؑ اور نہ مومنین اوس زمانہ کے اور نہ ہملوگ خوش ہین اور جناب امیرؑ نے کبھی آپکے خلفا کی خلافت کی حقیقت کا اقرار نہین کیا بلکہ مکرر اوسکے بطلان کا اظہار

فرماکر اتمام حجت فرما دیا البتہ بعد اتمام حجت کے صبر و سکوت فرمایا اور ہرگز یہ صبر و سکوت
نفاق نہ تھا بلکہ جہاد اعظم تھا اور ہر حال مین وہ جناب تابع حکم خدا اور پابند وصیت
حضرت رسول ص رہے اور سچ ہی دوست حقیقی حضرت علی ع کا وہی ہی جو اون کے
دشمنون کو ہمیشہ اچھا سمجھا کرے مگر شیعہ ایسے دوستی سے بیزار ہین ایسی دوستی آپ ہی
لوگونکو مبارک رہے اور شیعہ تو جناب امیر ع کے مخالفین کو البتہ منافق سمجھتے ہین وہ بھی
بموجب ارشاد پیغمبر ص اور جناب امیر ع اگر کل اہل اسلام کے بھی مخالف ہوتے تو بھی شیعہ حق
اوسیکو سمجھتے جو جناب امیر ع فرماتے جیساکہ بمقابلہ گوسالہ پرستونکی مخالفت حضرت
ہارونکو عین حق و صواب سمجھتے ہین حالانکہ وہ جناب تنہا نتھے بلکہ صحابہ اخیار بھی
حضرت کے ہمراہ تھے اور کیونکر حضرت کی ہمراہی سے دست بردار ہوتے حالانکہ خود
اپنے کانون سے سنا کہ جناب رسول خدا ص نے فرمایا کہ اے عمار اگر کل لوگ ایک سمت
جائین اور علی ع دوسرے سمت پس تو اوسی سمت کو اختیار کر جس سمت کو علی جائین تحقیق
کہ علی ع تجکو ہدایت سے نکال کر گمراہی مین داخل نکرے گا اور فرمایا کہ علی ع حق کے ساتھ
ہی اور حق علی ع کے ساتھ حق بھی اوسی طرف پھرتا ہی جس طرف علی پھرے اور اگر آپ
ایسے مسلما تونکی تلوارون سے شیعیان حیدر کرار کچھ بھی خوف کرتے تو ضرور آپکے
خلفا کی دوستی کا دم بھرنے لگتے اور کبھی بھولے سے جناب امیر ع کا نام بھی نہ لیتے اوس
جناب کی دوستی ہی کے سبب سے تو شیعہ انواع و اقسام کی زحمتون اور ذلتون مین
پھنسے جب آپ لوگون کے ہاتھ مین تلوار تھی تو آپ لوگ خوب اپنے دلون کا حوصلہ نکال
چکے ہین اگر خدا نے اس دین حق کے باقی رکھنے کا وعدہ نفرمایا ہوتا تو ابتک آپ لوگونکی
تلوارون سے پامال ہو چکا تھا حضرت معویہ کے زمانہ سے دوستان علی کا استیصال
ہونے لگا حکمنامہ عام اونکا تمام بلاد و امصار مین جاری ہو گیا تھا کہ جو علی ع کے
فضائل بیان کرے گا یا اونکی دوستی کا دم بھرے کا خون اور مال اوسکا حلال ہے

اوسکی گواہی قبول نہوگی اوسکا نام دفتر سے نکال دیا جاویگا اوسکی مدد معاش موقوف کردی جاویگی زیاد بن ابیہ نطفہ ناتحقیق کو کوفہ کا حاکم کردیا فقتلہم تحت کل حجر و مدر چونکہ وہ خبیث شیعون سے خوب واقف تھا جن جنکو شیعیان علیؑ کو اوسنے قتل کرڈالا لوگ اسقدر خائف ہوگئے تھے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کا نام علی عنہ رکھتا تھا برابر آپکے واعظین اور خطبا اونھین اونیس ہزار ممبرون پر جو موجب آپکی اقرار کے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین قایم ہوئی تھی جناب امیرؑ پر لعن کرکے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے تھے مدرسون مین جناب امیرؑ کی جعلی برائیان اور شیوخ ثلثہ اور منافقین صحابہ کے جعلی فضائل بچونکو تعلیم کرتے تھے مگر چونکہ شیعون نے اپنے مذہب کو حق جانا اور موجب نجات آخرت سمجھے ہر زحمت کو موجب رحمت اور ہر اذیت کو عین راحت سمجھے ورنہ آپ لوگون کے اسلاف نے تو اونکے استیصال مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا تھا اونھین حضرت معویہ کی کوشش کا یہ نتیجہ ہی کہ آجتک آپ لوگ اونھین جعلی فضائل کی تاریکی مین پڑے رہکر نور ہدایت سے منزلون دور رہن باوجودیکہ آپہی کے یہانکی کتابون سے معویہ کی وہ عداوت جناب امیرؑ سے جسکا شمہ ذکر ہوا ثابت ہی پھر بھی اوسکو خطاب خال المومنین کا دیرکھا ہی بے حضرت کے نام نہین لیا جاتا اون سب بدیونکو خطائی اجتہادی قرار دیکر اونکے مرتکب کو مستحق ایک ثواب کا ٹھہراتے ہین ایسی دوستی جناب امیرؑ کی آپہی کو مبارک **قولہ** یہ لوگ منافق ہین فرماتا ہی اللہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار **اقول** منافق وہ ہی فرقہ ہی جس فرقہ کا پیشوا ایسا تھا جسکو اپنے منافق ہونیکا دھڑکا تھا اور بار بار حضرت حذیفہ سے پوچھا کرتا تھا کہ مجھے تو حضرت رسول خدا نے منافقون مین ذکر نہین کیا اور ہم لوگ تو بعد تلاوت اس آیت شریفہ کے نہایت تضرع و ابتہال سے درگاہ ذوالجلال مین عرض کرتے تھے اللّٰہم اجعل المنافقین من امۃ نبیک محمد

صلی اللہ علیہ والہ الذین نافقوہ فی حیوتہ وشاقوہ بعد وفاتہ و
غیروا وصیہ واغضبوا بضعتہ فی الدرک الاسفل من النار والعنہم
لعنا کبیرا واصلھم سعیرا خدایا تو اون بدبختونکو جو تیرے نبی ص کے امت مین سے
منافقین تھے جنہون نے تیرے نبی کے ساتھہ تا زمان حیات اوس جناب کے نفاق کا
برتاؤ کیا اور بعد وفات اوس جناب کے اونکی مخالفت پر کمر باندھی اور جنہون نے
اوس جناب کی وصیت کو بدل دیا اور اونکے پارہ جگر کو ناحق ستا کر غضبناک کیا
جگہہ دی نیچے کے طبقہ مین جہنم کے خدایا تو اون بیحیاؤن پر لعنت کر بہت بڑی
لعنت اور اونکو بھبرکتی ہوی آگ مین ڈال بھلا تم بھی تو اس کشادہ پیشانی سے خدا سے ایسی
خواہش کرو یہ وہ بھی کسوٹی ہی واسطے تمیز حق و باطل کے جسکی طرف خدا نے اشارہ
فرمایا ہی قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون
الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت
ایدیھم دیکھو چونکہ یہودیونکو اسکا اطمینان تھا کہ وہ دوستان خدا ہین اسلیئے
خدا فرماتا ہی وہ ہرگز تمنا موت کی نکرینگے چونکہ اسکا یقین ہی کہ بعد موت کے
عقاب ہی ایسا ہی ہم یقین کے ساتھہ کہتے ہین کہ چونکہ تم لوگونکو کھٹکا ہے کہ
شاید ہمارے خلیفہ منافقین مین سے رہے ہون اور شاید انھون نے فاطمہ رض کو
ناحق ستا ہو پس ہرگز تم بکشادہ پیشانی خدا سے ایسی خواہش نکروگے جیسے ہم نے کی اگر تمہارے
خلفا ان اوصاف سے تمہارے اعتقاد مین بری ہین تو کیا معاذ اللہ خدا کو دہوکھا
ہو جائے گا تنبیہ علمائے اہل سنت نے بغرض حفظ ناموس عوام الناس کے ذہن
نشین کر دیا ہی کہ کسی کے نسبت خدا سے لعنت کی خواہش یا اسکی خواہش کہ اوسکو
جہنم مین داخل کر اور اوسکو آخرت مین رسوا کر نہایت قبیح ہی صلحا اور اتقیا کا
شیوہ نہین حالانکہ یہ قول اونکا از راہ تدلیس و عوام فریبی ہی یا ناشی نادے فہمی سے

کیونکہ لعنت وغیرہ اگر اپنے محل پر واقع ہون تو مثل درود کے از قبیل عبادات ہین
اور موجب خوشنودی پروردگار فرق اتنا ہی کہ درود مختص دوستان خدا سے ہی
اور لعنت مخصوص ہی دشمنان خدا سے توضیح اسکی یہ ہی کہ درود کیا ہی خدا سے
خواہش اس امر کی کہ فلان پر اپنی رحمت نازل کر اور لعنت کیا ہی خدا سے خواہش
اسکی کہ فلانکو اپنی رحمت سے دور رکھ پس اگر بعد تحقیق و تفتیش تام ہمکو یقین ہوجاوے
کہ فلان شخص مقربان بارگاہ خدا سے ہی تو ہم محض بنظر خوشنودی خدا اوس پر
درود بھیجین گے اور اگر معلوم ہو جائے کہ فلان شخص مردودان بارگاہ کبریائی
ہی تو ہم محض بلحاظ رضاجوئی خدا اوسپر لعنت بھیجین گے مثلاً چونکہ ہمکو یقین ہی
کہ محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم مقربان بارگاہ خدا سے ہین پس ہم جب اون کو
یاد کرتے ہین تو اونپر درود بھیجتے ہین اور مقصود اس سے یہ ہی کہ خدایا چونکہ تو نے
اونکو دوست رکھا ہی اور اونکی محبت کو ہمپر واجب کیا ہی پس ہم محض بنظر تیرے
محبت اور بقصد تیرے فرمانبرداری کے اون بزرگوارون کو دوست رکھتے ہین
اور جو صلہ تو نے اونکے لیے اپنی کتاب مجید مین مقرر فرمایا ہی اولئك عليهم
صلوات من ربهم اوسیکی ہم تجھ سے خواہش کرتے ہین اور چونکہ ہمکو یقین ہی
کہ ابوجہل وغیرہ دشمنان خدا سے ہین اور خدا نے اونکی دشمنی کا ہمکو حکم دیا ہی
پس ہم جب اونکو یاد کرتے ہین اونپر لعنت بھیجتے ہین اور مقصود اس سے یہ ہے کہ
خدایا ہم محض اس نظر سے کہ یہ لوگ تیرے اور تیرے نبی صلعم کے دشمن ہین اور تو نے
ایسے ہی لوگونکے حق مین فرمایا ہی اولئك عليهم لعنة الله تجھ سے اوسی
چیز کی خواہش کرتے ہین جس چیز کا تو نے اونکو مستحق کیا ہی انصاف سے دیکھو اگر
لعنت اس عنوان سے کیجاوے تو مثل درود کے عبادت ہی یا نہین ہماری خواہش
سے نہ غیر مستحق رحمت پر خدا رحمت بھیجے گا اور نہ مستحق رحمت کو اپنی رحمت سی دور کریگا

البتہ ہم پر یہ فرض ہی کہ منصفانہ جانچ کرین کہ کون دوست خدا ہی اور کون دشمن ایسا
نہو کہ بوجہ سہل انگاری کے دشمن خدا کی دوستی کا دم بھرنے لگین یا دوست خدا کی
دشمنی کا شور مچانے لگین وبال دونونکا خسران آخرت اور ہلاکت ابدی ہی البتہ
اگر بعد اس جانچ کے حال کسی شخص کا مشتبہ رہجاوے تو توقف اور سکوت لازم ہی
اور جس صورت مین مکلف اپنے تمام سعی کو تحقیق حق مین صرف کرے اور پھر حق تک
نہ پہونچے تو خداوند عالم عادل ہی البتہ اوسکو معذور رکھے گا بشرطیکہ علم خدا مین بھی
اوسنے تحقیق حق مین کوتاہی نرکی ہو اور جو شخص بعد التفات کے تحقیق حق مین کوتاہی
کرے یا بالمرہ تحقیق سے اعراض کرے تو وہ ہرگز معذور نہوگا اور اس تحقیق حق
مین جسکے بعد مکلف معذور رکھا جاتا ہی اگرچہ اوس سے خطا بھی واقع ہو چند
چیزون کا ہونا ضرور ہی اول تصفیہ باطن جمیع اغراض سے دوم تصفیہ ذہن جمیع
خیالات سے سوم نفس امارہ کو بری کرنا اس خیال سے کہ ذلت مغلوبیت کی نہ آنے
پاوے چہارم باشرائط سابقہ جانچ دلیلیت دلیل کی یعنے یہ جانچنا کہ فلان چیز دلیل ہوسکتی
ہی یا نہین پنجم جانچ دلالت کی یعنے یہ جانچنا کہ فلان دلیل کو تنہا یا بانضمام قراین
وامارات دیگر دعوے پر دلالت ہی یا نہین خلاصہ جس شخص کو مطلوب تحقیق راہ نجات
سے خدا ہوگا ضرور خدا اوسکو ہدایت بھی فرمائے گا والذین جاھدوا فینا
لنھدینھم سبلنا ہم لوگون کو آپکے خلفا سے کوئی عداوت ذاتی نہین چونکہ
ہمکو بعد تحقیق تام کے معلوم ہوا کہ اون سے بیزاری موجب نجات اور سبب خوشنودی
خدا ہی اس وجہ سے ہم اونکے ساتھ اوسی قسم کا برتاؤ کرتے ہین جس سے آپ خوب
واقف ہین اگر آپکو رد دین ہی تو اون ادلہ سے جو قابل تسلیم کے ہون بملامت ہمارا
اطمینان فرما دیجیے ہم نہایت درجہ آپ کے ممنون ہونگے آپکے یہان تو دائرہ اجتہاد
بہت وسیع ہی جتنے کہ حضرت معویہ کو بھی حرب ولعن وسب وقتال جناب امیر ع مین

مجتہد مخطی قرار دیکر مستحق ایک اجر کا ٹھہراتے ہین حالانکہ آپ لوگ ہرگز بیان نہین کرسکتے
کہ وہ کون ادلہ کتاب و سنت کے تھے جنمین حضرت معویہ نے استفراغ وسع و کوشش فرماکر
یہ استنباط فرمایا تھا کہ نفس رسول سے لڑنا چاہیئے اور اونپر لعن کرنا چاہیئے اور اونکے
دوستون کا استیصال کرنا چاہیئے تاکہ کوئی اونکی فضیلت کا ذکر کرنے والا نرہے پھر
کیسا پر زور اجتہاد تھا کہ بعد شہادت جناب امیرؑ کے بھی اون حضرت کے سب و لعن سے
دست بردار نہ ہوے اور جو کوئی اونکی خدمت مین آتا تھا اوسکو تکلیف دیجاتی تھی
کہ نفس رسول پر لعنت کرے آپ لوگ تو قیامت تک بھی اون ادلہ کو بتلا نہین سکتے
جو دستاویز حضرت معویہ کی تھی اس اجتہاد ضلالت بنیاد پر مگر ہم آپکو بتلائے دیتے
ہین حضرت معویہ کا متمسک اس اجتہاد مین ادلہ قصاص تھے چونکہ جناب امیرؑ نے
اونکے اعزہ و اقارب کو جنگ بدر و احد مین قتل فرمایا تھا اسوجہ سے حضرت معویہ نے
چاہا کہ عوض اون کشتون کا لین خطا اتنی ہوئی کہ اطلاق آیہ کو بے محل صرف کیا
بہرکیف جب آپ لوگ حضرت معویہ کو بھی معذور رکھتے ہین اور بسبب خطاء
اجتہادی کے مستحق ایک اجر کا قرار دیتے ہین پھر ہمپر کیون ظلم کیا جاتا ہی ہمکو بھی
معذور رکھنا چاہیئے اون لوگون کے لعن مین جنپر ہم لعن کرتے ہین ہم راضی ہین
کہ ہمکو مستحق ایک اجر کا نہ سمجھے معذور تو رکھیے ہمتو اپنے اس اجتہاد کی سند مین ادلہ
اربعہ کتاب و سنت و اجماع و دلیل عقل پیش کرسکتے ہین اگرچہ شاید آپ تو اون ادلہ
کو صرف زبان سے تسلیم نہ فرمایئے گا مگر ہر عاقل منصف اُن ادلہ کو سنکر بیساختہ کہدیگا
کہ بیشک تم لوگ اس اجتہاد مین مصیب اور کیسے مصیب ہو اور مستحق دو اجر کے
ہو **قولہ** ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا حضرت عثمان غنی کے عہد مین
اس قدر دور اونکی عملداری تھی کہ گیارہ مہینہ کے رستہ پر لشکر کی رسد جاتی تھی
اور اتنی دور تک کا فرون کا کچھ خوف و خطر نہ تھا رسد امن و چین سے چلی جاتی تھی

اقول ہم اسکو تسلیم کرتے ہین کہ حضرت عثمان کے عہد مین اونکی قوم بنی امیہ کو بہت
بڑا امن حاصل ہوا اور بالمرہ خوف اونکا جاتا رہا جسسے تو خدا کا بھی خوف باقی نہ رہا
اس مقام پر کچھ نظائر کا ذکر ضروری ہے جب حضرت عثمان حضرت عبد الرحمن بن
عوف کی کارروائی سے خلیفہ ہوگئے تو کل بنی امیہ حضرت کی دولت سرا مین جمع ہوئے
جب حضرت ابو سفیان نے دیکھا کہ تمام مجمع شریف اغیار سے خالی ہے تو سمجھے کہ اس سے
بہتر کوئی موقع اظہار درد دل اور اعتقاد باطنی کا نہ ملیگا بمفاد دو چیز تیرہ عقل است
دم فرو بستن بہ وقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی بنی امیہ کی طرف متوجہ ہوکر
کس خوش حالی سے فرمانے لگے تداولوھا تداول الاطفال الکرۃ فواللہ
ما من جنة ولا نار اس دولت غیر مترقبہ خلافت کو اپنے ہی قوم مین اس
طور پر دست بدست گھما رکھو جیسا بچے گیند کو گھما رکھتے ہین اور اس خلافت کو
بھی بازیچہ اطفال سمجھو پس قسم خدا کی نہ جنت ہے نہ دوزخ دیکھو حضرت ابو سفیان
بھی تو شرف صحابیت پر فائز تھے وہ بھی تو مثل حضرت ابو بکر اور عمر کے پیغمبر
خدا ص کے خسر تھے انصاف سے کہو کیسے سچے مسلمان تھے پھر اپنے ہی
کتابونکو دیکھو جہان یہ روایت نقل کی گئی ہے وہان یہ بھی کچھ بیان ہوا ہے
کہ حضرت عثمان نے اس کلمہ کفر کے پاداش مین حضرت ابو سفیان کا کیا تدارک
فرمایا بجز اسکے کہ فرمایا ہو چپ رہو دیوار ہم گوش دارد علاوہ حکم جو آپکا عزیز تھا جسکو
جناب رسول خدا نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جس شہر مین ہم ہون
یہ نہ رہے جو طرید رسول کی لقب سے مشہور تھا جسکی سفارش حضرت عثمان نے
حضرت ابو بکر و عمر رض سے بھی کی تھی مگر اونھون نے بخوف بدنامی مدینہ مین آنیکی
اجازت ندی جب خود مسند آرای خلافت ہوئی تو حضرت حکم کو نہایت کے اعزاز
واکرام واحترام سے مدینہ مین بلوا لیا اور اونکے فرزند ارجمند حضرت مروان کو

اپنا وزیر اور مشیر قرار دیا ع وزیرے چنین شہر یارے چنین * عوض مین اسکے
جناب ابوذر کو جنکی خوبی پر فریقین متفق ہین کس ذلت وخواری سے مدینہ سے
نکلوا دیا اور ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جو شخص ابوذر کو پہونچانے جائیگا وہ حضرت
خلیفہ جی کا معتوب اور مجرم قرار پائیگا ع۳ مصر و بصرہ و کوفہ وغیرہ مین عمال
حضرت کے جو آن حضرت کے عزیز قریب تھے بے تکلف شراب خواری اور زنا
کاری مین مشغول رہا کرتے تھے اس قسم کے نظائر کا بیان کہان تک ہو اسیوجہہ سے
تو حضرات اہل سنت نے اونکو رحماء بینھم کا مصداق قرار دیا ہے جو کچھ
مصیبت تھی وہ فقط مومنین پر تھی ر معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شخص آپکے بزرگون
مین سے حضرت عثمان کے کمسریٹ کا داروغہ تھا اور یہی کہاتا اوسی زمانہ کا
آپکے خاندان مین محفوظ چلا آتا ہی مگر تاسف اسکا ہی کہ آپنے تفصیل وار فہرست
اوس رسد کی نہین لکھی کیون حضرت گیارہ مہینہ کی مسافت پر کون شہر تھا
جہان مدینہ سے رسد جایا کرتی تھی اور یہ رسد خود حضرت ہی کے سیر کا غلہ تھا یا خرید
فرماتے تھے اور کون کون غلہ کس کسقدر روانہ فرماتے تھے اتنا تو ہم بھی جانتے ہین
کہ حضرت نے اوس چراگاہ کو جس مین کل مسلمان حق رکھتے تھے قرق فرماکر مختص
اپنی ذات سے کر لیا تھا اور کل مسلمان ممنوع کر دیے گئے تھے شاید یہ بدعت
اسی نظر سے ایجاد فرمائی تھی کہ وہانکی گھاس گیارہ مہینہ کی مسافت پر بطور
رسد کے بھیجی جاتی تھی زبان تو آپکے اختیار مین تھی البتہ کسیقدر کاغذ اور روشنائی
کا نقصان ضرور ہوتا اور ہاتھہ کو بھی کسیقدر زحمت ہوتی مگر کیسے فیض سے آپنے
عاشقان حضرت عثمان کو محروم رکھا مگر مین یقین کرتا ہون کہ کسی نہ کسی بوعظہ
مین آپنے کنجڑون کبڑیون کے مجمع مین اس رسد کی فہرست بیان کر کے اون سادہ
لوحون کو خوش حال فرما دیا ہوگا **قولہ** شیعہ کہتے ہین کہ علی مرتضےٰ کو اس قدر

خوف رہتا تھا کہ ہمیشہ تقیہ مین گذران کرتے تھے خلافت کا لے لینا بطرف
اپنا استحقاق خلافت بھی ظاہر نہ کر سکے **اقول** یہ شیعون پر آپکا افترا ہی آپکے خلفا نے
اصل کیا تھی جو جناب امیرؑ اون سے خوف فرماتے البتہ چونکہ اوس جناب کو خوف اسکا
تھا کہ دین خدا برہم نہ ہو جائے اسلیئے خلافت کے لیئے تلوار نہ کھینچتے تھے اور
نہ اسقدر اعوان میسر ہوی کہ جنکو ہمراہ لیکر جہاد فرما کر دین خدا کو قایم رکھتے
اور اوس جناب نے اپنے استحقاق کو ہر موقع پر اظہار فرمایا ہی دیکھو اسی مجلس
شورے مین جس مین حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے کس وضوح کے ساتھ حضرت نے
اپنے استحقاق اور مظلومیت کو ظاہر فرمادیا اور علاوہ حضرت امیرؑ کے اور صحابہ
اخیار نے بھی کس قدر داد بیداد کی کہ حق اہل بیت کو غصب نہ کرو اور خلافت کو
مستحق سے دوسری جگہہ نہ لیجاؤ مگر کون سنتا تھا تاسف تو یہ ہی کہ مولف صاحب
یا بوجہہ کم استعدادی کے کتب سیر و اخبار سے ناواقف ہین یا عمداً عوام فریبی مقصود
ہی خدا شاہد ہی کہ مجھے علمائے اہل سنت کی یہ حالت حق پوشی و ناحق کوشی و
عوام فریبی دیکھکر اور زیادہ اونکے مذہب کے بطلان کا یقین بڑھتا جاتا ہی
جو طریقہ علمائے یہود کا کتمان حق اور تحریف کلمات مین تھا بعینہ وہی طریقہ
ان لوگون نے اختیار کیا ہی **قولہ** فدک چھین لیا کچھہ نکر سکے حضرت فاطمہ زہرا رضہ
پر دروازہ گرادیا بعضے کہتے ہین کہ شکم پر لات ماری اور محسن شکم مین تھے انکا
اسقاط ہوگیا اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت بھی اسمین ہوی تو بھی
کچھہ نہ کر سکے **اقول** فدک کا چھین لینا تو آپکے یہان کی روایتونسے بھی ثابت ہی
اگرچہ اوس تفصیل کے ساتھ جیسا کہ روایات شیعہ مین مذکور ہی آپکے یہان نہو
کوئی عاقل بمقام انصاف مین اسکی خواہش نہین کرتا کہ خود ظالم اور اوسکے
طرفدار پوری کیفیت ظلم کی بے کم و کاست بیان کردین پوری کیفیت تو بیچارہ ا

مظلوم اور اوسکے طرفدار ہی بیان کیا کرتے ہین اور جب جناب امیر ع نے اس خوف سے کہ دین خدا برہم نہ ہو جاوے خلافت کے لیئے کچھ نہ فرمایا تو فدک کے لیے کیا کرتے رہا حضرت فاطمہ زہرا رض پر دروازہ کا گرانا اور حضرت محسن کے حمل کا اسقاط پس اگرچہ آپکی روایتون مین صاف صاف مذکور نہین مگر پتہ تو چلتا ہی جس سے عاقل منصف ضرور باور کر سکتا ہی کہ مظلوم کا پورا بیان صحیح ہی مگر آگ اور لکڑی لیجا کر دہمکانا اور یہ کہنا کہ ہم اس گھر کو جلا دینگے تو آپکے یہان صاف صاف لکھا ہی اگر ایمان رکھتے ہو اور محبت رسول ؐ کی اور اونکے اہل بیت کی سچی ہی تو اسی کو بہت بڑی بے احترامی سمجھوگے اور یقین کروگے کہ مرتکب اس فعل شنیع کا بہرہ ایمان سے نہ رکھتا تھا اور یہ خیال آپکا کہ یہ سب ہوا کیا اور حضرت علی ع کچھ نہ کر سکے باطل ہی دیکھو اون روایات شیعہ کو جن مین اس قصہ جگر سوز کا ذکر ہی جب جناب امیر ع نے یہ بیحیائی عمر کی دیکھی تو گھر سے بے اختیار نکل پڑے اور گریبان عمر رض کا پکڑ کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ آنکھین نکل پڑین اور نزدیک تھا اسکے کہ دانت نکال کر رہ جاوین کچھ نہ ہو سکا حضرت نے گلا دبا کر فرمایا کہ اے پسر صحاک اگر پیغمبر خدا وصیت صبر کی نہ فرما جاتے تو دیکھتا کیا کرتا **قولہ** اور اپنے حق کو مارے خوف کے ظاہر نہ کر سکے **اقول** روایات فریقین سے ثابت ہی کہ جناب امیر ع نے نہایت وضوح کے ساتھ اس امر کو مکرر ظاہر فرما دیا کہ خلافت کا بجز میرے کوئی دوسرا مستحق نہین **قولہ** پیچھے اونکے ہمیشہ نماز پڑھتے رہے **اقول** روایات شیعہ سے ہرگز ثابت نہین کہ جناب امیر ع نے کبھی آپکے خلفا کے پیچھے نماز پڑھی ہو اور مسجد مین اگر ہمراہ مسلمانون کے نماز پڑھی اگر مان بھی لیا جاوے پس اسکو دلالت اسپر نہین کہ حضرت نیت اقتدا کی بھی فرماتے تھے **قولہ** اور بعد فوت شیخین کے اونکے مردون سے بھی ڈرتے تھے **اقول**

جب شیخین کی زندگی ہی مین اونکی کوئی وقعت جناب امیرؑ کی نظر مین نہ تھی تو بعد مرنے کے اون سے کیا ڈرتے فرض کرو کہ اگر وہ بعد مرنے کے بھوت بھی ہوگئے ہون تو اوس جناب کی نظرون مین کب سما سکتے تھے **قولہ** اپنی خلافت مین کسطرح مسئلہ مذہب خاصہ کا جو شیعون کا مفتری ہی بھی ظاہر نہ کر سکے **اقول** ہمیشہ وہ جناب شیخین کی خطا اونکو مسائل شرعیہ مین ظاہر فرماکر مسئلہ مذہب خاصۃ یعنے حکم واقعی بیان فرمایا کرتے تھے خود عمرؓ نے مکرر فرمایا ہی لولا علی لہلک عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوگیا تھا آپکے یہان بھی اکثر مقامون مین یہ لکھا ہی کہ مذہب علی کا اس مسئلہ مین یہ تھا مگر باوجود اس اقرار کے عمل دوسرون ہی کے قول پر کیا گیا **قولہ** اور ہمیشہ سیرت شیخین پر عمل کرتے رہے **اقول** اذا القیت جلباب الحیاء فاصنع ماشئت جب بغرض عوام فریبی حیا کے پردے ہی کو اوٹھا دیا بس جو چاہیے لکھیے اگر جناب امیرؑ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے کا زبانی اقرار بھی مثل حضرت عثمان کے فرمالیا ہوتا تو مجلس شورے مین خلافت حضرت عثمان کو نصیب بھی نہ ہوتی از بسکہ سیرت شیخین کا قبح و بطلان جناب امیرؑ کے نزدیک اسقدر واضح تھا کہ باوجودیکہ تین مرتبہ عبد الرحمن بن عوف نے جناب امیرؑ سے کہا کہ خلافت لو مگر اس شرط سے کہ سیرت شیخین پر عمل کرو حضرت نے صاف انکار فرماکر کہا کہ مین سیرت شیخین پر عمل نہین کرسکتا **قولہ** اور اپنا جمع کیا ہوا قرآن بھی نہ جاری کیا اور اس قرآن جمع عثمان کو جاری رکھا **اقول** آپکی بی بی عائشہ اور خال معظم حضرت معویہ نے کب اوس جناب کو ایک روز بھی آرام لینے دیا کہ ایسا کر سکتے اگر اوس جناب کو پورا اطمینان ہوتا اور نہ کرتے تو البتہ آپ ایسا کہہ سکتے تھے اتنا تو آپکے یہان کی روایات سے بھی ثابت ہی کہ حضرت نے قرآن جمع فرمایا اور لوگون پر ظاہر بھی فرمادیا پھر اگر آپکے خلفا طالب حق ہوتے تو نہایت

ممنون ہو کر اوسی قرآن کو شایع کرتے اور زید بن ثابت وغیرہ کو قرآن جمع کرنیکی
زحمت نہ دیتی اور کوئی ایسا خیال نکرے کہ یہ قرآن خود حضرت عثمان کا جمع کیا ہو اہی
اون بیچارے مین تو اتنی بھی قابلیت نہ تھی بلکہ اونھون نے لوگون سے جمع کروایا
اور قبل اوسکے حضرت ابو بکر رض کے حکم سے بھی مرتب ہو چکا تھا مگر نہایت حیرت ہی
کہ جب حضرت ابو بکر رض کے زمانہ مین قرآن مرتب ہو چکا تھا اور حضرت عمر نے بھی اوسکو
جاری رکھا پھر حضرت عثمان رض کو دوبارہ جمع کروانے کی کیا ضرورت تھی دیکھو
از بسکہ بوجہ بے فہمی کے آیات و سور مین ترتیب نزول کا لحاظ نہ رہا پس کیسا موقع
ایراد کا اہل شرک والحاد کو ہاتھہ آیا اگر وہ قرآن جس کو نفس رسول باب مدینہ علم نبی
نے مرتب فرمایا تھا جاری رکھتے تو شکوک اہل ضلال کی راہ نپاتے **قولہ** اور متعہ کو
بھی جاری نکیا **اقول** برابر متعہ کے جواز و مشروعیت کا حکم وہ جناب اور
اونکی اولاد اطیاب بیان فرماتے تھے پھر آپکا یہ کہنا کہ متعہ کو جاری نہ کیا کیا معنے
رکھتا ہی خود حضرت عمر رض کے صاحب زادے حضرت عبداللہ بن عمر کس دہڑلے سے
متعہ کیا کرتے تھے لوگون نے اون سے کہا کہ تم متعہ کرتے ہو اور تمہارے باپ نے
متعہ کو حرام کیا ہی فرمایا کہ حلال خدا و رسول میرے باپکے حرام کرنے سے کب حرام
ہو سکتا ہی **قولہ** تراویح بزعم شیعہ بدعت عمری تھی وہ بھی قایم رکھی **اقول** تراویح
کے بدعت ہونے کا تو خود حضرت عمر ہی نے اقرار کیا ہی اور آپکی علما بھی اوسکو بدعت
کہتے ہین مگر حسنہ اور یہ خیال آپکا کہ اوس بدعت کو جناب امیر ع نے جاری رکھا غلط
ہی بلکہ نہایت مبالغہ کے ساتھہ حضرت نے اوس بدعت کو برطرف کرنا چاہا مگر لوگون نے
نہ مانا چونکہ حضرت ابو بکر و عمر رض نے اپنے دست ظلم و تعدی کو صرف اہل بیت ہی
پر صاف کیا تھا اور باقی لوگون کے ساتھہ ظاہر مین خوش سلوکی اور خوش رفتاری
کرتے تھے اسوجہہ سے عوام الناس اونکو نہایت دوست رکھتے تھے اگر حضرت امیر ع کو

بھی ویسا ہی اطمینان حاصل ہوتا جیسا کہ خلفائے ثلثہ کو حاصل تھا تو دیکھتے کہ دیکھو کتنی رونق ہوجاتی اور کسی بدعت کا دنیا مین نام بھی نرہتا مگر اسکا وبال تو اونھین کی گردن پر رہا جنھون نے حضرت کو ایک روز بھی آسودہ نہ رہنے دیا **قولہ** خوفناکی جناب امیرع کی کہان تک بیان ہو ان کا سارا مذہب خوفناکی سے پیدا ہوا ہی **اقول** اکثر بلکہ کل انبیا و اوصیا نے خوفناکی ہی کی حالت مین بسر فرمائی ہی خود جناب سرورؐ کی ابتدا مین کیسی خوفناک حالت تھی اور اوسی خوفناک حالت پر صبر فرماکر مذہب حق کو قایم کر گئے انبیا اور اوصیا تو اسی غرض سے مبعوث اور منصوب ہوتے تھے کہ ظالمون کے جفا اون پر صبر فرماکر تعلیم احکام وہدایت انام مین کوشش فرمائین نبوت وخلافت سلطنت نہین جیسا آپ سمجھتے ہین اور نہ بعثت انبیا سے غرض خدا کی یہ ہی کہ لوگ قہرا اونکی اطاعت وفرمان برداری کرین **قولہ** پس وعدہ الٰہی بہ نسبت تبدیل خوف کے امن سے جناب امیرع مین کس وقت ظاہر ہوا کہ موعود من اللہ یہ بھی ہون اور کوئی کہ جنکے حق مین وعدہ وفا ہوا اور اونکا خوف بدل گیا مین سے نہون **اقول** اسکا جواب تو آپہی کو دینا چاہیے کہ اس آیت کو کھینچ کھانچکر وعدہ خلافت پر ڈہالتے ہین کیونکہ جناب امیرع بنا بر آپکے اعتقاد کے چوتھے خلیفہ موعود تھے پھر بنا بر آپکے مزعوم کے ضرور رہا کہ اوس جناب کو بھی تسلط فی الارض ویسا ہی ہوتا جیسا کہ خلفائے ثلثہ کو ہوا اور اوس جناب کے عہد خلافت مین بھی اوسی طرح تمکین دین اور تبدیل خوف بہ امن ہونا چاہیے جس طرح خلفا کے زمانہ مین ہوا پس کیون خدا نے حضرت علیؑ کے باب مین وعدہ خلافی کی **قولہ** یعبدوننی ترجمہ عبادت کرینگے میری عبادت کرنے کے نسبت جمیع خلفائے راشدین کی طرف اور اونکے اتباع کی طرف ہی کہ جمع کے صیغہ سے ارشاد فرمایا ہی جہاد کرنا کافرون سے یہ بھی عبادت ہی **اقول** لیستخلفنہم اور لیمکنن

یھو اور لیس للنھو مین بھی تو ضمیر مین جمع کی ہین پھر کیون اونکو مخصوص شیوخ ثلثہ سے کیا ہمارا تو اعتقاد یہ ہی کہ شیوخ ثلثہ آیکی ہرگز مراد نہین ہو سکتی اسلیئے کہ خدانے وصف عنوانی موعودین کا ایمان اور عمل صالح قرار دیا ہی اور ان دونون صفتون سے اون تینون صاحبونکو کچھ بہرہ نہ تھا چنانچہ اونکے حالات کے تتبع سے ہر عاقل منصف یقین کر سکتا ہی دیکھو خدانے سچے مومنین کی شناخت کی کیا علامتین قرار دی ہین فرماتا ہی والذین امنوا وھاجروا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ھو المومنون حقا جن لوگون نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا مین اور جن لوگون نے جگہہ دی اور نصرت کی وہی سچے مومن ہین جہاد کرنا اون لوگون پر صادق نہین جو مثل بقالون کے لشکر مین ہون اور نہ اون لوگون پر جو ہمیشہ بھاگا کیئے ہون **قولہ** لیکن جناب امیرؑ کو بطفیل صحابہ اور خلفاے ثلثہ بعد فتوحات اسلامیہ کے سامان ذکر الہی کا خوب میسر آیا چنانچہ چارون خاندانونکو پہونچتا ہی اور شیعہ ان خاندانون مین نہین **اقول** مولف صاحب کی بیحیائی اور ناصبیت قابل تماشا ہی سبحان اللہ جناب امیرؑ کو صحابہ کے طفیل سے سامان ذکر الہی کا میسر ہو حقیقت مین مولف صاحب سچے سُنّی ہین وہ سنی ہی نہین جسکو جناب امیرؑ سے عداوت نہو ہان ایک راہ سے ہم بھی بادی النظر مین مولف صاحب کے ہم خیال ہو سکتے ہین وہ یہ ہی کہ ازبسکہ منافقین صحابہ و خلفاے ثلثہ نے غصب خلافت کرکے جناب امیرؑ کو خانہ نشین و عزلت گزین کر دیا تھا تو اس حال مین ظاہر بین لوگ یہ خیال کر سکتے ہین کہ اس حال مین جناب امیرؑ کو بوجہہ فارغ البالی کے سامان ذکر الہی کا خوب میسر ہوا مگر یہ وہی لوگ خیال کر سکتے ہین جو خلافت کو جلافت سمجھکر اوسکی تعبیر سلطنت سے کرتے ہین ورنہ جو لوگ حقیقت بین ہین اور خلافت کو تمشیت احکام الہی سمجھتے ہین اونکا تو اعتقاد یہ ہو کہ ایک بڑا حصہ عبادت

اور ذکر الہی کا بسبب ظلم منافقین صحابہ و خلفاے ثلثہ کے جناب امیر ع کے ہاتھ سے
جاتا رہا اور یہ چار خاندان جو آپنے ذکر کیے ہین معلوم نہین کون خاندان مراد ہین
اگر مراد مذاہب اربعہ حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی ہین تو آپ ہی تبلایے کہ وہ کون سا
ذکر الہی ہی جو اونکو میسر ہی اور شیعونکو جو بیرو اہل ذکر کے ہین میسر نہین ایک نماز ہی کو
دیکھو جو ستون دین ہی اوسکی ماہیت آپ لوگون کو آج تک معلوم نہوئی حالانکہ نماز
ایک ایسی چیز تھی جسکو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع عام مین سالہا
سال شب و روز بکرر پڑھا کرتے تھے پھر آجتک آپ لوگون کو معلوم نہوا کہ کس طرح
پڑھنی چاہیے ہاتھ کھولکر جیسا مالکی پڑھتے ہین یا ہاتھ باندھکر اور ہاتھ باندھے تو
ہاتھونکو کہان رکھنا چاہیے ناف کے نیچے یا ناف پر یا اوسکے اوپر اور اگر مراد چار
خاندان سے فقرا کے خاندان ہین تو وہ ذکر الہی جو در حقیقت ذکر شیطان ہی ہر
آپ ہی لوگون کو مبارک اذا غنت امار داو نساء ترا قصت المشائخ
حیث شاد اقولہ اور خلفاے راشدین مین ہونا جناب امیر ع کا ثابت ہو گیا بزعم
شیعہ موعود من اللہ ہونا جب ثابت ہو کہ جب جناب امیر ع مذہب خاصہ خلاف خلفاے
ثلثہ کے نہ رکھتے ہون اقول جنکو آپ لوگ بمفاد ع برعکس نہند نام زنگی کافور
خلفاے راشدین تصور کیے ہوے ہین حاشا کہ جناب امیر ع اونمین شامل ہون جناب
امیر ع تو اون خلفاے راشدین اور آئمہ معصومین مین ہین جنکی خبر مکرر جناب سولخدا نے
دی ہی اور فرمایا الائمۃ بعدی اثنا عشر الخلیفۃ بعدی اثنا عشر جناب
امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ تو امام ہی بیٹا امام کا ہی بھائی امام کا ہی باپ تو
اماموں کا ہی نوان اونکا قائم ہی جنکے اسماے متبرکہ ہمراہ اسم مبارک جناب سولخدا کے
عرش پر لکھے ہین دیکھو تمہارے یہان بھی اس قسم کی روایتین ہین خلفا آپکے کس
شمار مین تھے اونکا مذہب ہی کیا تھا کسکو تمنا ہی کہ جناب امیر ع خلفاے ثلثہ کی

قطار مین شمار کیئے جاوین جو بزرگ ہم پلہ اور ہم رتبہ انبیاے مرسلین کا ہو جن کے فضائل سے کتب فریقین مملو ہون اونکا مقابلہ ابو بکر و عمر و عثمان و معویہ سے کیا جاوے یہ بھی زمانہ کی خوبی ہی چنانچہ خود جناب میرؑ فرماتے ہین انزلنی الدھر ثم انزلنی حتی قیل علی و معویہ پست کیا مجھکو زمانہ نے پھر اور پست کیا یہان تک کہ کہا گیا علی اور معویہ **قولہ** اور سنت و جماعت کے نزدیک کوئی مذہب خاصہ تقیہ نہین رکھتے تھے بلکہ انہین ہی شامل تھے تو خلفاے راشدین اور موعود من اللہ بھی تھے **اقول** علماے اہل سنت و جماعت بھی مقر ہین کہ اکثر مسائل فقیہہ ہین مذہب جناب میرؑ کا خلاف مذہب ور صحابہ کے تھا اور آپکے خلفاے ثلثہ تو بہ فضل خدا مسائل فقیہہ سے نابلد تھے اونکا مذہب ہی کیا ہوتا اور کوئی شیعہ یہ نہین کہتا کہ جناب میرؑ ہر محل اور ہر چیز مین تقیہ فرماتے تھے اور پیشتر بیان ہو چکا کہ تقیہ شعار انبیا کا تھا اور خود ہمارے پیغمبرؐ نے بعض مقامات مین تقیہ فرمایا ہی اور آیہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان اور اٰیۃ الا ان تتقوا منہم تقیۃ سے جواز تقیہ کا بخوبی ثابت ہی اور ہر عاقل محل تقیہ مین پابندی تقیہ کی کرتا ہی اور حاشا ثم حاشا کہ جناب میرؑ آپکے خلفاے راشدین مین شامل ہون **قولہ** اور موعود من اللہ بھی تھے **اقول** بلکہ منصوب من اللہ بھی تھے مگر اس آیت مین اس آیت مین تو جیسا کہ مکرر بیان کیا گیا خلافت یعنے نیابت نبی کا وعدہ کسی سے بھی نہین ہوا **قولہ** اور جو فضیلتین خلفاے راشدین کو اس وعدہ مین ثابت ہین وہ جناب میرؑ کو بھی ثابت ہین **اقول** آپ ایسے لیکر کے فقر اس آیت استخلاف سے خلفاے ثلثہ کی فضیلت سمجھتے ہونگے اور اپنے ہی ایسے خوش فہمونکو اپنے ان بیانات بیسرو پا سے خوش حال کر سکتے ہین اگرچہ آپ خلفا کی دوستی کا دم بھرتے ہین مگر حقیقت مین تو آپ اونکے ساتھ دشمنانہ رفتار کرتے ہین سچ ہی دشمن دانا بہ

از دوست نادان ایسے بے تکے فضیلتون کو شیعون کا مرد مقابل ہو کر بیان کرکے
اونکو غیظ مین لاکر آگے کیا کہون کیا کرتا ہی آپ ایسے بے سروپا مطالب کو فقط اپنے
خوش اعتقادون ہی کے مجمع مین بیان کرکے اونکو خوش حال کر دیا کیجیے چھپوا کر
شائع نہ کیا کیجیے البتہ اگر آپنے اسکو اپنے مانگ کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہو تو بات
ہی اور ہی **قولہ** لا یشرکون بی شیئا نہین شریک کرینگے میری ذات مین
کسی ذات کو یہ دلیل ہی اوپر خلفاے موعود من اللہ کے خاتمہ بخیر ہونے کے اور
ابتداے ایمان سے بغایت جان بحق ہونے تک ثبوت ایمان اور لزوم کلمہ تقوے
کے **اقول** اگر مان بھی لیا جاوے کہ یہ ترجمہ آپکا صحیح ہی اور یہ فرض کر لیا جاوے
کہ مراد اس سے بیان اونکی حالت آئندہ کا ہی تو آپکا کیا فائدہ اگر آپکے خلفا دنیا میں
رونق افروز نہ ہوئی ہوتی اور اقوال وافعال وحرکات وسکنات اونکے ہمین
معلوم نہ ہوے ہوتے تو البتہ آپکو اس شیخی بھگارنے کا موقع ملتا کہ ہمارے خلفای
موعود جو آنے والے ہین ایسے اور ویسے ہونگے مگر جب آپکے خلفا کی ساری سرگذشت
ہمارے پیش نظر ہی جس سے ہم بہ یقین جانتے ہین کہ اونکو ایمان سے بہرہ ہی نتھا
بلکہ درجہ اول کے مصداق آیہ کریمہ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم
کے تھی اور فرد کامل حدیث شریف سیجاء برجال من امتی فیوخذ بھم
ذات الشمال فاقول رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثو
بعدک انھم لو یزالوا مرتدین علی اعقابھم مذ فارقتھم کے
تھی پھر کیونکر کوئی عاقل خبیر تو ہم کر سکتا ہی کہ اس آیت مین ایسے لوگون کی حالت
آئندہ کا بیان ہی اور مراد الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات سے
وہ ہی ہین روایات شیعہ نے تو بالکل دھجی اوڑا دی ہی اگر اونھین روایات پر
اقتصار کرین جو کتب اہل سنت مین ہین تو بھی منصف طالب نجات برحق وضح

ہوجاوے گا **قولہ** کس سبب سے کہ لفظ امنوا وعملوا الصالحات کو بصیغہ ماضی
بیان فرمایا ہے اور یعبدونن اور لایشرکون کو بصیغہ مضارع یعنے زمانہ
حال و استقبال مین تعبیر کیا معلوم ہوا کہ تینون زمانے اونکے ایمان اور عمل صالح
سے خالی نہین ہونے کی اور شرک بھی اون سے نہین ہونے کا **اقول** ماشاء اللہ
کیا خوب تحقیق فرمای ہے یہ تحقیق آپکی تو اور آپکے لیئے وبال ہوگئے اس سے تو اون
مومنین کے جنکو وعدہ دیا گیا ہے عصمت ثابت ہوتی ہے بنا بر اسکے چاہیے کہ وہ
لوگ ایسے ہون جنہون نے ابتداے عمر سے آخر عمر تک کبھی شرک کیا ہو اور کوئی
زمانہ اون کا ایمان اور عمل صالح سے خالی نہ رہا ہو پھر یہ بات تو آپ کے تینون
بزرگوارون کو نصیب نہین ہوی تیس۳۰ تیس۳۰ چالیس۴۰ چالیس۴۰ برس تک بت
پرست رہے مسلمان بھی ہوئے تو کیا پیغمبر ایسے معلم کی صحبت مین رہ کر احکام
شرعیہ سے جاہل رہنا پیغمبر ص کی نبوت مین شک کرنا پیغمبر ص کے افعال پر اعتراض
کرنا جہاد سے بھاگ کر غضب خدا کا مستحق ہونا بعد پیغمبر ص کے اونکے اہل بیت کو
ذلیل وخوار کردینا اونکے حقوق کو پامال کردینا مومنین صحابہ کو انواع واقسام
کی اذیتین دینی فجار وفساق کا اعزاز واحترام کرنا اونکو مقرب بنانا اسکو یہان
کہتے ہین یہی عمل صالح ہے آپ لوگون کی مثال اوس قحط زدہ فقیر کی ہے جس سے
پوچھا گیا دو اور دو کی ہوی گھبرا کر بول اوٹھا چار روٹیان ایسا ہی آپ لوگ
قرآن مین اگر کوی ایسی آیت دیکھتے ہین جس سے کچھ ہیچ نکل سکے تو بے سمجھے بوجھے
گھبرا کر کہہ دیتے ہین کہ مراد اس سے ہماری خلفا ہین **قولہ** اور الزام کلمہ تقوے
عبارت اسی سے ہے جو فرماتا ہے اللہ تعالے الزمہم کلمۃ التقوی وکانوا
احق بہا واہلہا یعنے لازم کیا اونکو کلمہ تقوی کا اور وہ تھے ہی اسکے لایق
اور اہل اونکے اور اوس سے رد ہوا قول شیعون کا کہ ہمہ صحابہ مرتد شدند واز دین

[illegible]

جز نہین کہ استعمال مین بجز ایک معنی کے دوسری معنی کا ارادہ نہین ہوسکتا ۱۲ منہ

برگشتند اقول اس آیت سے شیعون کے مذہب کا ثبوت ہوتا ہی نہ یہ کہ اس آیت سے اونکا مذہب رد ہوا اسلیئے کہ مراد الزام کلمہ تقوی سے یہ نہین کہ خدا نے اونکو مجہول و مجبور و مقہور کر دیا ہو الزام و پابندی کلمہ تقوے پر جیسا کہ آپ سمجھے ہین بلکہ مراد یہ ہی کہ اون پر لازم اور واجب کر دیا پابندی کلمہ تقوے کو اور چونکہ وہ لوگ ہمیشہ خدمت نبی مین رہکر مشاہدہ آیات و معجزات کا کیا کرتے تھے اور نظریات اونکی نظرون مین بدیہات کے حکم مین ہو گئے تھے پس وہ لوگ بہ نسبت اورون کے جنکو یہ بات حاصل نہین ساتھہ پابندی تقوے کے لایق تر و سزاوار تر ہین اور ایسی حالت مین اگر مخالفت تقوی کی کرین گے تو عذاب بھی اون کا دوچند ہوگا جیسا کہ خدا پیغمبر ص کے ازواج کے باب مین فرماتا ہی کہ اگر وہ معصیت کرینگی تو اونپر عذاب بھی دوچند ہوگا اور اگر مراد کلمہ تقوے سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے جیسا کہ آپکے بعضے مفسرین نے کہا ہی پس مراد یہ ہے کہ حقیقت مین مومن وہی لوگ ہین جو ان دونون کلمون کے مقتضی پر رفتار کرینگی بمفاد اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری اوامر خدا و رسول مین سرگرم رہین بمفاد یا ایہا الذین آمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ای وہ لوگ جو سچے دل سے ایمان لائے ہو جب ملاقات کرو تم کافرون سے میدان جنگ مین پس نہ پھیرو تم اون کی طرف اپنی پشت یعنے فرار نہ کرو ہمیشہ معارک جنگ مین کافرون پر اپنی غلظت اور شدت دکھا کر اونکے قتل مین سعی و کوشش کیا کرین معرکہ جنگ سے بھاگ کر مستحق غضب خدا نہون دیکھو آپکے شیوخ ثلثہ اطاعت اوامر خدا اور رسول مین کیسے تھے کفار کے مقابل مین غلظت و شدت دکھا کر اون سے جہاد کرنے مین کس درجہ پر تھے آپ اپنے ہی یہان کی روایات سے ثابت کر دیجئے کہ کسی معرکہ مین

کسی کافر کے مقابل ہوکر اوسکو قتل کیا ہو کوئی معرکہ مردانہ ما نہین جسمین بھاگے ہون اگر دو ایک مقام پر بھی ان حضرات سے آثار شجاعت ظاہر ہوے ہوتے توہم ضرور اونکو بھاگنے مین معذور رکھ سکتے تھے سچے مومن وہی لوگ ہین جو توحید و نبوت مین کبھی شک نہین کرتے تھے وہ لوگ جو کبھی خیال نہین کرتے تھے کہ خدا اور رسول نے ہمکو جھوٹا وعدہ دیا۔ یہ آیت بھی اونھین آیات کے ضمن مین مذکور ہی جن آیات مین صلح حدیبیہ کا ذکر ہی فانزل اللہ سکینۃ علی رسولہ وعلی المومنین والزمھم کلمۃ التقوی وکانوا احق بھا واھلھا یعنے سکینہ واطمینان کو خدا نے اوتارا اپنے رسول اور مومنین پر اور واجب ولازم کر دیا اوپر التزام و پابندی کلمہ تقوی کو اور تھے وہ سزاوار اوسکے اور اہل اوسکے یعنے باوجودیکہ دخول مکہ سے منع کر دیئے گئے مگر اونکی قوت ایمان مین کچھ بھی تزلزل نہوا اور کسیطرح کے شک نے اونکے دل مین خطور نکیا دیکھو صلح حدیبیہ مین کسنے کلمہ تقوے کو چھوڑ کر نبوت جناب رسول خداصؐ مین شک کیا تھا اور کسنے خدا اور رسول صؐ کی طرف نسبت وعدہ خلافی کی دی تھی حضرت عمر ہی تو تھے یا اور کوئی پھر کیسا پر زور شک ہوا کہ فہمایش جناب رسول خداصؐ بھی کارگر نہوے دوڑے ہوے حضرت ابوبکر کے پاس جاکر فرمانے لگے کیا یہ شخص رسول خداصؐ نہین حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیون نہین کہا پھر کیا وہ ہمکو وعدہ نہ دیتا تھا کہ تم لوگ بیخوف مسجد الحرام مین داخل ہوگے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کیون نہین کہا کہ پھر یہ ذلت صلح کی کیون گوارا کرتا ہی حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا کہ کیا پیغمبر نے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال داخل ہونگے یہ ملخص اوس روایت کا ہی جو آپہی کے یہانکی کتابون مین مذکور ہی خود حضرت عمرؓ کا قول ہی کہ جیسا اوس روز مجکو نبوت رسولخداصؐ مین شک ہوا کبھی نہین ہوا کاش جناب

رسول خدا ص فرما دیتے کہ بسم اللہ ہمین میدان ہمین گو ایک حملہ عمری فرما کر کفار کو
پس پا کر دیجیے اور اپنے سطوت و صولت سے اسلام کی عزت نمایان فرما دیجیے مگر کبھو
ایسا فرماتے آپکو تو معلوم تھا کہ یہ سب فقط زبانی غرفش ہی اور مقصود اصلی اس طعن
و ایراد سے صرف یہ ہی کہ عوام الناس کے ذہن نشین ہو جاوے کہ یہ حضرت خدمت
جناب رسول خدا ص مین بہت بڑا تقرب رکھتے ہین اور اس سے کسی نکسی موقع پر
بہت بڑا کام نکلے گا ورنہ حضرت کی وہی حالت ہوتی جو احد مین ہوئی تھی اور
اگر مراد کلمہ تقوے سے پرہیز گاری اور پابندی احکام شرعیہ ہی تو مراد اس
آیت سے یہ ہے کہ تنہا صحبت پیغمبر ع کی بکار آمد نہین بلکہ اوسکے ساتھ تقوے
اور پابندی احکام شرعیہ اور ثبات قدمی جہاد اعدا مین بھی ضرور ہی اس آیت کو
ہرگز دلالت اسپر نہین کہ اصحاب رسول خدا کل پابند کلمہ تقوے کے تھے یا
کون تھا اور کون نہ تھا بلکہ تشخیص اسکی کہ کون پابند تقوے تھا اور کون نہ تھا
خارج سے ہونی چاہیے جیسا شیعون کا طریقہ ہی اور اگر مراد کلمہ تقوے سے جناب
امیر ع ہون جیسا کہ آپکے یہان کی روایات سے ثابت ہی کہ جناب رسولخدا ص نے فرمایا
کہ خدا نے مجھ سے کہا ان علیا رایۃ الھدی وامام اولیای ونور
من اطاعنی وھو کلمۃ التی الزمتھا المتقین پھر تو شیعون کا مذہب
اس آیت سے اچھی طرح ثابت ہی کہ اونھین نے اوس جناب کو بعد جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امام خلق اور ہادی دین مانا ہی آپ لوگون کا مذہب
البتہ اس آیت سے رد ہوتا ہی کہ خلیفہ برحق اور ہادی مطلق کو چھوڑ کر ایسے شخص کو
ہادی قرار دیا ہی جو خود محتاج اسکا تھا کہ کوئی اوسکی ہدایت کرے افمن یھدی
الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف
تحکمون اور معلوم نہین کہ آپنے دو جملہ آخر کے فارسی مین کیون ذکر کیے اگر

مقصود اظہار لیاقت تھا پس اگر آپ عربی مین اصل اوس حدیث کو نقل کر دیتے
جو اس باب مین وارد ہی تو اور زیادہ آپکی لیاقت ظاہر ہو سکتی تھی قریب اس
مضمون کے حدیث مین ہی کہ ارتد الناس بعد رسول اللہ الا اربعۃ
یعنے کل لوگ بعد جناب رسول خدا ص کے مرتد ہوگئے مگر چار شخص الناس مین الف
لام عہد کا ہی ہو سکتا ہی کہ مراد اس سے اہل مدینہ ہون باستثنائے بنی ہاشم اور یہ
فرمایش معصوم کی بہت صحیح ہی اسلیے کہ مراد ارتداد سے اس حدیث مین یہ نہین کہ
یہودی یا نصرانی یا بت پرست ہوگے بلکہ مراد یہ ہی کہ جسکو جناب رسول خدا ص اپنا
خلیفہ مقرر فرما گیے اور جس کی تبعیت و فرمان برداری کا کل امت کو حکم دے گئے
اُسکو چھوڑ کر ایک ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کر لیا جسکے ذریعہ سے اپنے اغراض حاصل
کر سکین پھر ایسا ہی تو ہوا بجز سلمان و مقداد و ابو ذر و حذیفہ کے کسنے استقامت
کی حضرت عمار کو بھی ایک گونہ لغزش ہو گئی تھی مگر سنبھل گئے سوا ان حضرات کے اور
کون ظاہر بظاہر حضرت امیر ع کی خلافت حقہ کا اعلان کرتا تھا اگرچہ باطنا اور لوگ
بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے مگر بوجہ خوف یا کسی غرض و مصلحت سے ساکت تھے اہل
دنیا کی حالت کو منصفانہ دیکھو احوال امم سابقہ مین تامل کرو بمفاد حب الدنیا
راس کل خطیئۃ محبت دنیا کی بہت بری چیز ہی آدمی کو اندھا کر دیتی ہی دیدہ
و دانستہ باغوائے شیطان خبیث اور بہ تبعیت نفس امارہ اون افعال قبیحہ کا مرتکب
ہو جاتا ہی کہ اگر خود اوسی سے قبل از ارتکاب پوچھا جاتا تو بے تامل اوسکے مرتکب کے
حکم کفر و ارتداد کا کرتا اور یہ حالت گویا مقتضائے طبیعت بشریہ ہی بہت کم لوگ
ہین جو مخالفت ہوائے نفسانی کرکے مقتضائے عقل سلیم پر رفتار کرین و قلیل
ما ہو و قلیل من عبادی الشکور اور یہ حالت نوع انسان کی ابتدائے
خلقت سے تھی اور تا زمان انقراض خلقت رہیگی و قایع سابقین اور سوانح ماضیین

اور طرز رفتار موجود ہین شاہد عدل ہین اور نیز ہو دائے الحق مرّ اور ما ترک الحق لی صدیقا مقتضائے حق پر رفتار اور میل نکرنا طرف یمین ویسار کے بہت دشوار ہی ہر شخص کا کام نہین ہزارون مین ایک شخص بھی تو برا ہی نام نہین وما وجدنا لاکثرھم من عھد وان وجدنا اکثرھم لفاسقین اگرچہ ہمارے پیغمبر جمیع انبیائے سابقین سے اشرف اور بہتر ہین لکن بمفاد وما کنت بدعا من الرسل حضرت کا بھی طریق ہدایت اور طرز معاشرت مثل اور رسولونکے تھا اور نیز حالت اون لوگون کی جو حضرت پر ایمان لائے تھے مثل اون لوگونکے حالت کے تھے جو انبیائے سابقین پر ایمان لائے تھے نہ حضرت کی ہدایت مین یہ تاثیر قہری قرار دی گئی تھی کہ ہر شخص کو کامل الایمان کردے نہ انبیائے سابقین کی ہدایت مین بلکہ ہر شخص مین موافق اوسکے قابلیت کی ہدایت حضرت کی تاثیر کرتے تھے فمنھم شقی وسعید چونکہ شقی بہ نسبت سعید کے زیادہ ہوتے ہین اسی وجہہ سے خدا نے شقی کو ذکر مین مقدم کیا ہی یہی حال انبیائے سابقین کی ہدایت یافتون کا تھا اگرچہ خدا بندون کی گمراہی کو نہین چاہتا اور اوسکی یہہ قدرت مین ہی کہ تمام نوع انسان کو ایک وتیرہ پر پیدا کرکے مجبول ومجبور کردے اپنے بندگی پر ولو شاء اللہ لھدی الناس جمیعا ولکن بمقتضائی حکمت بالغہ ومصلحت کاملہ جسکو اوسکے اولیائے مقربین خوب سمجھتے ہین اور اونکے بیانات شافیہ سے ہملوگ بھی بعد تصفیہ باطن کی سمجھہ سکتے ہین خدا نے نوع انسانکو اختیار طریق نجات وہلاکت مین فاعل مختار قرار دیا ہی البتہ دونون راہین نہایت وضوح کے ساتھہ انبیا کو بھیجکر دکھلا دین دیکھو اصحاب نبی بھی تو بشر تھے انواع واقسام کی خواہشین رکھتے تھے بلکے سب ایک مرتبہ ایمان مین نہ تھے مثلا غض وتحاسد بھی اونکے درمیان مین بکثرت تھا مناسب دنیویہ کے بھی آرزو

رکھتے تھے خود حیات جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین انواع واقسام
کے افعال ناشائستہ کے مرتکب ہوتے تھے قرآن کی آیات کو بنظر تدبر تلاوت کرو
دیکھو کتنی آیتین اونکی مذمت مین ہین اونکی بیجی سیرت پر نظر کرکے سمجھو کیسی تھی دیکھو
جناب امیر علیہ السلام سے کس قدر اسباب حسد وبغض وعداوت اونکے لیے مہیا تھی
جس لڑائی سے وہ بھاگ کر ذلیل ہوئے اوسی لڑائی پر جناب امیرؑ کس اعزاز
واحترام سے بھیجی گئی اور فتحیاب واپس آئے جناب سیدہؑ کی مناکحت کی لوگون نے
کیسی کیسی خواہشین کین خائب وخاسر رہے آخر جناب امیرؑ کو ہی یہ دولت بھی
نصیب ہوئی پھر کس عنوان سے کہ جناب رسول خداؐ اونھین لوگون کے مجمع مین
فرمائین کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہ رضی اللہ عنہ کا کوئی کفو اور ہم پلہ نہوتا آدم
ومن دونہ پھر کیفیت عقد حضرت فاطمہ رض و علی مرتضےؑ جو بامر خدا آسمان پر
واقع ہوا اوس شد ومد سے بیان فرمائین جو کتب اہل سنت مین مذکور ہین حضرت
ابوبکر کو چند آیتین سورہ برائت کی دیکر مکہ روانہ فرمائین جب دو ایک منزل راہ طے
کر چکے تو بامر خدا اونکو معزول کرکے جناب امیرؑ کو معین فرمائین پھر جب اون بیچارے
نے آکر عرض کی کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی جو آپنے مجھے معزول فرمایا حضرت نے فرمایا
کہ جبرئیل آئے اور خدا کی طرف سے بیان کیا کہ یہ کام ایسا ویسا نہین اسکے لیے یا
تم خود جاؤ یا ایک ایسے شخص کو بھیجو جو تمسے ہو اور وہ علیؑ ہے سبکے دروازے
جو مسجد مین تھے بند کر دیئے گئے مگر حضرت علیؑ کا دروازہ بدستور کھلا رہا جب
لوگون نے اپنی ناگواری ظاہر کی جواب ایسا پایا جس سے اور زخمون پر نمک چھڑک
دیا گیا فرمایا نہ مین نے کسی کے دروازے کو بند کیا ہی نہ کسی کے دروازہ کو کھلا رکھ
دیا ہی جو کچھ کیا خدا نے کیا حضرت ابوبکر نے کتنا چاہا کہ ایک سوراخ ہی اونکی دیوار مین مسجد کے
جانب ہے قبول نفرمایا اس قسم کی وقائع کہانتک مذکور ہون اور یہ وقایع

ہین جسکو علمائے اہلسنت نے ذکر کیا ہی اگر اون وقایع کا ذکر نہو جو روایات شیعہ
مین مذکور ہین تو بخوبی ثابت ہو جاوے کہ وہ لوگ بسبب اتباع ہوای نفسانی کے
مجبور تھے غصب خلافت پر علاوہ ان امور کے مسلمانون مین بجز انصار کے کمتر
ایسے لوگ تھے جنکے خاندان مین سے دو ایک شخص کا خون راہ خدا مین حضرت
علی ع نے نہ فرمایا ہو اور عرب کا تعصب اس باب مین مشہور ہی اور آجتک یہ خصلت
اون مین مشہود علاوہ اسکے حضرت علی ع کے مزاج سے کل مسلمان واقف تھے کہ
کہ امر دین اور اقامہ حدود مین مراعات اور مداہنہ کا لگاؤ نہین وانون خدا کے
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم پر پورا عمل ہی تقسیم بالسویہ کی عادت رہے
چنانچہ اسی وجہہ سے زبیر جو زمان خلافت خلفائے ثلثہ مین حضرت امیر ع کی ہی
طرف دار رہے اور طلحہ کہ وہ بھی جناب امیر ع کی طرف میلان رکھتے تھے جب بعد
قتل عثمان کے جناب امیر ع سے خوشی خوشی بیعت کر چکے اور دیکھا کہ مقصود دلی
اون کا حضرت علی ع سے حاصل نہ ہوا بمکر وحیلہ حضرت سے رخصت عمرہ کی
لیکر مکہ گئے اور وہان پہونچکر وہ فتنہ برپا کیا کہ جسکی اثر سے حضرت امیر ع ایکدن
بھی آسایش سے رہنے نہ پائے الحاصل یہ سب اسباب فراہم تھے جنہون نے
منافقین صحابہ کو مہیا کر دیا اسپر کہ خلافت حضرت علی ع تک نہ پہونچنے پائے
یہ تو ابو بکر رضو کا خلیفہ مان لینا تھا جس مین بڑی بڑی امیدین تھین دیکھو بعد
غائب ہونے حضرت موسے ع کے بنی اسرائیل سامری کے اغوا سے گوسالہ کو اپنا معبود
سمجھنے کے باوجودے کہ علاوہ ادلہ عقلیہ کے حضرت ہارون چلا چلا کہے کہ تمہین دہوکا
دیا گیا ہی تمہارا معبود خدا ہی مگر حرص مین ایسے کہ اوس کلمہ حق کو اون سے سنین قریب
تھا کہ حضرت ہارونکو قتل کر ڈالین حالانکہ یہ جانتے تھے کہ حضرت موسے چند روز کے
بعد میقات پروردگار سے واپس آئینگے پھر اصحاب رسول خدا صلعم بھی تو مثل اونھین کے

بشر تھے حضرات اہل سنت کا یہ خیال کہ وہ لوگ جو شب و روز خدمت رسول مین
رہتے تھے جنہون نے راہ خداہ مین کیسی کیسی جان فشانیان کین کیونکر ہو سکتا ہی
کہ دیدہ و دانستہ حق سے پھر جائین یہ بہت بڑا شبہہ حضرات اہل سنت کا ہی اور
بھی شبہہ اونکا سد راہ ہوتا ہی حالانکہ یہ اونکی بے فہمی کی دلیل ہی کیون حضرات
کیا وہ لوگ بشر نہ تھے کیا وہ لوگ معصوم تھے کیا اون لوگون سے زمان جناب
رسول خدا مین انواع و اقسام کی معصیتین صادر نہ ہوئین تھین کیا وہ اسباب
عداوت جناب امیرؑ سے جنکا ذکر ہوا اونکے لیئے موجود نہ تھے حضرت موسے کے
اصحاب مین جنہون نے گوسالہ پرستی کی تھی اور ان مین کیا فرق ہی تمہین بیان کرو
علاوہ اسکے جناب امیرؑ اور تمام بنی ہاشم اور بزرگان صحابہ نے کیون بیعت ابوبکر
رضؓ سے انکار کیا کیا ان لوگون کو فیضان صحبت رسولؐ سے بہرہ نہ تھا کیا ان لوگون نے
ترویج دین اور جہاد مشرکین مین جانفشانیان نہ کین تھین یہ تو وہ لوگ ہین جنکی
خوبی پر تمام اہل اسلام متفق ہین اگر خلافت ابوبکر رضؓ کی آیت استخلاف وغیرہ سے
ایسا ہی واضح ہوتے جیسا آپ لوگ مدعی ہین تو کیا وجہہ کہ ان بزرگان دین نے
تامل کیا اور پھر کیسا تامل و انکار کہ ابوبکر رضؓ کو ضرورت اسکی ہوئی کہ اسباب
آتش زنی کے ہمراہ عمرؓ کو ساتھ ایک جماعت کثیرہ کی دولت سرائے جناب سیدہ
مین بھیجین کہ اونکو پکڑکر لے آئین واسطے بیعت کے اور اگر استادگی کرین تو گھر جلا
دیا جاوے اور پھر جب حضرت علیؑ کو سامنے ابوبکر کے پکڑ لائے تو بہ تہدید یہ کہا
جاوے کہ بیعت کرو ورنہ تمہاری گردن مارین گے دیکھو اگر تمہاری کتابون مین
یہ باتین نہ ہون تو کہو کہ شیعہ افترا کرتے ہین اور بالفرض اگر یہ سب تہدید اور تخویف
نبھی ہوتی تو ایک مدت تک حضرت علی کا بیعت سے انکار کرنا کیا کم ہی کون علیؑ
جنکے بارہ مین پیغمبرؐ فرمائین کہ علی کے حق ساتھ ہی اور حق علی کے ہمراہ جدہر علیؑ

پھرتے ہین اوسی طرف حق بھی پھرتا ہی سبحان اللہ منافقین صحابہ کا تو دیدہ و دانستہ
حق سے پھرنا محال ہوا ور حضرت علی ؑ جو نفس رسول ہون جنکا گوشت وخون گوشت
وخون رسول خدا ہو جو اوسی نور سے پیدا ہوے ہون جس نور سے پیغمبر خدا پیدا ہوے
جنکی محبت ایمان اور بغض کفر ونفاق قرار دیا گیا ہو جسکے ہمراہ حق ہوا ونکا اور
دیگر بزرگان صحابہ کا حق سے منحرف ہونا محال نہو پھر کیسا انکار کہ مدت العمر یہی کہے
کئے کہ میرے حق کو مجھ سے لے لیا اور مجھ پر ظلم کیا۔ کیا جو کچھ فیضان صحبت جناب
رسول صلعم تھا وہ فقط منافقین ہی کے حصہ مین آیا تھا علاوہ اسکے یہی صحابہ تو تھے
جنہون نے عثمان کو کس ذلت ورسوای سے قتل کر ڈالا اور تین روز تک لاش
اونکی دفن نہونے دی آخر اونکی قوم نے رات کے وقت اونکو یہودیون کے
مقبرہ مین دفن کیا دیکھو اونھین لوگون نے تو عثمان کو قتل کیا جو شب و روز
تلاوت قرآنکی کیا کرتے تھے کیا یہ آیت اونھون نے نہ دیکھی تھی ومن قتل مومنا
متعمدا فجزائہ جھنم کیا سبکے سب مثل حضرت عمار کے عثمان کو کافر جانتے تھے
اس مقام پر صحابہ کے مالک سیری کیا ہوے اگرچہ آگے طلحہ وزبیر طلب خون عثمان
ہی کے بہانہ سے جناب امیر ؑ سے لڑے لیکن سب سے زیادہ تو طلحہ ہی کا زور وشور
تھا قتل عثمان پر القاتل والمقتول کلاھما تبلا و اسکے بعد کیا کیا جاوے
حضرات اہل سنت کا تو یہ اعتقاد ہی کہ جناب رسول خدا صلعم کے بعد سے مذہب
اہل سنت وجماعت کا ہی سب لوگ ملے جلے ایک ہی مذہب پر تھے شیعون کا مذہب
تو نو ایجاد اور بے بنیاد ہی دیکھو اپنے اس قول پر ثابت قدم رہنا کیون حضرات جناب
رسول خدا صلعم کے برسکے بعد شہادت جناب امام حسین ؑ کے پہوی اور کتنے آدمی
حضرت کے ہمراہ شہید ہوے کیا فقط بہتر ہی آدمی اہل سنت وجماعت تھے جو حضرت کے
ساتھ شہید ہو گئے باقی سبکے سب رافضی تھے اگر وہ سب رافضی ہوتے تو ابن زیاد اونکو

کیون لکھتا کہ جناب امام حسین ع کو پیاسا قتل کرو جیسا کہ اونکے باپ نے عثمان کو
پیاسا قتل کیا اوس زمانہ مین آپ لوگون کا سواد اعظم جو ہمیشہ سے برقرار رہا کیا
ہو گیا تھا کیا اوس زمانہ کے سنیون مین اتنی بھی حمیت نہ تھی جیسا کہ اس زمانہ کے
سنیون مین ہر کہ ایک خلیفہ بلافصل کے کہنے پر آمادہ جہاد ہو جاتے ہین
اور اگر تھے تو پھر اون باحمیت سنیون کا مجمع کہان تھا کہ فرزند رسول ص قتل ہو جاو
اوسکے عیال اسیر ہو کر دربدر پھرائی جائین اور اونکے کانون پر جون بھی نہ رینگے
اگر انصاف سے دیکھو تو باور کر سکتے ہو کہ شہادت جناب امام حسین ع کی بھی اوسی
روز اول کی کارروائی کا نتیجہ ہی ہمیشہ سے اہل باطل ہی کو قوت رہی اور یہی
حال امم سابقین کا بھی تھا پھر کیا استبعاد ہو سکتا ہی اگر بمجرد وفات جناب سرور خدا
منافقین صحابہ نے موقع پاکر حق کو اہل بیت رسول خدا ص سے جدا کر کے مرتد ہو گئے
ہون **قولہ** ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھو الفاسقون اور جو کوئی
پھر جاوے گا بعد اسکے پس وہ لوگ وہی ہین بے حکم یعنی حکم الہی سے باہر ہو جانے
والے **اقول** یہ جملہ اس آیت شریف مین اوسی طرح ہی جسطرح آیۃ ویستخلفکم
فی الارض کے بعد لینظر کیف تعلمون ہی یعنی اے بنی اسرائیل تم کو زمین مین بٹھا
جا گزین اور ایک دوسرے کا جانشین کرے گا تا کہ دیکھے تمہارے اعمال کیسے ہوتے
ہین پس اس آیت مین بھی خدا اونھین مومنین کے بہ نسبت جنکو وعدہ دیا ہے
فرماتا ہی کہ اور جو لوگ تم مین سے کفر کرینگے اور حق کو پوشیدہ کرینگے بعد حصول
اوس اطمینان کے اور ظہور حقیت اسلام کی پس وہ لوگ بہت بڑے فاسق اور
نافرمان ہین ایسے ہی لوگون کی خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حدیث حوض مین دی ہی جسکا ذکر ہو چکا ایسے ہی لوگون کے بارہ مین خدا
فرماتا ہی افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ایسے لوگون کی طرف

اشارہ ہی اس آیت مین فاذا جاء الخوف رایتھم ینظرون الیک تدور اعینھم کالذی یغشی علیہ من الموت فاذا ذھب الخوف سلقوکم بالسنۃ حداد اشحۃ علی الخیر اولئک لم یومنوا یعنی جب خوف کا وقت آتا ہی اور دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو مارے خوف کے آنکھین نکلی پڑتی ہین گویا سر پر موت چھاگئی ہے اور جب وہ خوف جاتا رہتا ہے تو وہ لوگ نہایت تیز زبانیان کیا کرتے ہین گویا اون سے بڑھ کر کسی کو رغبت خیر پر نہین اور گویا وہی سچے خیر خواہ ہین ایسے لوگون کو سمجھ لو کہ حقیقت مین ایمان نہین لائے انصاف سے دیکھو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین یہ حالت کن لوگون مین تھی مقامات خوف شمار کرکے جانچو پہلا مقام خوف کا اہل اسلام پر جنگ بدر سے تھین بتلاؤ ابوبکر وعمر رض نے اس لڑائی مین تلوار جھلک اور چمک بھی دیکھی یا نہین دوسرا مقام خوف کا جنگ احد ہی جس لڑائی مین قریب تھا کہ کفار مکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرڈالین اس لڑائی مین خلفائے ثلثہ کی کیا کیفیت ہوئی حضرت عمر تو اپنی کیفیت خود بیان فرماتے ہین کہ مثل بزکوہی کے پہاڑون پر اوچکتا بھاگا جاتا تھا اور حضرت عثمان تو تین روز کے بعد پھرے تیسرا مقام خوف کا جنگ احزاب ہی جسکے باب مین یہ آیت نازل ہوئی ہی دیکھو جب عمرو بن عبدود خندق پھاند کر مسلمانون کے مقابل مین اگر مبارز طلب ہوا اور الا رجل الا رجل کا شور مچانے لگا تو حضرت ابوبکر اور عمر وعثمان کہان تھے اور اون حضرات کی کیا حالت ہوئی تھی اوسنے تو حضرت عمر کا نام بھی لیکر پکارا تھا پھر حضرت نے چون بھی کیا تھین بتلاؤ کس نے جاکر اوس کافر عنید کو قتل کرکے اسلام کو قایم رکھا کوئی یہ تو ہم نکرے کہ اگر حضرت عمر شجاع ہوتے تو عمرو بن عبدود سا بہادر اور پہلوان ہرگز اونکو اپنے مقابلہ مین طلب نکرتا اسلیے کہ اگر وہ شجاع ہوتے تو ضرور کسی نہ کسی موقع پر اثر شجاعت کا اون سے ظاہر ہوتا اون سے

تو بجز بھاگنے کے کوئی اثر ظاہر نہین ہوا از بسکہ دل اونکا نہایت نازک تھا خون
دہار بھی دیکھہ نہ سکتے تھے رہا یہ کہ پھر عمرو بن عبدود نے اونکو کیون طلب کیا آمین
کئی احتمال ہین اظہر احتمالات یہ ہی کہ چونکہ اوسکو یقین تھا کہ وہ بہ مجرد اسکے کہ سامنے
آئین گے بھاگ پڑین گے اور بسبب اونکے بھاگنے کے تمام لشکر اسلام کی شکست
ہو جاوے گی اور بلا زحمت مقصود دل اوسکا بر آوے گا دوسرا احتمال یہ ہی کہ چونکہ
حضرت عمر کی غلظت و فظاظت مشہور تھی اور اپنے مقام پر بیٹھ کر بہت کچھ تیز
زبانیان اور لاف بیابانیان فرمایا کرتے تھے اور مقام اطمینان مین اپنی شدت
و غلاظت کفارون پر ظاہر کیا کرتے تھے اسوجہہ سے اوسنے بطریق طعنہ زنی اونکا
نام لیکر پکارا کہ آج آپ سامنے کیون نہین آتے اور وہ لاف زنی کیا ہوئی اکثر
شجاعون کا قاعدہ ہی کہ ایسے لوگون کو بطور تمسخر یہ کے ٹوکا کرتے ہین چوتھا مقام
خوف کا حنین کا دن ہی جسکے باب مین خدا فرماتا ہی ولقد کانوا عاھدوا اللہ
من قبل لا یولون الادبار اور حالانکہ بہ تحقیق خدا سے عہد و پیمان کر چکے
تھے قبل اسکے کہ البتہ نہ بھاگین گے یہ عہد کب کیا تھا بیعت شجرہ مین جسکے اوپر
سنیون کو بڑا ناز ہی اور اوسکو بہت بڑی فضیلت صحابہ کی سمجھتے ہین اور ان
الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ سے یہ خیال کرتے ہین کہ گویا اون صحابہ
نے خدا سے بیعت کی اور یہ نہین سمجھتے کہ مقصود اس سے تاکید عہد کی ہی یعنے
یہ خیال کرو کہ ہم ایک آدمی سے بیعت کر کے اوسی سے عہد کرتے ہین جسکا توڑ ڈالنا
چندان مذموم نہین اور نہ مستلزم عقاب ہی اسلیئے کہ حقیقت مین یہ بیعت و معاہدہ
خدا سے ہے جسکے توڑنے مین تم پر بڑا عقاب کیا جاوے گا اور نیز اہل سنت بیان
کرتے ہین کہ بیعت کے وقت عثمان مکہ مین محبوس تھے پس جناب رسول خدا نے
اپنے ایک ہاتھ کو اونکا ہاتھ قرار دیکر اپنے دوسرے ہاتھ سے عثمان کی طرف سے

بیعت کی اور اسپر بھی بڑا فخر ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ
قرار دیا اور یہ نہیں سمجھتے کہ مقصود حضرت کا یہ تھا کہ اگرچہ عثمان اس مجمع مین
نہین مگر اس عہد کا بار اونکی گردن پر بھی ہے فضیلت تو جب نکلتی کہ جب اوس
عہد پر ثابت قدم رہکر میدان کارزار سے نہ بھاگتے دیکھو باوجود اس عہد و پیمان
سخت کے جنگ حنین مین کیا ہوا کس بدحواسی سے جناب رسول خداؐ کو نرغہ
کفار مین چھوڑ کر بھاگے کتنا حضرت عباس چلایا کیے کہ یا اصحاب سورۃ البقرۃ
و یا اھل بیعۃ الشجرۃ پیغمبر خدا فرمایا کیے انا النبی لا کذب انا ابن عبد
المطلب پیچھے پھر کے بھی تو نہ دیکھا اب ون لڑائیون کو دیکھو جن مین حضرت
ابو بکر و عمر امیر لشکر مقرر ہوکر تشریف لے گئے منجملہ اونکے خیبر کا واقعہ تو زبان زد
خواص و عوام ہے آپہی کی کتابون مین حضرت عمرؓ کے بھاگنے کی کیفیت اس
طور پر نقل کرتے ہین کہ فانھزم یجبن اصحابہ و ھو یجبنونہ یعنے بھاگ
آئے حضرت عمر اس حالت سے کہ وہ اپنے اصحاب کو بزدلا بتلاتے تھے اور اصحاب
اونکے خود اونھین کو ہیز بتلاتے تھے بظاہر اس نزاع مین حق اونکے اصحاب ہی
کی طرف تھا اسلیئے کہ آخر وہی لوگ تو حضرت علیؑ کے ہمراہ بھی گئے اگر وہ بودے
ہوتے تو حضرت کے ہمراہی مین بھی حضرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگ آتے اب امن
و اطمینان کی حالت بھی ملاحظہ فرمایئے چند نظائر ذکر کیئے جاتے ہین ایک مرتبہ
مدینہ مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک شخص کے جنازہ پر نماز
پڑھنے کے لیئے کھڑے ہوے کس تیز زبانی سے حضرت عمر نے جناب رسول خداؐ
کی ردائے مبارک کھینچ کر فرمایا اتصلے علے ھذ المنافق آیا اس منافق کے
جنازہ پر نماز پڑھتا ہے ماشاء اللہ جناب رسول خداؐ کے بھی اتالیق تھے ایکمرتبہ
جناب رسول خدا ایک باغ مین تشریف رکھتے تھے حضرت نے ابو ہریرہ رضی کو

اپنی جوتی دیکر فرمایا کہ جاکر لوگون کو بشارت دو من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے گا وہ داخل جنت ہوگا جوہین حضرت عمر کے کان مین یہ آواز پڑی بے اختیار ہوگئے اور بیچارے ابوہریرہ کی وہ گت کی کہ ناگفتہ بہ اور اوسی غیظ مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت مین آکر کس تیز زبانی سے کہنے لگے کہ یہ کیا حرکت آپنے فرمائی کیا آپ چاہتے ہین کہ لوگ روزہ نماز چھوڑ دین جب واسطے فتح مکہ کے جناب رسول خداؐ تشریف لے گئے اور قریب مکہ کے لشکر ظفر پیکر اُترا اور حضرت عباس رضؓ نے ابوسفیان کو سمجھا بجھا کر مائل بہ اسلام کیا اور اپنے ہمراہ خدمت جناب رسول خداؐ مین لے آئے تاکہ اسلام کو ظاہر کرکے اپنی جان بچائی جوہین نظر عمر کی ابوسفیان پر پڑی تلوار کیسی خود میان سے باہر ہوگئے تلوار کھینچ کس قہر کا حملہ ابوسفیان پر فرمایا مگر افسوس کہ حضرت عباس نے بچا لیا ورنہ ایک اچھا شکار ہاتھ لگا تھا کہنے کو تو ہو جاتا کہ حضرت عمرؓ نے بھی ایک کیسے کافر کو فی النار کیا نظر انصاف سے ان حالات امن وخوف کو دیکھکر بتلا کہ ہوا دی آیہ مذکورہ مصداق اولئٰک ہم المومنون کے تھی یا نہ مقام حیرت اور تعجب کا یہ ہی کہ حضرات اہل سنت اون آیات وروایات کو تو ملاحظہ نہین فرماتے جو مذمت مین صحابہ کے وارد ہین جنکے مصداق حقیقی شیوخ ثلثہ ہین ہمیشہ وہ انہین آیات کو پیش نظر رکھتے ہین جو مجمل ہین جنکا انطباق خلفائے ثلثہ پر نہایت دشوار بلکہ محال ہی اور اوسی طرح اون روایات کو مثل وظیفہ کے رٹا کرتے ہین جن کا موضوع ہونا خود اونھین کے بیانات سے ثابت ہی یا جن کا معارض خود اونھین کے یہان کی روایات مین موجود ہی اور اسی ذریعہ سے عوام الناس کو فریب دیا کرتے ہین بعد اسکے مؤلف صاحب نے ایک طولانی عبارت جو طبعزاد مضامین سے پر ہے جسکو کوئی ربط اس آیت سے نہین ذکر کی ہی جواب اوسکا بالاجمال لکھتا ہون

قولہ یعنے اللہ تعالی نے جب مسلمانون کی دولت دی کہ جب پیغمبری اون مین آئی تو وہ ایمان لائے **اقول** اگرچہ یہ عبارت بھی مثل اکثر عبارات سابقہ کے رکیک ہی مگر مواخذہ اغلاط لفظیہ کا منظور نہین ہر شخص اپنے محاورات کے ادا کرنے مین معذور رہی البتہ لفظ یعنے سے توہم اسکا ہوسکتا ہی کہ یہ کل بیان آیکا تفسیر آیت شریفہ سے تعلق رکھتا ہی حالانکہ ایسا نہین بہرکیف ہم بھی کہتے ہین کہ خدا کی بہت بڑی منت ہی کہ اوسنے جناب محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ الکرام کو مبعوث برسالت فرماکر ہم سبھونکو راہ نجات دکھلادے لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ لکن فائدہ حضرت کی بعثت سے تو اونھین لوگون کو ہوا اور ہوگا جنہون نے سچے دل سے اوس جناب کی تصدیق کی اور اوس جناب کو ہادی اور راہ نما سمجھکر احکام شرعیہ کو یاد کرکے اونکی پابندی کی اور بمفاد قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی حضرت کے اہلبیت کی مودت و محبت کو واجب اور جزو ایمان جانکر اونکے سفینہ نجات مین سوار ہوے اور حسب وصیت رسول خدا اونکے ہادی اور راہ نما ہونے کا دل سے اعتقاد کیا اور اونکے احترام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا **قولہ** اور جب اونکو احکام پہونچائے تو اونہون عمل صالح کیا **اقول** آپ ہی انصاف فرمایئے کہ احکام الہیہ کی پابندی کن لوگون نے کی اور عمل صالح کون لوگ بجا لائے اعمال صالحہ مین سے سب سے افضل جہاد تھا آپ ہی تبلایئے آپکے خلفا مجاہدین کی فہرست مین کس درجہ پر تھے احکام الہیہ کی پابندی مین کیا حالت تھی خدا نے کل مومنین کو حکم دیا یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰیکم صدقۃ ای وہ لوگ جو ایمان لائے ہو جب سرگوشی کرو رسول سے یعنے کوئی بات پوچھو پس قبل سوال کے کچھ صدقہ

دو دیکھو نے اس حکم کی تعمیل کی بجز جناب امیرع کے کوئی دوسرا شخص بھی پیدا ہوا جسنے دو تین آنہ کا نقصان گوارا کرکے جناب رسول خداص سے کچھ پوچھنا ہو جب تک یہ آیت منسوخ نہوئی سوال ہی کرنا چھوڑ دیا شراب پینے کی ممانعت کس تاکید سے قرآن میں فرمائی گئی پھر اپنے ہی یہان کی کتابون کو دیکھو کون کون لوگ بعد اس ممانعت کے بھی شراب خواری سے دست بردار نہوے حضرت عمر کا قصہ کیا آپکو یاد نہین کہ شراب پیکر مستی کی حالت مین کچھ ایسے اشعار گانے لگے جن مین جناب رسول خدا کی نبوت کیسی خدا کی ربوبیت کا بھی گویا انکار فرمایا ہی اونھیں اشعار آبدار مین سے ایک یہ شعر بھی ہے * فقل للہ یمنعنی شرابی * وقل للہ یمنعنی طعامی * یعنے کہدے خدا سے کہ میرا کھانا پانی بند کردے یہی پابندی احکام الٰہی ہی اسکو عمل صالح کہتے ہین **قولہ** اور جب کافرون نے اونکو اپنے وطن مین ایذا دی تو اونھون نے اوس وطن کو چھوڑ کر یعنے مکہ مدینہ مین چلے گئے اور مدینہ والون نے اونکو مدد دی بشمول اونکے کافرون پر جہاد کیے اور فتح پائی **اقول** تمہین بتلاؤ ان جہادون مین کون لڑا کون بھاگا اور انصاف سے کہو کہ اگلے خلفا نے بھی ان جہادون مین کسی کافر کو قتل کیا یا نہین **قولہ** اور پیغمبر پر قرآن اوترا اور دین کامل ہوا تا این دم کوئی خلیفہ مسلط فی الارض یعنے بادشاہ نہ ہوا تھا کہ تمکین اس دین کی ہو جاتی اور آسایش مسلمانون کو ہو جاتی **اقول** کیسے کھڑے کھڑے تو البتہ آپکا یہ بیان سنکر نہایت وجد مین آئے ہون گے مگر عقلا تو ایسے بیانات سے آپکو بھی اونھیں کا ہم مذاق سمجھین گے جب جناب رسول خدا ہی کے زمانہ مین دین کامل ہو چکا اور کوئی نقص اوس مین باقی نہ رہا حالانکہ کوئی بادشاہ مسلط فی الارض نہ ہوا تو پھر ایسے بادشاہ کی ضرورت ہی کیا تھی اور بتشریح بیان ہو چکا کہ جناب رسول خداص ہی کے زمانہ مین تمکین دین کی پوری طور پر ہو چکی

تھی اور تبدیل خوف بہ امن بھی بروجہ اتم حاصل ہو چکا تھا حضرت ابو بکر کی
خلافت سے تو روز بروز تخریب دین کی شرع ہونے لگی اور مومنین کے امن
و آسایش مین خلل پڑنے لگا اگر ابو بکر بادشاہ روم یا فارس ہوتے اور بعد وفات
جناب رسول خدا کے اسلام مین داخل ہوتے اور مسلمانون کی آسایش مین
کوشش کرتے تو البتہ آپ لوگ کہہ سکتے تھے کہ خدا نے اس بادشاہ سلط
فی الارض کی خبر دی تھی ابو بکر کی خلافت مین تو اور دروازہ فتنہ و فساد کے
کھل گئے وہ تسلط فی الارض جو جناب رسول خدا کے عہد مین تھا اوس مین
بھی کمی ہونے لگی اسلیئے کہ جب لوگون نے دیکھا کہ بعد رسول کے اونکا خلیفہ اور
جانشین ایک شخص جاہل ہو گیا ہی پس اونکو گمان ہوا کہ معاذ اللہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی سچے نبی نہ تھے اگر بعد وفات جناب رسول خدا کے
حضرت علی ع کی خلافت کو لوگون نے قبول کر لیا ہوتا تو ہرگز مسیلمہ کذاب کے
جھوٹی نبوت کو چند روز کے لیے بھی رونق نہو جاتی اور نہ اسکی ضرورت ہوتی کہ
اوس سے جہاد کیا جاوے بلکہ اگر دقت نظر سے دیکھو تو روم و فارس سے بھی
جہاد کی نوبت نہ آتی بلکہ وہ سبکے سب بطوع و رغبت دین اسلام قبول کر لیتے
دیکھو اپنے ہی یہان کی کتابون کو جب کچھ لوگ اہل علم سے سلطان روم کے
فرستادہ واسطے تحقیق حق کے آئے اور مدینہ مین اوسوقت پہونچے کہ جب جناب
رسول خدا انتقال فرما چکے تھے ابو بکر کی خدمت مین حاضر ہو کر کچھ سوالات
مشکلہ پیش کیئے جب جواب درست نہ ملا تو اون لوگون نے دین اسلام پر بڑا
استہزا کیا آخر جناب امیر ع نے اونکی تسکین فرما دی ایسی صورت مین کیونکر سلطان
روم ایسے خلیفہ کی اطاعت قبول کر کے اسلام مین داخل ہو سکتا تھا جن لوگون سے
ابو بکر نے جہاد کیا جنکا نام آپ لوگون نے اہل ارتداد رکھا ہی اون مین سے بعض

لوگ تو کیسے مومن تھے جنکے کمال ایمان پر جناب رسول خدا صلعم نے شہادت دی تھی
مثل مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کے چونکہ اونکا اعتقاد یہ تھا کہ خلیفہ برحق جناب
رسول خدا صلعم کے جناب امیر ع ہین اور اسی وجہہ سے اون لوگون نے اطاعت ابوبکر
سے سرتابی کی پس اسی سبب سے وہ مظلوم شہید ہو گئے اور کچھ لوگ ضعیف الایمان
تھے اگرچہ اون کا بھی اعتقاد یہی تھا کہ خلیفہ رسول صلعم جناب امیر ع ہین مگر جب
دیکھا کہ ابوبکر سا شخص کہ نہ جسکو علم سے بہرہ نہ شجاعت سے نصیبہ بسبب اجماع
کرنے چند جہال اہل مدینہ کے خلیفہ نبی بن گئے پھر ہم بھی سرتابی کرکے ایک جماعت
کے سردار کیون نہ بن جائین جلیسے تہمت خبیث اگر خلافت حقہ جناب امیر ع
کو سب مسلمانون نے مان لیا ہوتا اور صدق دل سے اونکی فرمان برداری
کرتے تو شرق سے غرب تک ایک دین ہو جاتا اور سبکے سب ہدایت پاکر کس امن
و آسایش کے ساتھہ بندگی و اطاعت خدا مین مصروف رہتے اور مستحق حیات
ابدی اور ثواب سرمدی ہوتے چنانچہ بمفاد حق بر زبان جاری خود عمر رض نے
اپنے مرض موت مین اسکا اقرار کیا ہے ان ولوھا الاجلح سلک بھو الطریق
المستقیم یعنے اگر زمام خلافت کو علی ع کے ہاتھہ مین دیدینگے تو وہ اونکو
راہ راست پرلے چلیگا **قولہ** بالبدل ایمان اور عمل صالح اور جہاد اور ہجرت
اور ایذا اوٹھانے کی کافرون سے وعدہ دیا کہ تمکو بادشاہت معہ نیابت پیغمبری
کی بھی ہوگی اور اوسکو وفا بھی فوراً کیا یعنے بعد پیغمبر صلعم کے فوراً خلافت دیدی
کہ اوسکے سبب تمام کافرتہہ تیغ ہو گئے یا اکثر کہ اکثر نجبی حکم کل کا رکھتا ہے
اور کیسے فتوحات ہوئین کہ دین تمام یا اکثر ملکون مین پہونچ گیا **اقول** اسے
ہم بھی قبول کرتے ہین کہ آپکے خلفا و منافقین صحابہ کا ایمان ظاہری اسی قابل
تھا کہ اوسکا عوض اونکو دنیا ہی مین دیدیا جاتا و من یرد حرث الدنیا نوتہ

منہا ومالہ فی الاخرۃ من خلاق جو شخص کسی عمل آخرت سے منفعت دنیا چاہتا ہی خدا اوسکو دنیا ہی کی منفعت دیدیتا ہی اور آخرت مین اوسکے لیے کوئی بہرہ اور نصیبہ ثواب سے نہین مگر یہ تو بتلایے کہ عمل صالح اور کفارون سے جہاد کس نے کیا کفارون سے اذیت کسنے اوٹھائی اور نیابت نبی سے اور سلطنت ظاہری سے کیا علاقہ خدا نے پیغمبرون کو اس لیئے نہین بھیجا کہ دنیا مین ملوکانہ رفتار کرین وہی حالت ونکی اوصیا اور خلفا کی بھی ہونی چاہیے عمدہ کام نبی اور خلیفہ نبی کا ہدایت انام تعلیم احکام اقامہ حدود ورفع شبہات اہل الحاد وجہود ہی اسیوجہہ سے ضرور ہی کہ خلیفہ نبی کل امت سے اعلم واکمل واورع واشجع واشرف وافضل ہو پھر آپکے خلفا کو جو میراث جد وجدہ سے ناملد یعنی کلالہ سے جاہل تھے جنسے پردہ نشین عورتین بھی عالم تر تہین نیابت نبی کی کس طرح ہوسکتی تھی اپنے موہہ میان مٹھو تو ہر شخص ہوسکتا ہی بیچارے ابوبکر رض کو تو بادشاہی بھی نصیب نہین ہوئی بلکہ اگر سچ پوچھو تو عمر کو بھی پورا خط بادشاہی کا نہین ملا اگر کچھ شاہانہ جلوس ہوا تو عثمان کے لیے اور پورا خط سلطنت کا تو حضرت معویہ اور حضرت یزید نے اوٹھایا اور یہ فرمانا آپکا کہ اوسکو وفا بھی فوراً کیا یعنے بعد پیغمبر کے فوراً خلافت دیدی اسکو تو جب کوئی بے فہم قبول کرسکتا تھا جب بمجرد وفات جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کل امت متفق ہوکر بطیب خاطر ابوبکر کی خلافت کو تسلیم کرلیتے اور اونکی اطاعت اور فرمان برداری مین حاضر رہتے اور سقیفہ بنی ساعدہ مین نوبت گالی گلوج دہول دہیالات جوتی کی نہ آتی آپ یا تو کتب سیر سے واقف نہین یا مقصود عوام فریبی ہی کاش اوسی لات جوتی پر اکتفا کرکے ابوبکر کی خلافت کو مان لیتے ایسا بھی تو نہین ہوا مدتون تک اہلبیت اطہار اور صحابہ اخیار نے حضرت ابوبکر سے بیعت نہین کی حضرت ابو قحافہ والد ماجد آپکے بھی زندہ تھے جب آواز

غل غباڑہ ہی کے سمع اقدس مین پہونچی فرمایا یہ غل غباڑا کیسا ہی کہا گیا آپکے فرزند ابوبکر خلیفہ نبی مقرر ہوئے ہین نہایت تعجب کے ساتھ فرمایا کس وجہہ سے وہ اہل بیت اور بنی ہاشم پر مقدم کر دیئے گئے لوگون نے کہا بوجہہ کبرسن اور پیرانہ سالی کے فرمایا اگر اسی صورت مین تو مین اون سے زیادہ مستحق ہون اور یہ فرمانا اونکا کہ تمام کفار یا اکثر تہہ تیغ ہو گئے غلط ہی پہلا حملہ اونکا اہل بیت جناب رسول خدا صلعم اور اون دینداروں پر ہوا جنہون نے اونکی خلافت کو نہین مانا مثل مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کی اور ابوبکر کی خلافت مین اس قدر کثرت سے کفار قتل نہین ہوے کہ لفظ اکثر حکم الکل کا اطلاق صحیح ہو سکے اور فتوحات کا ہونا دلیل حقیقت کی نہین پیغمبر فرما گئے ہین ان اللہ یوید ھذ الدین بالرجل الفاجر یعنے خدا اس دین کی تائید و تقویت مرد فاجر و بدکار کے واسطہ سے کرے گا **قولہ** پھر اوس دولت کو بعض لوگون نے دولت نہ سمجھا اور اوس مین تفرقہ ڈالنے کو موجود ہوے **اقول** ذرا آنکھ کھول کر دیکھیے کہ اوس دولت ایمان کو کن لوگون نے دولت جانا اور کون لوگ اوس دولت حقیقی کو چھوڑ کر زخارف دنیا کی طرف مائل ہو کر مصداق ومن کفر بعد ذالک کے ہوگئے وہی لوگ تو ہین جنکو آپ خلفا سمجھتے ہین جو پیغمبر خدا صلعم کو بے دفن و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچکر مکر و فریب سے عوام الناس کو اپنی طرف مائل کر کے خلیفہ ہو گئے اور خلیفہ بحق سے منحرف ہو گئے ؎ چون صحابہ جب دنیا داشتند ٭ مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند ٭ اور وہی لوگ تو دین مین تفرقہ و فساد عظیم ڈال گئے **قولہ** اور اور خلیفون پر بیہودہ اعتراض کرنے لگے **اقول** ہم تو اونکی بیہودگی اور بے دینی کو لوگون پر اونھین کے ہوا خواہون کے بیان سے ظاہر کرتے ہین تاکہ کوئی نادانستہ اونکی دوستی کا دم نہ بھرنے لگے اور بسبب اسکے مستحق خسران ابدی نہو ہمیشہ اہل دین کا یہی طریقہ رہا کہ لوگون کو

ہدایت کیا کرتے تھے اور اونکو بتلاتے تھے کہ دوستان خدا کون ہین اور دشمنان
خدا کون **قولہ** پس خلفائے ثلثہ اولین پر اعتراض کرتے کرتے رافضی ہوگئے **اقول**
آپکے خلفا کس شمار مین ہین کہ اون پر کوئی اعتراض کرے ہم تو محض بوجہ درد دین کے
اونکے بے دینیون کو لوگون پر ظاہر کرتے ہین جیسا کہ خدا نے فرعون و ہامان و
سامری و شیطان وغیرہ کی نافرمانی اور بے دینی کو اپنی کتاب مجید مین ذکر فرمایا ہی
اور رافضی کے معنی چھوڑ دینے والے کے ہین جیسا کہ خارجی کے معنی نکلجانیوالے کے
ہین ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام نے ہمکو خبر دی ہی کہ یہ لقب رافضہ کا اون
دین دارون کے لیئے فرعونیون نے قرار دیا تھا جنہون نے فرعون کو چھوڑ کر حضرت
موسے کی تبعیت اختیار کی تھی اور بہ سبب تبعیت حضرت موسے کے انواع و اقسام
کی اذیتین اوٹھائین ایسا ہی غاصبان حق اہل بیت اور منافقان صحابہ کے
ہوا خواہون نے اون دیندارون کا نام رافضہ رکھا ہی جنہون نے بموجب وصیت
رسول خدا اونکے اہل بیت کی کشتی نجات کو اختیار کرکے اونکے ظالمون کو چھوڑ دیا
اور ہم تو اس لقب رافضہ کو نہایت خوشی سے پسند کرتے ہین البتہ عوام شیعہ بوجہ
نادانستگی کے اس لقب کو برا سمجھتے ہین اور چونکہ آپ لوگ سفینہ نجات اہل بیت سے
نکل گئے ہین اسوجہ سے ہم آپ لوگون کو خارجی کہتے ہین یقین ہی کہ آپ لوگ بھی
مثل ہم لوگون کے اس لقب سے خوش حال ہونگے **قولہ** یعنے امام زید بن علے
بن الحسین بن علی مرتضے رضی اللہ عنہم کو میدان مین بمقام خارجیون کے چھوڑ کر
بھاگ گئے **اقول** ہم لوگ حضرت زید بن علی ع کو امام نہین جانتے اور نہ اوس
جناب نے دعوی امامت کا کیا تھا اور نہ اوس جناب کے ہمراہ شیعون نے خروج
کیا تھا اسلیئے کہ شیعہ حقیقی اوس زمانہ مین وہی لوگ تھے جو حضرت امام محمد باقر ع کو
اپنا امام جانتے تھے اور بدون اوس جناب کے کوئی کام نکرتے تھے البتہ کچھ لوگ

عوام اہل کوفہ سے ہمراہ اونکے ہو گئے تھے اور آپکے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی بھی حضرت
زید کے ہمراہ تھے پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ ابو حنیفہ ہی کے پیرو تھے پھر
اگر آپ لوگ اپنے امام اعظم کو بھی رافضی قرار دیجیے تو آپکو اختیار ہی اور شاید آپکو
معلوم نہین کہ حضرت زید کس کے حکم سے شہید ہوے ورنہ یہ نہ کہتے کہ بمقابلہ
خارجیون کے چھوڑ کر بھاگ گئے یا حضرت جسکے حکم سے حضرت زید شہید ہوے
وہ تو آپکے خلیفون مین سے تھے وہ تو حضرت ہشام بن عبد الملک تھے اون مین
اور حضرت معویہ اور حضرت عثمان مین کیا فرق ہی سبکے سب وہی شجرہ ملعونہ سے
تو تھے جسکا ذکر خدا نے قرآن مین کیا ہی جنکو جناب پیغمبر خداؐ نے خواب مین دیکھا تھا
کہ مثل بندرون کے حضرت کے ممبر پر اوچکتے ہین علاوہ اسکے اگر آپکے نزدیک حضرت
زید حق پر تھے اور اونکے ہمراہ ہو کر جہاد کرنا واجب تھا تو کیا اوس زمانہ مین
مثل آپکے کوئی سچا سنی نہ تھا جو اونکی اعانت کرتا شیعون کو تو اونکے امامون نے
جہاد سے منع کر دیا تھا وہ کیونکر جہاد کر سکتے آپکے یہان تو ہمیشہ سے دروازہ
جہاد کا کھلا رہا اور آجتک کھلا ہی پھر اوس زمانہ کے سنی کیون نہ جہاد پر آمادہ
ہوے مین تو ایسا خیال کرتا ہون کہ اوس زمانہ کے اہل سنت ہی نے حضرت زید
کو ورغلا کر جہاد پر آمادہ کر دیا ہوگا اور پھر جب اپنے مین تاب مقاومت نہ
دیکھی تو سیرت شیخین پر عمل کر کے بھاگ گئے حضرت امام اعظم کوفی کا ہمراہ ہونا
میرے اس خیال کو اور زیادہ قوت دیتا ہی **قولہ** وجہہ اوسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص
برا کہتا تھا ابو بکر صدیق رضؓ کو اوسنے اقرار کیا کہ حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا
نے ایک ہبہ نامہ ابو بکر صدیق رضؓ کے سامنے پیش کیا تھا اوسپر گواہی علی مرتضےؑ اور
ام ایمن اونکی بہن کی تھی تو ابو بکر رضؓ نے یہ ہبہ نامہ منظور نہ کیا کہ اس مین گواہی ایکمرد
اور ایک عورت کی ہی اور اللہ تعالے قرآن مین دو مرد یا ایک مرد دو عورتین فرماتا ہی

حضرت زید شہید نے اوسکو جواب دیا کیا قباحت ہوئی اگر ابوبکر رض نے یہ کہا افتر جل وامراۃ تستحقینھا کیا تم ایک مرد اور ایک عورت سے مستحق ہو جاوگے اگر یہ معاملہ میرے پاس آتا تو مین بھی یہی جواب دیتا تو شیعون نے جو حضرت زید شہید کے ساتھ تھے یہ سمجھہ لیا کہ ہمارے کسی اعتراض کو نسبت خلفاے ثلثہ کی لگتے نہین دین گے اونکو میدان مین چھوڑ کر فرار کر گئے حضرت زید نے یہ کہا ترفضنا وھوالروافض یعنے چھوڑ دیا ہمکو اور وہ لوگ رافضی ہین **اقول** آپکے ان مضامین طبع زاد بے اصل سے آپ ہی کے عوام کالانعام دام فریب مین پھنس سکتے ہین اور اونھین پر آپکی یہ اشتباہ کاری کارگر ہو سکتی ہی ورنہ کوئی عاقل قبول کر سکتا ہی کہ حضرت زید شہید اپنے جدہ ماجدہ اور جد اعلی علیہما السلام کو جنکے عصمت وطہارت پر نص قرآن دال جنکے پاک دامنی اور عفت پر کل اہل اسلام کا اتفاق ہی جنکو کبھی دنیای دینہ سے لوث نہ تھا جنھون نے ابتداے عمر سے آغوش رسول خدا مین پرورش پائی جو حلال وحرام خدا سے تمامی امت سے عالم تر تھی معاذاللہ خطا کار اور بیدین قرار دین کون زید جنہون نے وہ خطبہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نقل کیا ہی جسکو اوس معصومہ نے مجلس ابوبکر مین پڑہا جس مین اوس معصومہ نے ابوبکر کے غاصب وغادر ومنافق وبیدین ہونے کو کس وضوح کے ساتھ ثابت کر دیا کون زید جنہون نے فرمایا کہ جب ہم کو معلوم ہی کہ ہماری دادی دنیا سے ابوبکر پر غضبناک گئین پھر ہم کیونکر اون سے راضی ہو سکتے ہین یہ سب آپ لوگون کا حضرت زید شہید پر افترا ہی قصہ یہ غصہ فدک وہ واقعہ سخت ہی جسکے جواب مین آپکے بڑے بڑے علما پا بہ گل ہین یہ وہ قصہ ہی جس سے ظلم ابوبکر کا اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت ہو گیا جس سے ہر عاقل منصف کو معلوم ہو گیا کہ اونکو اور اونکے ہم خیالون اور ہوا خواہون کو ایمان سے بہرہ نتھا کتب مبسوطہ کی

طرف رجوع کرکے دیکھو واقعیت کیا ہے فدک کی اصلیت کیا ہے زمان رسول خداؐ مین
وہ کس کے تصرف مین تھا جب حضرت فاطمہ رضؓ ذوالید تھین اور فدک اونھین کے
قبضہ تصرف مین تھا تو پھر ابوبکر رضؓ کو گواہ طلب کرنیکا منصب کیا تھا محض بنظر اتمام
حجت جناب سیدہ رضؓ نے حضرت علیؑ اور حضرت ام ایمن جو دایہ رسول خدا تھین
جنکے اہل جنت ہونے پر جناب رسول خداؐ نے شہادت دی تھی اور اسماء بنت
عمیس کو حسب خواہش بجاے ابوبکر شہادت مین پیش فرمایا تھا ورنہ اوس معصومہ
کو کوئی ضرورت گواہ پیش کرنے کی نہ تھی پھر تمہین انصاف کرو جناب رسول خداؐ
نے جو فدک جناب سیدہ کو دیا تھا اور تا حیات جناب رسول خداؐ وہ اوسی
معصومہ کے قبضہ مین رہا تو کس عنوان سے دیا تھا آیا بامر خدا چونکہ اونھین کا حق
تھا یا خود حضرت کی ملکیت مین تھا اور اوسکی منفعت کو جناب سیدہ پر مباح
فرما دیا تھا یا وہ کل مسلمانون کا حق تھا اور حضرت نے اونکے حقوق کو غصب کرکے
اپنی بیٹی کو دیدیا تھا یا کل مسلمانون سے اجازت لیکر جناب سیدہ کو دیا تھا اگر
اس راہ سے دیا تھا کہ وہ اونھین کا حق تھا اور خدا کے حکم سے وہ اونکو دیا تھا
جیسا کہ روایات فریقین سے ثابت ہوتا ہے تو ابوبکر نے کس منصب سے حضرت
سیدہ کے قبضہ سے اوسکو نکال لیا اور جب اوس معصومہ نے مطالبہ کیا تو اون سے
گواہ طلب کیے یہ اونکا ظلم بالاے ظلم تھا یا نہ اور اگر جناب رسول خداؐ کی ملکیت
مین باقی تھا پھر کیا عموم آیات میراث مین جناب سیدہ داخل نہ تھین نصوص قرانیہ کے
مقابل مین کون دیندار اوس روایت کو جسکو خود ابوبکر رضؓ نے گڑھ لیا تھا اور
بجز اونکے کوئی دوسرا اوسکا روایت کرنے والا نہ تھا قبول کر سکتا ہے چنانچہ خود
جناب سیدہ نے یہی الزام اون پر لگایا تھا اور فرمایا یا ابن ابی قحافہ اترث
اباک و لا ارث ابی لقد جئت شیئا فرما اے پسر ابو قحافہ تو تو اپنے باپکا

وارث آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم مین قرار دیا جاوے اور مین اپنے باپ کے
وارث قرار نہ دیجاؤن یہ روایت جو تم رسول خدا سے نقل کرتا ہی محض افترا ہے
رسول خداؐ پر اور کیونکر افترا نہو حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور جناب رسولخداؐ
جناب سیدہ کو بتلا دیتے اسلیئے کہ زیادہ احتیاج اس حکم کے جاننے کی تو اونھین کو
تھی اور علاوہ اسکے تمام صحابہ بھی ضرور اس حکم سے واقف ہوتے اور یہ تو کوئی
مسلمان گمان نھین کرسکتا کہ وہ فدک حق تمام مسلمانون کا تھا اور معاذاللہ جناب
رسول خداؐ نے کل مسلمانون کے حقوق کو غصب کرکے جناب سیدہؑ کو دیدیا
رہا یہ احتمال اگرچہ وہ حق تمام مسلمانون کا تھا مگر جناب رسول خداؐ نے برضامندی
کل مسلمانون کے اوسکو جناب سیدہ کو دیدیا تو اول تو یہ چند وجوہ سے باطل ہی
اول یہ کہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی اسلیئے کہ فدک بے لڑے بھڑے ہاتھ آیا تھا اور
جو بے لڑے بھڑے ہاتھ آے وہ بموجب نص قرآنی کے حق رسول اور اون کے
ذوی القربے کا ہی ثانیاً اگر وہ حق کل مسلمانون کا ہوتا تو جناب رسول خداؐ کو
ضرورت ہی کیا تھی کہ اوسے جناب سیدہؑ کو دیدیتے جناب سیدہؑ کا خرچ ہی
کیا تھا جسکے واسطے مدد معاش معین کرنے کی ضرورت ہوتی جناب سیدہ تو جس
حالت عسرت سے بسر کرتی تھین مشہور ہی اور روایات فریقین مین مذکور پس
ایسی حالت مین مسلمانون کا حق لیکر اونکی رضامندی سے بھی جناب سیدہ کو
دینے کی ضرورت ہی کیا تھی اور اگر ایسے ہی پرورش منظور تھی تو کچھ نقدی مسلمانون
سے دلوا دیا کرتے ایک گانون دیدینے کی کیا ضرورت تھی ثالثاً اگر وہ کل مسلمانو
کا حق ہوتا اور اونکی اجازت سے جناب رسول خداؐ نے جناب سیدہ کو دیا ہوتا
تو اس بات کو کل مسلمان جانتے ہوتے پھر ایسے امر واضح البطلان کا جناب سیدہ
دعوے کیونکر کرسکتی تھین اور اگر کرتین بھی تو ابوبکرؓ کو جواب مین یہی کافی تھا

کہ یہ تو کل مسلمانون کا حق ہی رسول خدا ص ہر سال مسلمانون سے تمہارے
واسطے اجازت لے لیا کرتے تھے اسلیئے کل مسلمان واقف ہین آپ دریافت کر لیجیئے
پھر کیا جناب سیدہ جن کا غضب غضب خدا ور سول ہو جنکی رضامندی رضامندی
خدا و رسول ہو معاذ اللہ ایسے بیدین تہین کہ باوجود اسکے بھی اصرار کیئے جاتین اور
بوجہہ نہ پانے اوس چیز کے جس مین اونکا کچھ حق نہ تھا ابوبکر پر اسقدر غیظ فرماتین
کہ اپنے شوہر سے وصیت کر جاتین کہ میرے جنازہ پر بھی ابوبکر رضہ نہ آنے پائے اور
اگر ہم تسلیم بھی کر لین کہ وہ حق تمام مسلمانون کا تھا اور اونکی اجازت سے جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ کو دیا تھا تو کیا بلا لحاظ مراعات
حقوق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضہ کو یہ نہ چاہتا تھا کہ کل
مسلمانون کو جمع کر کے اون سے بعد موعظ و نصیحت کے خواہش کرتے کہ یہ تمہارے
اوس پیغمبر ص کی بیٹی ہی کہ جس نے تمہاری ہدایت مین انواع واقسام کی زحمتین اوٹھائین
جس نے تمہاری ذلت کو مبدل بہ عزت کر دیا کون بیٹی جس سے جناب رسول خدا ص
کو کمال درجہ کی محبت تھی جب وہ رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے
تھے تو رسول خدا اوسکی تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوتے تھے جب سفر سے آتے
تھے تو پہلے اوسکے گھر جا کر اوسکے دیدار سے مسرور ہوا کرتے تھے جب سفر کو
جاتے تھے تو اوس سے رخصت ہو کر روانہ ہوتے تھے وہ بیٹی جسکے بارہ مین اکثر
فرمایا کرتے تھے فاطمہ میری پارہ جگر ہی جسنے اوسے اذیت دی اوسنے مجھی اذیت دی
جسنے مجھے اذیت دی اوسنے خدا کو اذیت دی جسنے خدا کو اذیت دی وہ کافر ہوا اور فرماتے تھے جس سے
فاطمہ خوش حال ہی اوس سے مین خوش حال ہون جس سے فاطمہ ناراض ہے
اوس سے مین ناراض ہون ای سچے مسلمانو اوسے فاطمہ کی خوش حالی اس مین ہی
کہ تاحیات اوسکی تمہاری اجازت سے فدک اوسکے ہاتھ مین رہے چونکہ ابھی اوسکے

پدر بزرگوار نے تازہ دنیا سے رحلت فرمائی ہی اور وہ اونکے فراق مین شب وروز گریہ وزاری نالہ وبیقراری کیا کرتی ہی پس مقتضا محبت رسول خدا اور اون حقوق کا جو اوس جناب کے تم لوگون پر ہین یہ ہی کہ تم سب بطیب خاطر اونکو اجازت دیدو کہ جب تک وہ زندہ ہی فدک اونہی کے قبضہ مین رہے اوس کی زندگی ہی کتنی دنون کی ہی خود پیغمبر فرما گئے ہین کہ وہ بہت جلد مجھ سے ملحق ہو جائیگی کیون حضرات اگر حضرت ابوبکر رض نے اسطور پر مسلمانون کو سمجھایا ہوتا تو کیا وہ لوگ اجازت ندیتے علاوہ اسکے بنا بر اس فرض کے جب کل مسلمان حیات رسول خدا مین اجازت دیچکے تھے کہ فدک اگرچہ ہمارا مال ہی مگر فاطمہ کے ہاتھ مین رہی اور وہ اوس سے منتفع ہوا کرے تو پھر جب تک وہ لوگ اپنی ناراضی ظاہر کر کے حضرت ابوبکر کے اجلاس مین نالش نکرتے تو ابوبکر رض کو اس وکالت فضولی کی کیا ضرورت تھی جب آپ لوگون نے حیا کے پردہ ہی کو اوتار کر منزلون دور پھینک دیا ہی جو چاہیے کہیئے کیون حضرت آپ حضرت علی ع کو کیسا جانتے ہین جناب سیدہ کے باب مین آپکا کیا اعتقاد ہے بر فرض اسکے کہ یہ قصہ جو آپنے نقل کیا ہی صحیح بھی ہو تو آپکا کیا اعتقاد ہی آیا فی الواقع جناب رسول خدا صلے فدک جناب سیدہ کو ہبہ کر دیا تھا اور کل شرائط ہبہ کے عمل مین آگئے تھے منتہی یہ کہ ہبہ نامہ کے گواہ حاشیہ بقدر کفایت نہ تھے یا آپکا یہ اعتقاد ہی کہ فی الواقع جناب رسول خدا صلعم نے ہبہ ہی نکیا تھا اور معاذ اللہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی ع نے ایک جھوٹا اور جعلی ہبہ نامہ درست کر لیا تھا اور چاہا کہ اوسکے ذریعہ سے حضرت ابوبکر کو دھوکھا دیکر ایک گانون پر قبضہ کر لین بر تقدیر اول تمامیت ہبہ مین موہوب لہ کو قبضہ دلا دینا بھی شرط ہی پھر کیا فدک ایک سوئی تھی کہ جس ہر قبضہ دلانا ایک ایسا امر خفی تھا کہ جس پر حضرت ابوبکر سے یار غار بھی مطلع نہوسکے

کوئی عاقل اسکو قبول کرسکتا ہی اور اگر یہ کہی کہ جناب رسول خدا نے ہبہ تو کیا تھا
مگر بوجہہ جہالت کے یا کسی اور وجہہ سے قبضہ نہین دلایا تھا پھر گواہ طلب کرنے کی
کیا ضرورت تھی صاف صاف یہ کہدیتے کہ چونکہ قبضہ نہین ہوا لہذا ہبہ باطل اور دعوے
مدعیہ کا ڈسمس اور بر تقدیر ثانی معاذ اللہ اون دونون بزرگوارون سے بڑھکر
کوئی بیدین نہ تھا کوئی دفعہ قانونی قایم کرکے اونکو سزایاب کردینا ضرور تھا اس
قضیہ مین ہر صورت سے ابوبکر ہی کی خطا اور بیدینی اور جہالت ثابت ہوتی ہی
علاوہ اسکے اگرچہ نصاب شہادت کی پوری نہ تھی تاہم اس صورت مین ابوبکر کو
چاہیئے تھا کہ جناب سیدہ سے ایک قسم لے لیتے کیونکہ شریعت مین جب دوسرا گواہ
نہو تو ایک قسم مدعی کی قایم مقام دوسرے گواہ کی قرار دی گئی ہی حالانکہ اسما
بنت عمیس نے بھی ہمراہ ام ایمن کے گواہی دی تھی مگر حضرت ابوبکر رض نے فرمایا
کہ چونکہ فاطمہ ع کا نفع عین علی ع کا نفع ہی پس اسوجہہ سے اونکی گواہی مقبول نہین
اور تنہا دو عورتون کی گواہی مسموع نہین حقیقت حال یہ ہی کہ چونکہ آپ لوگ
خلفا کی بیدینیون کی اصلاح کرکے چاہتے ہین کہ شیعون کے طعن سے اونکو محفوظ
رکھیئے اور ہر شخص موافق اپنے فہم کے اصلاح کرتا ہی اسوجہہ سے آپ لوگون کے
بیانات اس مقام پر منہافت اور متناقض ہین آپنے بھی بقدر اپنے استعداد اور
موافق اپنے فہم قومی کے چاہا کہ ایک طرز جدید سے اصلاح اونکی بے دینیونکی
فرمادین اور اس سے بہتر کوئی تدبیر معلوم نہوئی کہ زید شہید سے ایک جھوٹی
حکایت نقل کرکے عوام کی ذہن نشین کردینا چاہیئے کہ جناب سیدہ ع معاذ اللہ
بوجہہ اپنی بے دینی کے جھوٹی ہبہ نامہ کے ذریعہ سے دعوی کرتی تھین اور حضرت
علی ع بھی معاذ اللہ جھوٹی گواہی دینے پر آمادہ ہوگئے اور جو کچھ ابوبکر رض نے کیا وہ
موافق قانون شریعت کے کیا خدا آپکو صلہ مین اس جانفشانی کے جو حضرت

ابوبکر کے بارے مین فرمائی ہی اونھین کے ہمراہ اور اونھین کے درجہ مین محشور فرمائی اور ہر گز ہر گز جناب سیدہ ع اور جناب امیر ع کی صورت بھی دیکھنی نصیب نہ ہو آمین ثم آمین **قولہ** اور طبرانی اور ذہبی مین ہی کہ ابراہیم ابن حسن ع ابن حسن ابن علی مرتضے رضی اللہ عنہم نے اپنے باپ سے اونھون نے اپنی دادی سے روایت کی ہی کہ فرمایا علی ابن ابی طالب نے کہ ظاہر ہوگی اخیر زمانے مین ایک قوم کہ نام رکھے جائین گے رافضی اور چھوڑ دیگی اسلام کو **اقول** اول تو ہم اس روایت طبرانی اور ذہبی کو تسلیم ہی نہین کرتے یہ سب آپ ہی لوگون کی ملمع کاری ہی جیسا کہ آپ لوگون کے اسلاف نے کچھ روایتین شیوخ ثلثہ اور منافقین صحابہ کے فضائل مین گڑھ رکھے ہین ویسا ہی کچھ روایتین شیعیان علی ابن ابی طالب ع کے مذمت مین بھی تراش لیے ہین شیعیان علی اور آئمہ معصومین کے فضائل تو کتب فریقین مین اس کثرت سے منقول ہین کہ اگر وہ سب جمع کیے جاوین تو ایک مجلد ضخیم ہوجاے علاوہ اسکے آپکے محققین علمانے بھی اس قسم کی روایتون کو موضوع اور جعلی قرار دیا ہی اور بر تقدیر صحت روایت مراد حضرت کی یہ ہوسکتی ہی کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی کہ وہ بنظر تدلیس و اشتباہ کاری اپنا نام رافضہ رکھے گی تاکہ شیعونکو دہوکھا دیکر اونکے اعتقادات حقہ مین خلل ڈالے اور حالانکہ وہ ہر گز رافضہ نہین بلکہ وہ ایسے افعال کرینگے جس سے اسلام سے خارج ہو جاوینگے اور نیز احتمال ہی کہ لفظ رافضہ حدیث طبرانی و ذہبی مین بصحف رافضہ کا ہو یعنے ایک قوم ایسی آویگی جو ناچنے کو عبادت قرار دیگی اور حالانکہ وہ اسلام سے خارج ہی جیسا صوفیہ اہل سنت مین **قولہ** اور دار قطنی مین علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ جلد ایک زمانہ آویگا بعد میرے کہ ایک قوم آوے گی لقب کیا جاوے گا اون کا رافضی پھر اگر تو پاوے اونکو قتل کر اونکو کہ وہ مشرکین ہین کہا مین نے یا رسول اللہ

کیا علامت اون مین ہوگی فرمایا زیادتی کرینگے تجھ مین وہ چیز کہ تجھ مین نہ ہوگی اور ایک روایت مین یہ اور آیا ہی کہ وہ ظاہر کرینگے محبت ہماری اہل بیت کی اور نہین ہونگے ایسی اور سیرت اونکی یہ ہی کہ بُرا کہین گے ابوبکر و عمر رض کو اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ سے ایسی ہی ثابت ہی **اقول** اس روایت کا بھی جواب وہ ہی ہی جو روایت طبرانی اور ذہبی مین مذکور ہوا اور ہم لوگ ہرگز حضرت امیر ع کے حق مین کوئی ایسی چیز زیادہ نہین کرتے جو حضرت مین نہو اور جو لوگ حضرت مین صفات الوہیت از قبیل رازقیت و خالقیت زیادہ کرتے ہین اونکو ہم لوگ بھی نجس اور خارج از اسلام جانتے ہین اور اس حدیث سے لقب رافضہ کی مذمت ہرگز ثابت نہین ہوتی یہ محض آپکی خوش فہمی ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ وہ لوگ اس لقب مبارک کو عوام فریبی اپنا لقب قرار دینگے اور حالانکہ جناب رسول خدا ص نے علامت اون لوگون کی جو دین سے نکل جائینگے یہ قرار دی ہو کہ وہ ابوبکر و عمر کو بُرا کہین گے یہ آپ لوگون کا افترا ہی اور معلوم نہین کہ آپ لوگون نے حضرت عثمان کو حضرت ابوبکر و عمر رض کے ساتھ کیون ذکر فرمایا شاید وجہ اسکی یہ ہو کہ عثمان کو تو اکثر صحابہ اخیار بھی مثل ابوذر و عمار وغیرہ کے بُرا کہتے تھے بلکہ نسبت کفر کی بھی دیتے تھے پھر اگر آپ عثمان کو اس حدیث مین داخل کرتے تو کذب اس حدیث کا ہر شخص پر بسہولت ظاہر ہو جاتا اور اگر انصاف سے دیکھیے تو حضرت ابوبکر اور عمر رض کو بھی اون لوگون نے بُرا کہا ہی جسکی خوبی پر آپ لوگ بھی متفق ہین کیا جناب سیدہ ع بلکہ خود جناب امیر ع کا بُرا کہنا ان دونون بزرگوارون کو آپ ہی کے کتب سے ثابت نہین ہو سکتا کیا وہ خطبہ جناب سیدہ ع کا جسکو مجلس ابوبکر مین اوس معصومہ نے پڑھا یا خطبہ شقشقیہ جناب امیر ع کا حضرت ابوبکر و عمر رض کی بُرائی سے خالی ہی **قولہ** پس ثابت ہوا کہ مصداق من کفر بعد ذلک کے یہ لوگ ہین **اقول** ہم ہمیشہ

ثابت کرچکے کہ مصداق حقیقی اسکے آپکے خلفا اور آپ لوگ ہین ہمنے تو اپنے اس دعویکو
اون ادلہ قاہرہ سے ثابت کردیا ہی کہ جنکا کوئی انکار نہین کرسکتا اور آپ تو اپنے
اس دعوے مین مصداق مثل مشہور اپنے موںھہ میان مٹھو کے ہین **قولہ** اور
بعضے لوگون نے جناب میر ع سے پوچھا کہ ہم ابوبکر صدیق رض کے ساتھ ہوکے
کافرون سے لڑے اور غنیمتین پائین اور بندی پکڑ کار بند ہوے ایسے ہی عمر
خطاب رض کے ساتھ ہوکر کافرون سے لڑے اور غنیمت و بندے ہمارے ہاتھ آئین
اور اسی طرح عثمان غنی کے ساتھ ہمکو اتفاق ہوا اور جس دن سے ہم تمہارے
ساتھ ہوے اور امیر معاویہ سے لڑای کا اتفاق ہوا تمنے ہمکو غنیمت اور بندی سے
بالکل محروم کردیا وجہہ کیا ہی جناب میر ع نے فرمایا کہ آپکو اتفاق لڑائی کا کافرونسے
ہوا ہی اور مجھکو اتفاق لڑائی کا باغیون سے اور یہ گروہ ہمارے بھائی ہین باغی
ہوگئے ہین ہم سے نہ کافر ہین نہ فاسق بسبب حرمت اسلام اور ایمان کے انکے
غنیمت و بندے جائز نہین ہوسکتے اعتراض کیا کہ اونکو قتل کیون کرتے ہو حالانکہ
اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہی من قتل مومنا متعمدا فجزآئہ
جھنم یعنے جو کوئی مارے گا مومن کو قصد کرکے تو جزا اوسکی جہنم ہی فرمایا اس سے
مراد تحثیت ایمان مارنا ہی یعنے بسبب ایمانکے قتل کرتے ہون تو جزا انکی دوزخ
ہی ہم اونکو بسبب ایمان کے تو نہین قتل کرتے بسبب بغاوت کے قتل کرتے ہین
اور یہ قتل کرنا بسبب بغاوت یا قصاص یا قزاقی یا تعزیر وغیرہ مین مسلمان
مومنون کو ہمین جائز ہی اور لڑنا درست **اقول** مصنف نے اس مقام پر عوام
فریبی اور افترا پردازی مین پورا پورا حوصلہ اپنے دل کا نکال لیا ہی اور ہمیشہ سے
یہی طریقہ ان لوگون کا رہا کہ واسطے عوام فریبی کے جھونٹی جھونٹی باتین گڑہ گڑہ کر
شائع کیا کرتے ہین یہ مضمون بھی اوسی قبیل سے ہی یا تو خود مولف ہی کا طبع زاد ہی

یا اگر کسی دوسرے کا ہی تو بھی مولف کے تصرفات بیجا سے خالی نہین دیکھو ایک
دلیل اس قصہ کی جعلی ہونیکی یہ ہی کہ حضرت معاویہ پر جناب امیر ع نے فتح و غلبہ
کب پایا تھا کہ کوئی یہ ایراد حضرت پر کر سکتا کہ آپنے ہمکو غنیمت اور سبی سے محروم
رکھا علاوہ اسکے جو لوگ حضرت علی ع کے ہمراہ ہو کر حضرت معاویہ سے لڑتے تھے
اونھین نے تو حضرت عثمان کو قتل کیا تھا اور اونکو کافر و بیدین جانتے تھے پھر وہ
عثمان کا نام کیون لیتے البتہ اکثر لوگ عوام خصلت حضرت ابو بکر و عمر کے فدوی
تھے اور وہی لوگ پوری طور پر حضرت علی ع کی اطاعت نکرتے تھے اور اکثر
فتنہ و فساد جو حضرت علی ع کے لشکر مین برپا ہوتا تھا اونھین لوگونکی شیطنت سے
حضرت ابو بکر نے جو پہلا جہاد فرمایا وہ تو اونھین لوگون سے تھا جو مسلمان تھے
اور کیسے سچے مسلمان اور وجہہ جہاد فرمانے کی یہ ظاہر کی کہ وہ لوگ زکوۃ نہین
دیتے اس جرم پر اون بیچارون کے مردونکو قتل کیا اور عورتونکو سبی قرار دیکر
مجاہدون پر تقسیم کر دیا حالانکہ خود حضرت عمر ہی اس جہاد مین حضرت ابو بکر رض کو
مصیب نہ جانتے تھے اور جب خود خلیفہ ہوے تو بقدر امکان اون عورتونکو
جو ناحق سبی بنائی گئی تھین لوگون سے چھین چھین کر رہا کر دیا اور رحاشا کہ
جناب امیر ع نے اون لوگون سے جنہون نے حضرت سے بغاوت کر کے ناحق
لڑے صفت فسق کو نفی فرمایا ہو یا صفت ایمان کو اونکے لیے ثابت کیا ہو یہ بھی کا
افترا ہی جناب امیر ع پر اپنے ہی یہان کی روایات موضوعہ و مجعولہ مین کہین
دکھلا دیجئے کہ حضرت نے اون سے فسق کو نفی فرما کر صفت ایمانکو اون کے لیے
ثابت کیا ہو تعجب ہی کہ ایسا افترا صریح کرتے ہوے آپکو کچھ شرم نہین معلوم ہوتی
خوف خدا کے ساتھ لوگون سے حیا بھی جاتی رہی وہ لوگ تو بجز اسلام ظاہری
کے اسلام حقیقی سے بھی بہرہ نہ رکھتے تھے دیکھو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا وہ شعر

جسکو جنگ صفین مین ضمن مین چند اشعار کے پڑہا نحن ضربنا هم علی تنزیله والیوم نضربهم علی تاویله یعنے ہم وہ لوگ ہین جنھون نے انھین لوگون پر ہمراہ رسول خدا کے ہوکر بنابر تنزیل قرآن کی تلوارین ماری تھین یعنے اوس حالت مین کہ جب یہ لوگ موافق تنزیل قرآن کے کافر اور واجب القتل تھے اور آج ہم بہ ہمراہی وصی رسول خدا انھین لوگون پر اپنی تلوارین مارینگے تاویل قرآن پر یعنے اوس حالت مین کہ جب وہ حسب تاویل قرآن کافر اور واجب القتل ہین اس سے آپ لوگون کی بددینی ظاہر ہی کہ اون دینداروں کو جنھون نے حضرت ابوبکر کو زکوۃ ندی کافر اور مرتد بناتے ہین اور اون بددینون کو جنھون نے نفس رسول سے بغاوت کرکے قتل کیا مومن اور واجب التعظیم ٹھہراتے ہین جناب امیر باب مدینہ علم نبی اور مخزن احکام الہی تھے جیساکہ اپنے بحکم خدا و رسول تاویل قرآن پر حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر و حضرت معاویہ اور حضرات خوارج سے جہاد فرمایا ویساہی جو حکم خدا کا باغیون کے باب مین تھا اوسکو بھی بجالائے اگرچہ آپنے بہت بڑی جانفشانی کرکے چاہا کہ اون بددینونکی بددینیونکی اصلاح فرمائی مگر کب ہوسکتا ہی ولن یصلح العطار ما افسدہ الدهر کیون حضرت موافق آپکے خیال کے جناب امیر نے تو اون لوگون کے قتال کرنے کا یہ عذر فرمایا کہ ہم حیثیت ایمان سے قتل نہین کرتے یعنے اس راہ سے ہم اونکو قتل نہین کرتے کہ وہ مومن ہین بلکہ اس نظر سے قتل کرتے ہین کہ اونھون نے خلیفہ برحق پر بغاوت کی اب آپ تو حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر اور حضرت معاویہ کی طرف سے کوئی عذر معقول قتال جناب امیر مین اور اون مومنین کے قتل کرنے مین جو جمل و صفین مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب جناب ولایت مآب درجہ شہادت پر فائز ہوئے بیان فرمائے تاکہ اونکو استحقاق خلود بجہنم سے

بچارے کیا آپ کوئی عذر بیان کر سکتے ہین ہرگز نہین بجز اسکے کہ بوجہ بے فہمی یا بیحیائی
اور بے دینی کے یہ کہیے کہ اجتہاد کیا اور اجتہاد مین خطا کی اور توبہ کر لیا کوئی
عاقل دیندار آپکے اس عذر کو قبول کر سکتا ہے اوس اجتہاد سے تو اجتہاد شیطان کا
حضرت آدم کو سجدہ نکرنے مین کہین بہتر تھا جس اجتہاد کا نہ کوئی مدرک ہو نکوئی
ماخذ بلکہ اوسکے خلاف پر ادلہ قاطعہ اور براہین ساطعہ موجود ہون بلکہ ضرورت
دین قایم ہو اوسکو کوئی دیندار مقام عذر مین قبول کر سکتا ہے پھر اوس
اجتہاد مین خطا بھی کیسی کہ کبھی زائل ہی نہ ہوئی ایسے ہی خطا کے بارے مین کیا خوب
کہا گیا ہے یک خطا دو خطا آخر باد ربخطا اور ایسا ہی توبہ کرنے کا بھی حال ہی
توبہ کے معنی کیا ہین یہی ندامت کا حاصل ہونا ساتھ پختہ عزم کے اسپر آمادہ ہونا کہ
پھر کبھی وہ معصیت نکرینگے اور تدارک کرنا مافات کا اوس طریق سے جسکو
شارع نے مقرر فرمایا ہی پھر کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ تمام عمر مین اون بیدینیونکو
کبھی جھوٹی ندامت بھی ہوئی ہی ہرگز نہین اپنے ہی یہانکی روایتون سے
اوس طور پر جو حق ثابت کرینگا ہی ثابت نہین کر سکتے کیا حضرت عائشہ کی
عداوت حضرت علی ع اور اونکی اولاد سے جب تک زندہ رہین کبھی کم ہوئے
کیا حضرت معویہ کی عداوت جناب امیر ع سے بعد انتقال اوس جناب کے بھی
کبھی کم ہوئے کیا طلحہ و زبیر کو اگر حقیقت مین نادم ہوکر توبہ کرتے ممکن نہ تھا
کہ لشکر جناب امیر مین جو سو پچاس قدم پر تھا چلے آکر حضرت کی نصرت کرتے
اسی کو توبہ کہتے ہین توبہ استغفر اللہ آپ لوگون کی بے فہمی یا بیدینی و بیحیائی
بھی قابل تماشا ہی **قولہ** خارجیون کی یہ بات سمجھہ مین نہ آئی اور رافضیونکیطرح
دین سے پلٹ گئے اور خلیفہ رابع سے پھر گئے یہ لوگ سب من کفر
بعد ذلک فاولئک ھو الفاسقون مین داخل ہین **اقول** یہی ابتلائے

ان خوارج مین جو بسبب واقعہ تحکیم کے جناب امیرؑ سے منحرف ہوگئے اور حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر ومعاویہ مین کیا فرق ہی انکو بھی کیون مجتہد خاطی قرار نہین دیتے اونکا اجتہاد تو حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر ومعاویہ کے اجتہاد سی کہین بہتر ہی اگر حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر خلیفہ رابع کی مخالفت کا دروازہ نکھولتے تو نہ حضرت معاویہ کو جرات مخالفت خلیفہ رابع کی ہوتی نہ خوارج کو اگرچہ سب کے سب مصداق ومن کفر بعد ذلک کے ہین لاکن فرد کامل وہی لوگ ہین جو سبب ہوے شیعہ ہرگز اوسکے مصداق نہین ہوسکتے آپکے کہنے سے کیا ہوسکتا ہی ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد **قولہ** اور شیعہ جناب امیرؑ کو خلافت خلفائے ثلثہ سے پھرا ہوا بتلاتے ہین وعید من کفر کا جناب امیرؑ پر لازم کرتے ہین کہ جناب امیرؑ ہمیشہ انسے بغض رکھتے تھے اور تقیہ مین زندگانی گذرانتے تھے اول کفران نعمت خلافت کے کرنے والون مین اور خلفاء ثلثہ کے نہ ماننے والون مین اور اس دولت عظما سے محروم ہونے والون مین اور ناشکری کرنے والون مین جس ناشکری پر تفریع اللہ تعالی نے فاولئک ھو الفاسقون کہہ رکھی تھی پیرایہ مین دوستی کی لاکھہ دشمنون سے زیادہ کام کرتے ہین ایسا زیادہ دشمن کوئی جناب امیرؑ کا نہین ہی کہ اونکے دینکے بھی دشمن ہین اور دنیا کے بھی کہ عاجز ومغلوب ہمیشہ اونکو دنیا مین بناتے ہین اور اون دینداروں مین جو لوگ تابع قرآن وحدیث وصحابہ رسول اللہ اور دین اسلام کے جاری کرنیوالے اور کفر کو جہان سے دور کرنے والے اور اصل اہل اسلام عبارت اون سی ہی ہی اور فتوحات اسلامیہ عبارت فتوحات صحابہ سے ہے جو اونکو کافرون بیہ ہوئین ایسے لوگون سے جناب امیرؑ کو پھرا ہوا اور چھپانے والا مذہب خاصہ اپنے کو بتلاتے ہین **اقول** آپکے اس عبارت سراسر سفاہت وضلالت کا اثر تو

لنجڑون کبڑیون دھینے جلاہون پر بہت اچھا ہوا ہوگا مگر عقلاء دیندار تو آپکو
اس بیان ہذیان نشان سے کیا کہون کیا کہین گے آپکے خلفاء البتہ جناب امیرع
کی مخالفت کرکے وعیدھن کفر مین داخل ہوئے اور بسبب بغض وعداوت
اوس جناب کے مستحق اوس عذابکے ہوئے جسکو خدانے منافقین کیلئے مقرر فرمایا ہی
اور اونھین نے بعد پہچاننے کے کفران نعمت خداکا کیا اور بسبب اوسکے ثواب
آخرت کے دولت سے محروم رہے اور وہی تو ناشکری کرکے حق سے منحرف
ہوکر مصداق فاولئك ھم الفاسقون کے ہوگئے اور درحقیقت آپھی
لوگ تو خلفاءکے دوست نادان ہین کہ اونکی دوستی کے پیرایہ مین اونکے ساتھہ دشمنانہ برتاؤ
کرتے ہین کہ اونکا مقابلہ نفس رسول زوج بتول سیف اللہ المسلول کے ساتھ کرکے
شیعون کو غیظ مین لاکر کیا کہون کیا کچھہ کھلواتے ہین ہمیشہ دوستان خدامقربان
بارگاہ کبریا انواع واقسام کے مصائب وبلامین مبتلا رہکر مغلوب ومقہور رہے ہے
اور دشمنان خدا اون پر غالب ھے پھر کیا اس سے منقصت اور مذلت
دوستان خداکی ہوسکتی ہی ہم تو موافق نصوص قرآنی اور روایات نبوی جو
متفق علیہ فریقین ہین صحابہ کے دو حصہ کرتے ہین ایک مومنین مخلصین جو
بعد رسول خداص کے بھی اونکے اہل بیت کے ہمراہ رہے اور دوسرے منافقین
اور ہرایک کی تشخیص منصفانہ اونکی اون افعال واقوال وحرکات وسکنات
سے کرتے ہین جنکو فریقین نے نقل کیا ہی آپ لوگ البتہ آیات قرآنی اور روایات
حضرت محبوب سبحانی کے تکذیب کرکے کل صحابہ کو اچھا سمجھتے ہین بلکہ اگر انصاف سے
دیکھا جاوے تو اون صحابہ کا بھولے سے بھی کبھی ذکر نہین کرتے جنکی خوبی پر
تمام اہل اسلام متفق ہین ہم لوگ اون صحابہ کو جو تابع قرآن وحدیث حضرت
رسول ص تھے جو لوگ حسب وصیت جناب رسول خدا اونکے اہل بیت کی کشتی

نجات پر سوار ہوے دل وجان سے دوست رکھتے ہین اور اونکو اچھا سمجھتے ہین اور
اونکی محبت کو عین ایمان جانتے ہین اور اونکے دشمنونسے عداوت رکھتے ہین اور جن لوگون نے
اونکو ستایا اونکو اذیتین دین اونپر لعنت کرتے ہین البتہ آپ لوگ جن صحابہ کے دوستی کا دم
بھرتے ہین اون سے ہم بیزار ہین اور ہرگز وہ دین اسلام کے جاری کرنیوالے نتھے اور نہ اصل
اسلام اون سے عبارت ہو وہ ہی تو اسلام کی ترقی کے روکنے والے تھے اگر اونھون نے حسب
وصیت جناب رسولخدا صلعم اونکے خلیفہ برحق کی اطاعت کی ہوتی تو آج بجز دین اسلام کے
کسی اور دینکا نام بھی دنیا مین نہوتا اور فتوحات جو صحابہ کے زمانہ مین ہوئین ہرگز اونکی
حقیت پر دلالت نہین کرتین خلفای بنی امیہ و بنی عباس جو فسق و فجور مین یکتای روزگار
تھے اونکے زمانہ مین بھی فتوحات بکثرت ہوئین پھر کیا اس سے اونکی حقیت ثابت ہوسکتی ہی
ترقی اسلام عبارت پابندی احکام سی ہی دیکھو خلفای ثلثہ خصوصا حضرت عثمان اور حضرت
معاویہ کے زمانہ مین پابندی احکام شرعیہ کی کیا حالت تھی اور پیشتر بیان ہوا کہ تقیہ کے
وہ معنی نہین جسکو آپنے عوام کے ذہن نشین کردیا ہی جسکے سبب سے آپ لوگون کو عوام دنیا
کا اچھا موقع ملتا ہی حضرت امیرع نے کبھی اپنا مذہب خلفا سی نہین چھپایا اور نہ کبھی اونکے
خوف سے حکم الٰہی مین تغیر و تبدل فرمائی البتہ اس خوف سے کہ اصل اسلام کا نام باقی رہے
صبر و سکوت فرمایا اور ہم لوگ جو یہ حالت جناب امیرع کی بیان کرتے ہین تو صرف اپنے ہی یہانکی
روایات سے نہین بلکہ آپکے یہانکی روایات سے بھی حضرت امیرع کی مغلوبیت اور مظلومیت
کو ثابت کرتے ہین اور اس سے نہ حضرت کے دین کا ضرر ہوا نہ دنیا کا یہ محض آپکی خوش فہمی ہے
جو ایسا تصور کرتے ہین **قولہ** اور وہ مذہب خاصہ کسی قرآن و حدیث اور قول صحابی
رسول اللہ صلعم سے ماخوذ نہین ہی خاص نکلا ہوا اونکا بتلاتے ہین ایسا دین جو خلاف
قرآن کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی اور اجماع صحابہ و تابعین کے ہوگا کسی طرح
رای سلیم اسکو باور نکریگی **اقول** ہم پیشتر بیان کرچکے کہ مراد مذہب خاصہ سی کیا ہی اور مذہب

خاصہ ہی تو درحقیقت کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی سے ماخوذ ہی مذہب خاصہ
عبارت اون احکام واقعیہ سے ہی جنکو جناب رسولخدا صؐ نے بامر خدا جناب امیرؑ کو تعلیم
فرمایا دیکھو تمہاری یہان بھی ہی کہ رسولخدا صؐ نے حضرت علیؑ کو ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے
اور ہر باب سے ہزار باب علم کے حضرت علی پر کشادہ ہوئے بعد رسولخدا صؐ کے بجز جناب
امیرؑ کے دوسرا کون تھا جو تمام احکام واقعیہ سے واقف ہو دیکھو جب آپکے خلفا بھی
کسی مشکل مین گرفتار ہوتے تھے تو جناب امیرؑ ہی سے تو حکم واقعی دریافت کیا کرتے
تھے البتہ ہم لوگ قول صحابہ واجماع صحابہ وتابعین کو مقابل مین قول خدا اور رسول
کے جسکے جاننے والے خاص جناب امیرؑ اور ایمہ معصومین تھے ہرگز قبول نہین کرتے
اور ہم کیا کوئی عقل سلیم قبول نکریگی آپ لوگونے البتہ قول خدا اور رسول کو چھوڑ کر
ایسے صحابہ کے قول واجماع کو معتبر جانتے ہین جنکو احکام واقعیہ سے واقفیت نہ تھی
بے سمجھے بوجھے اپنی راے سے جو چاہتے تھے کہدیا کرتے تھے اور جس طرف اونکا نفس خبیث
مائل ہوتا تھا اوسیر اجماع واتفاق کر بیٹھتے تھے ایسا قول واجماع صحابہ آپہی لوگونکو
مبارک اور تابعین کس شمار مین ہین جنکے قول کو ہم خدا اور رسول کے قول پر مقدم کرین
قولہ اور سب بارہ امامونکو بھی یہی نسبت کرتے ہین جو جناب امیرؑ کو مذکور ہوے کہ وہ
بھی ہمیشہ تقیہ مین رہے اور اپنے دین کو چھپاے رہے **اقول** ماشاءاللہ آپہی فہم واستعداد
پر آپنے بیڑا ہدایت کا اوٹھایا ہی ابھی تک آپکو اتنا بھی معلوم نہین کہ جناب امیرؑ بھی بارہ
امامون مین شامل ہین اور تقیہ سے جو مراد ہی اوسکو ہم بیان کرچکے جس طور پر ہمارے
ائمہ معصومین تقیہ فرمایا کرتے تھے وہ ہرگز مذموم نہین ہمیشہ عقلا اوسی طریقہ کے پابند
رہتے ہین اور آپ لوگ بھی اگر کہین پھنس جائین تو ضرور اوسی کی پابندی فرمائیگا
قولہ اور غرض اونکی یہ ہی کہ صحابہ پر تہمت غصب خلافت والتباس دنیا اور عداوت
اولاد رسول اور ارتداد کی قایم کرکے دین خدا اور رسالت رسول اللہ کے بیخ کنی

کیجیئے **اقول** تہمت تو جب ہو کہ جب ہم لوگ بہ تبعیت نفس امارہ بے کسی دلیل کے کہتے
ہون جو ہمارے اسی رسالہ کو بنظر انصاف دیکھے گا وہ ضرور باور کریگا کہ آپ کے
خلفا نے ضرور غصب خلافت کیا اور عداوت کی اولاد رسول اللہ ص سے اور دین سے
مرتد ہو کر دین خدا اور رسالت رسول اللہ ص کے بیخ کنی کی اگر خدا نے اپنے دین حق کے
باقی رکھنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو ابتک اوسکا اثر بھی باقی نہ رہتا **قولہ** کس سبب جو
قرآن نازل ہوا ہی اول زبان صحابہ پر تھا **اقول** معلوم نہین وہ کون قران تھا
جو وقت نزول کے زبان صحابہ پر تھا **قولہ** بعد کو جو اجماع ہوا ہی زبان صحابہ سے
نقل کر کے ہوا ہی **اقول** ویسا اجماع جو آپکے منافقین صحابہ کے زبان سے نقل ہوا ہی
وہ آپ ہی کو مبارک جس اجماع مین معصوم نہو سراسر ضلالت ہی **قولہ** قرآن کا اعتبار
نہ رہے گا **اقول** اگر قران کی نقل کرنے والے صرف منافقین صحابہ ہی ہوتے تو
البتہ اعتبار نہ رہتا **قولہ** اور حدیث جو نقل ہوئی وہ بھی زبان صحابہ سے نقل ہوئے
تو حدیث کا اعتبار نہ رہے گا **اقول** وہ حدیثین جنکو کذابین و وضاعین صحابہ
نے نقل کیا ہی وہ آپہی لوگونکو مبارک وہی جعلی حدیثین تو آپ لوگونکے سد راہ
ہوکر آپ لوگونکو راہ نجات پر آنے نہین دیتین **قولہ** اور قرآن و حدیث بھی اصل
اصول اسلام کے ہین ان دونون کا استیصال کیجیے آگے دور خلافت خلفا مین
کہ تمام دین متمکن و مضبوط ہوا اور تمام فتوحات کفر و عجم سے انکو میسر ہوئین اور گروہ
اسلام عبارت اونھین سے ہی اوسکو کہدیا کہ یہ گروہ دنیا دار تھی واسطے اہل اسلام کے
بہشت اور سزا کافرون کی دوزخ مرتب ہوگے ان گروہ اسلام کو اہل اسلام نقرار
دینا اور دنیا دار بتانا ایسا ہی جیسے آفتاب پر خاک اوڑادی کہ آفتاب چھپ جاوے گی
آفتاب تو نہین چھپنے کا وہ جتنی دہول ہوگی تمہارے اوپر ہی آویگی فلک کا تھوکا
حلق مین آوے گا معلوم ہوا کہ وہ دشمن ہین اہل اسلام کے اور کھلے دشمن ہین **اقول**

پیغمبر اپنی امت مین دو چیزین چھوڑ گئے ایک کتاب خدا اور دوسرے اہل بیت کو اور
فرما گئے کہ جبتک تم ان دونون کے ساتھہ تمسک کروگے گمراہ نہوگے اور ان دونون مین
کبھی جدائی نہوگی ظاہر ہی کہ قرآن مین کل احکام مفصل بیان نہین ہوے اور جس قدر
بیان بھی ہوے ہین اونکے سمجھنے کی ہر شخص مین قابلیت نہین جب حضرت ابوبکر ہی لفظ
کلالہ تک کے معنی نہ سمجھہ سکے تو حضرت عمر اور عثمان کا کیا ذکر جو اون سے مرتبہ علم وفہم
مین کہین کمتر تھے الغرض اسیوجہہ سے پیغمبر ص فرما گئے کہ مین تم لوگون کی ہدایت کے واسطے
ان دونون چیزونکو چھوڑے جاتا ہون مقصود حضرت کا یہ تھا کہ اگرچہ بمفاد ولا
رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین قرآن مین تمام احکام واقعیہ ہین مگر اونکا
قرآن سے استنباط کرنا ہر شخص کا کام نہین اسلیے تمکو چاہیے کہ میرے اہل بیت کی طرف
رجوع کرکے اونھین سے احکام واقعیہ دریافت کیا کرو اور اونکو اپنا راہنما اور پیشوا
قرار دو چنانچہ اسی نظر سے جناب سرورخدا ص مرتے دم جناب امیر ع کو ہزار باب علم کے تعلیم
فرما گئے اور ہر باب سے ہزار باب اور جناب امیر پر کشادہ ہوے مگر منافقین صحابہ نے
چاہا کہ دین خدا کو اس طور پر پامال کرنا چاہیے کہ لوگون کو اہل بیت پیغمبر ص سے منحرف
کردین اسلیے کہ اگر لوگ اونکو اپنا پیشوا سمجھا کرینگے اور اپنے کل امور کو وابستہ اون کی
فرمایش کا کردینگے تو پھر موقع نیل خطوط نفسانی کا ہاتھہ سے جاتا رہیگا اور ہم اور
ہماری اولاد قیامت تک ذلت وخواری سے بسر کرینگے ہمیشہ امور سلطنت
اہل بیت ہی کے ہاتھہ مین رہینگے اور وہ بوجہہ پابندی قانون خدای کر حق سے
سرمو تجاوز نکرینگے اس صورت مین عمر بھر کی زحمتین ہماری ہدر ہوجاوینگی
اور ہمارے کل خیالات باد ہوا اور اس باب مین کوئی تدبیر اس سے بہتر نہین کہ
لوگون کے ذہن نشین کردینا چاہیے کہ قرآن تو تمہاری زبان ہی اور خود خدا فرماتا
ہے کہ ہر تر وخشک اوس مین موجود ہی پیغمبر ص نے بمقتضاے بشریت اپنے اہلبیت کے

اطاعت تمپر واجب کردی ہی اور مقصود اونکا یہ ہی کہ تمام عمر ہم سب اونھیں کے خاندانکے
چیلے بنے رہین چنانچہ انھین خیالات سے حضرت عمر نے پیغمبر خدا صلعم کو مرض وفات مین وصیت
نامہ ہدایت ختامہ کے لکھنے سے باز رکھا اور کہدیا کہ یہ شخص بیہودہ بکتا ہی حسبنا
کتاب اللہ ہمارے پاس کتاب خدا موجود ہی وہی کافی ہی پس اس حیلہ سے امت نبی کو
اونکے اہل بیت سے منحرف کر دیا اور جہانتک ممکن ہو سکا اونکے استیصال مین کوئی
دقیقہ اوٹھا نہ رکھا یہ تو ممکن نہوا کہ بمجرد وفات جناب رسولخدا اونکو نیست و نابود کر دین
بلکہ ایک ایسا طریقہ برتاؤ کا اونکے ساتھ رکھا جس سے وقعت اونکی لوگونکی نظرون سے
جاتی رہے امام حسنؑ اور امام حسین عکی یہ نوبت پہونچی کہ امام حسن ع کو حضرت معاویہ
طلب فرماوین اور جب آوین تو حضرت خلافت مآب سریر سلطنت پر پاؤن پھیلائے
لیٹے رہین اور امام حسنؑ پائنتی آکر بیٹھ جائین اور اسپر بھی اکتفا نہو بلکہ اون کے والد
بزرگوار کے حق مین کلمات سخت و ناملائم کہلوا کے اونکا دل دکھائین حضرت امام حسنؑ
کا جنازہ روضہ رسول خدا صلعم مین جانے سے روک دیا جاوے اور اوسپر تیرباران
کیئے جاوین ایک مرتبہ حضرت معاویہ مدینہ مین اس غرض سے تشریف لائے کہ حضرت
یزید کی خلافت پر اہل مدینہ سے بیعت لین امام حسینؑ فرزند رسولؐ اونکی پیشوائی کو
باہر تشریف لیجائین عوض مین تعظیم و احترام کے کلمات سخت اونکو سنائین جب
مدینہ مین وارد ہو چکی تو امام حسین ع اونکے در دولت پر جائین اور اذن حضوری
چاہین اور حضرت معاویہ اذن نہ دین آخر بوجہ خوف کے حضرت امام حسین ع
مکہ تشریف لے گئے تف ای زمانہ غدار اہل بیت رسول خدا صلعم کی یہ حالت ہو جاوے
جسکے تصور سے آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین آخر اوسے حکمت عملی سے اہلبیت نبوی کو
اس درجہ ذلیل و خوار کر دیا کہ فرزند رسولؐ کس ذلت و خواری سے قتل ہو گیا
باوجود ان بیدینیون کے آپ لوگ اون منافقین صحابہ کی محبت مین ایسے سرشار

و مدہوش ہو گئے ہین کہ نہ خدا کا خوف نہ پیغمبر کا لحاظ نہ مومنین سے شرم ہمیشہ نئے نئے
مضمون تراش تراش کے اونکی بیدینیون کی اصلاح مین کیسی کیسی جانفشانیان
فرماتے ہین تف اوس اسلام پر جو عبارت ایسے بیدینیون سے ہوا ور اگر یہ لوگ دنیا
دار نہ تھے تو پھر دنیا دار کا دنیا مین وجود ہی نہین آپ لوگ البتہ اون بیدینونکی
بیدینیون کو جو آفتاب نصف النہار سے روشن تر ہین چاہتے ہین کہ اپنی اصلاح کی
خاک ڈال کر چھپائین مگر وہ کب چھپ سکتے ہین آخر وہ خاک مذلت لوٹ کر آپ ہی
لوگون کے چہرون پر پڑتی ہے اور آپکی ان افترا پردازیون سے ہر عاقل کو معلوم
ہو جاوے گا کہ آپ اور آپکے ہم خیال دشمن ہین اسلام و اہل اسلام کے **قولہ** غرضیکہ اہل
اسلام کے اجماع کو یون باطل کرتے ہین **اقول** اوس اجماع کو جس مین سوای اراذل
اور بیدینون کے کوئی اور نہو ہر عاقل دیندار باطل سمجھے گا **قولہ** للہ الحجۃ البالغۃ
اور واسطے اللہ کے حجت پوری ہے **اقول** امنا وصدقنا البتہ خدا کی حجت تمام ہے
قولہ وہ پوری حجت ایک تو قرآن ہے **اقول** قرآن کا حجت ہونا مسلم مگر تنہا اوسکے
الفاظ تو حجت ہین نہین جب تک اونکے معانی پر اطلاع نہو اور معنونکا جاننا بدون توسط
اون لوگون کے جنکے گھر مین قرآن نازل ہوا غیر ممکن وما یعلم تاویلہ الا اللہ
والراسخون فی العلم فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون **قولہ** دوسری
حدیث رسول اللہ صلعم **اقول** ہم بھی حدیث رسول خداصلعم کو حجت جانتے ہین بشرطیکہ
وہ حدیث رسول خداصلعم سے صادر بھی ہوئی ہو نہ اوسکو کہ جسے جھوٹون نے رسولخداصلعم
کی طرف نسبت دیدی ہو **قولہ** تیسرے اجماع امت **اقول** وہ اجماع امت جسمین
رئیس امت اور اخیار صحابہ شریک نہ ہون ہرگز حجت نہین سراسر ضلالت ہے
قولہ ان تینون کو اپنے اوپر سے یون دفع کیا **اقول** یون کا مشار الیہ معلوم نہین
ہوا اور حقیقت حال کو ہم بیان کر چکے **قولہ** آگے دور امامت رہا اور اون کے ذمہ

تہمت تقیہ کی رکھ کر اقوال اونکے کو بالکل بے اعتبار کر دیا ہی **اقول** ہمارے آئمہ معصومین
کا ظالمونکے خوف سے تقیہ کرنا آپکے یہاں سے بھی ثابت ہی مگر نہ اوس طریق سے کہ جس سے اونکے
اقوال بے اعتبار ہو جاوین جیسا کہ ہر منصف خبیر پر ظاہر ہی آپکے یہانکی روایتین الغیبہ
از انسکہ رواۃ اونکے کذاب و وضاع تھے درجہ اعتبار سے ساقط ہین **قولہ** کہ یہ
ظاہر مین بالکل مذہب عامہ کے دین پر رہتے تھے اور باطن مین بالکل مخالف تھے
جو کام منافقونکا ہوتا ہی وہ اونکے ذمہ ثابت کرتے ہین **اقول** حاشا کہ ہمارے آئمہ
معصومین کا یہ طریقہ رہا ہو اور نکوئی شیعہ اسکا قایل ہی یہ محض آپکا افترا ہی اور صفت
نفاق مختص آپہی کے آئمہ سے تھے **قولہ** جو قول ظاہر مین اونکے ہوے وہ تقیہ تھے
اقول کوئی شیعہ اسکا قائل نہین کہ کل یا اکثر اقوال آئمہ معصومین ع کی حالت تقیہ
مین صادر ہوی **قولہ** پس حجت الہی جو امامت سے متعلق تھی اوسکو یون باطل کیا ہی
اقول یہ آپکی خوش فہمی ہی ورنہ بعض مقام مین آئمہ معصومین کے تقیہ کرنے سے کوئی
ضرر نہین اکثر انبیا نے بلکہ خود ہمارے پیغمبر نے بھی بعض مقامون پر تقیہ فرمایا ہی **قولہ**
اور اگر کہہ دیے کہ قول آئمہ کا سب سند ہی تو اپنے دین کو کھو بیٹھین گے اور تقیہ کی
جڑ و بنیاد سب اوکھڑ کے جا رہے گی **اقول** یہ بھی آپکی خوش فہمی ہی البتہ آئمہ معصومین ع کے
کل وہ اقوال حجت ہین جو مقام مین تعلیم کے بیان فرماوین اس سے کوئی محذور لازم نہین
آتا **قولہ** اور تسلیم علی مرتضے ع خلافت خلفاے ثلثہ کی بالکل ثابت ہو جاویگی
مذہب شیعونکا بالکل رد ہو جاویگا **اقول** یہ تو جب آپ کہہ سکتے تھے کہ اگر حضرت علی ع
نے کسیوقت یا کسی حالتمین آپکے خلفا ثلثہ کی خلافت کے برحق ہونیکا اقرار فرمایا ہو
حضرت نے تو مقام متعددہ مین نہایت وضوح کے ساتھ اونکے خلافت کے بطلانکو
ظاہر کر کے حجت کو تمام فرما دی اور شیعونکا مذہب تو جب رد ہو سکتا ہی کہ جناب سرور کائنات کی
نبوت بھی رد کر دیجاوے **قولہ** وما علینا الا البلاغ **اقول** وما علینا الا البلاغ م

المبین **قولہ** جو کوئی اس تحریر کو سمجھہ لیگا بشرطیکہ اوسکے دلمین ایک ذرہ ایمان کا ہوگا شیعہ نہین ہیگا **اقول** میری نزدیک تو ہوگا کسی مقام پر نہوگا مناسب ہے وگرنہ جو شخص کچھہ بھی ایمانسے بہرہ رکھتا ہوگا وہ بعد اسکے کہ آپکے ان افترا پردازیونپر مطلع ہوجاویگا سمجھہ لیگا کہ ہمیشہ سے آپ لوگونکا یہی طریقہ عوام فریبی اور افترا پردازیکا رہا ہی پھر وہ کیونکر سنی رہسکتا ہی ضرور شیعہ ہوجائیگا **قولہ** اور سب گروہ اسلام کا تابع ہوجاویگا **اقول** اہل ایمان جنکے سرشت مین محبت اہلبیت ہی وہ کیونکر اوس اسلام کے تابع ہوسکتے ہین جسکے مروج حضرت یزید ہون یا وہ جو مثل اونکے تھے **قولہ** اور جو بالکل اوسکے دلمین کفر ہی بسا ہوا ہوگا تو نہین ماننے کا **اقول** چونکہ آپلوگونکے دلمین کفر ہی بسا ہوا ہی سو جہہ سے مین یقین کرتا ہون کہ ہرگز راہ راست پر نہ آئیگا **قولہ** ان ہوا الا تذکرہ للمتقین **اقول** یہ آیت آپنی ایک رسالہ سی نہایت محل و موقع پر ذکر کی ہی اسلیئے کہ جو شخص آپکے اس رسالہ کو دیکھے گا اوسکو یقین ہوجاویگا کہ بعد زمانہ جناب سرور خدا مین جن لوگون نے حق پوشی و ناحق کوشی کر کے خلافتکو خاندان نبوت سے نکالکر غیرونمین کر دیا وہ بھی مثل آپہی کے تھے باوجودیکہ آپکو اس زمانہ مین اوس خلافت سے کوئی نفع دنیوی نہین اوسپر بھی آپ ناحق کوشی مین ایسے مدہوش ہین کہ نہ افترا کرنے سے باک نہ رسوائی کا خوف تو اونکو تو اوس خلافت سے طرح طرح کی امیدین تھین انواع و اقسام کے فائدے مقصود تھے علاوہ اون عداوتونکے جو جناب امیر سے رکھتے تھے پس اون لوگونسے ایسی بیدینی ہوئی تو کوئی محل تعجب نہین نہ قابل استبعاد ہی پس یہ تحریر آپکی ضرور تذکرہ ہوگی متقین کے لیئے یعنے یاد دلانے والے ہوگے اونکے لیئے حالات منافقین صحابہ کو

دع ذکر من لا ینفع الذکری لھو اذ لو تجد فی جمعھم انسانا

تمت

تاریخ بست و ششم ماہ شوال المکرم ۱۲۱۶ ہجری بمقام لکھنو محلہ فراشخانہ
وزیر گنج مطبوعہ مطبع اثنا عشری عابد علی رضوی

اعلان

واضح ہو کہ اس کتاب کی چھاپنے کی اجازت
جناب مستطاب قبلہ وکعبہ مولوی سید کلب عسکری صاحب
نے راقم کو عنایت فرمائی ہے لہذا خدمت مین اہل مطابع
وتاجران کتب کے عرض رسا ہون کہ کوئی صاحب
بدون اجازت ہرگز قصد طبع کا نہ فرماوین بجاے
نفع کے نقصان نہ اوٹھائین

راقم کمترین خیرخواہ مومنین عابد علے رضوی

ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله قد ضلوا ضلالا بعیدا

مبارک ہے وہ جو خدا اور رسول کے احکام پر چلتا ہے اور لوگوں کو چلاتا ہے

حلت متعہ

من تصنیف جناب مولانا مولوی سید محمد حسن صاحب

مشہدی بخاری

حسب الحکم جناب مصنف رسالہ و مالک مطبع گلزار ابراہیم

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

۱۸۹۲ء

گلزار ابراہیم پریس مالیر کوٹلہ میں غلام حسین پرنٹر نے چھاپا

الحمد لله الذی خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق
الجان من مارج من النار وحب الشھوات الماکول والمشروب والمناکح
صار فی طبایعھم قار فعلی اختلاف الاثار کانوا منھم الابرار ومنھم
الفجار والصلوٰۃ علی رسولہ المختار الذی ھدینا علی صراط الاخیار
والذی ھو من فرض اللہ طاعتہ وطاعت الہ الذین ھم الائمۃ
الاطھار علی کل مسلم وکفار والذین سواھم فی الاستطاعتہ من
البریہ بعزتہ ورسولہ البشار کما قال اطیعوا للہ ورسولہ واولی
الامر منکم واستق جب علی والہ یتمم خلود المومنین فی جنان
فیما انھار واثمار واجعلھا للموالین برات النجات عن النار صلوٰۃ
اللہ علیھم الی یو القرار الف الف الف مراۃ فی کل لیل ونھار ٭

اما بعد بندہ خاطی ابن سید شمس الدین علی النقوی محمد حسن المشہدی ثم الحایری البخاری عرض کرتا
ہے خدمت میں سالکان سلوک ہدایت و یقین و پیروان سنت جناب سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ
وآلہ الطاہرین کے کہ درین وقت اکثر صاحبان دربارہ حقیقت متعہ بہت سے سوال کرتے ہیں
اور جواز و عدم جواز اس کے میں استفسار کرتے ہیں بوجہ حوالہ تقریر و عدیم الفرصتی بابی
تقریر یہ اُس وقت سائل کو مطمئن کرنا متعذر ہوتا ہے لہذا مناسب متصور ہوا کہ اس باب
میں بالاستیعاب ایک رسالہ تالیف کیا جاوے کہ حاوی بعض احکامات و آداب ضروریہ کا ہو
اور موثق کیا جاوے ساتھ دلائل عقلی و نقلی کے تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ ایک مسئلہ ضروری
کو کس طرح ناجائز کیا ہے اور کن وجوہ سے اس حکم کو توڑا ہے افسوس طمع نفسانی ایسی ہے کہ جس
سے حلال و حرام میں بھی تمیز نہیں رہتی اور یہہ امر بھی نہیں کہ ایک شخص کی طمع نفسانی پر غور
کیا جاوے بلکہ آنکھ بند کر کے جمہور بھی اُسکی مقلد ہو جاتے ہیں اس رسالہ کو جو صاحب
ملاحظہ کرینگے معلوم ہو جائیگا کہ متعہ جائز ہے یا ناجائز لہذا مرتب کیا میں نے اس رسالہ کو دو باب
پر باب اول اثبات متعہ میں باب دویم احکام و آداب متعہ میں اور نام اسکا [illegible] فی البیان
ونستعین من اللہ المستعان۔

باب اول

قال اللہ تعالیٰ در سورہ نساء
جز خامس رکوع اول فما استمتعتم بہ منہن فاٰتوہن اجورہن فریضۃ یعنی جب
کسی نے برخورداری پائی ساتھ اُنکے عورتوں سے جو منکوحہ ہیں پس دو تم اُن کو مہر اُن کی درحالیکہ
مفروض ہے **بیان** فا حرف عطف کا اور ما موصولہ ہے استمتعتم صیغہ ماضی معلوم باب استفعال
سے ہے جو افادہ معنی ابتدا کا کرتا ہے وجب خاصیت اپنی کے فریضہ حال واقع ہوا ہے اجور کا
مراد اس سے یہہ ہے کہ اجرہ واجب ہوتا ہے بعد اُس کا استمتاع پہ تمام اُس کا بخلاف نکاح دائمی
کے کہ تمام اجرہ مجرد نکاح پر واجب نہیں ہوتا ہے الا بعد مواقعت کے پس مخصوص ہونا ورود
اس آیہ کا درباب متعہ متبادر ہے سوا اس کے اور کوئی امر مستفاد نہیں بلکہ علماء متقدمین
اہل سنت بھی درود آیہ ہذا کی متعہ میں قائل ہیں چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور صاحب
مدارک نے تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ یہہ آیہ متعہ میں نازل ہوئی ہے اور زاہدی نے تفسیر
زاہدی میں لکھا ہے کہ بذکر اجر گفت و مہر و صداق نگفت دلیل است کہ مراد متعہ است اور

تفسیر درمنثور میں سیوطی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ فما استمتعتم بہ منھن یعنی نکاح متعہ اور قول مخالفین منسوخیت آیہ متع میں مقبول نہیں بلکہ منسوخ ہے بچند وجہ اول یہہ قول بعضے متعصبین کا خلاف عقیدہ علمائے فحول ومقتدمیں اہل سنت قائل تنسیخ نہیں ہیں چنانچہ فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ نزلت ایتہ المتعہ فی کتاب اللہ ولم ینزل بعدھا ایتہ تنسخہا دویم جس آیہ کو ناسخ اس کی قرار دیتے ہیں یعنی آیہ الا علی ازواجھم اوماملکت ایمانھم مدنی ہے اور آیہ متعہ مکی ہے آیہ مدنی آیہ مکی کی ناسخ نہیں ہوسکتی اس جہت سے کہ آیہ مکی سابق ہوتی ہے اور آیہ مکی لاحق سابق لاحق کی ناسخ نہیں ہے سوم مشروعیت متعہ آیہ سے ثابت ہے اور منسوخیت تمہاری روایت سے روایت کا ناسخ آیہ ہونا خلاف عقل ہے ماورا اسکے ثبوت متعہ میں چند دلائل عقلی موثق ومضبوط ہیں اول یہہ کہ قرائت اہل بیت علیہم السلام میں لفظ الی اجل مسمی کا ہونا دلیل قوی ہے مشروعیت کے واسطے چنانچہ ثعلبی نے جو علمائے عظام اہل سنت سے تھے جبیر بن ابی ثابت سے روایت کی ہے کہ جبیر نے کہا کہ ابن عباس نے مجھ کو کلام اللہ دیا اُس میں یہہ آیہ اس صورت تھی فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاتو ھن اجورھن فریضہ اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ ابن عباس وابن جبیر وابی بن کعب وابن مسعود وغیرہ نے اس آیہ کی قرات معہ جملہ الی اجل مسمی کے بھی در صورتیکہ قرائت اس آیت کے معہ جملہ الی اجل مسمی مسلم ہے کسی طرح کا شبہ ورود اسکیمیں بجز نکاح منقطع کے جس کو متع کہتے ہیں نہیں رہا دویم روایات فریقین سے ثابت ہے کہ ابن عباس فتوی ساتھ نکاح متعہ کے دیتی تھی اور خود عمل اُس پر کرتے تھے چنانچہ مناظرہ اُن کا ابن زبیر کے ساتھ اس باب میں مشہور ہے اور ابن عباس وہ ثقہ راوی ہیں جن کے حق میں زبان پاک وحی ترجمان وحق بیان جناب رسالت ماب صلوٰۃ اللہ علیہ والہ الاطیاب سے جن کی شان میں رب العالمین نے فرمایا ہے ماینطق عن الھوا ان ھوالاوحی یوحی وارد ہے انہ کنیف ملی علما یعنی تحقیق ابن عباس محوطہ ہے پُر از علم یہہ ابن عباس کے بدان نے علم پر احاطہ کیا ہے بس فتوی ہیسے شخص کا محمول برخلاف ہرگز نہیں ہوسکتا سوم روایت مشہورہ خلیفہ

دویم کہ فرمایا انہوں نے متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ محرمہما و معاقب علیہما متعۃ الحج و متعۃ النساء اور طبری نے جو اعظم اہل سنت سے ہیں کتاب تفسیر میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ خلیفہ ثانی فرمودہ ثلث کن علی عہد رسول صلوۃ اللہ علیہ والہ انا محرمہن و معاقب علیہن متعۃ الحج و متعۃ النساء وحی علی خیر العمل ان روایات معتبرہ سے مشروعیت و اباحت متع کی اور رواج اس کا در عہد جناب رسالت ماب صلوۃ اللہ علیہ والہ اور عدم ممانعت استعمال اس کی کسی عہد میں سوائے عہد خلیفہ دویم ثابت ہے زیرا کہ اگر کسی اور عہد میں ممانعت اسکے عمل سے صادر ہوئی ہوتی تو خلیفہ صاحب یہہ نہ فرماتے کہ احرمہا بلکہ یہہ فرماتے کہ بعد اجرا پھر فلانے عہد میں منع ہو گیا تھا چہارم عینی شارح صحیح بخاری نے باب غزوہ خیبر میں ابو سعید خدری سے اور جابر ابن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے انا تمتعنا الی نصف خلافت عمر حتی منع الناس فی شان عمرو بن الحریث یعنی ہم دونو متع کرتے تھے تا نصف خلافت عمر تک تا اینکہ منع نمود عمر مردمان را از متعہ در باب عمر بن حریث پنجم جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں جس جگہ اولیات خلیفہ دویم کا ذکر کیا ہے لکھا ہے اول من حرم المتعہ یعنی عمر وہ شخص ہے کہ جس نے متعہ کو حرام کیا ہے اس تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ دویم کے منع کرنے سے پہلے متعہ منع نہیں تھا پس جس فعل کے اباحت بحکم الہی عہد جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ میں ثابت ہو چکی ہو حرام کرنے خلیفہ صاحب سے وہ امر کس طرح حرام ہو سکتا ہے چنانچہ روایت مشہور ہے عبد اللہ بن عمر کی کہ وہ فتوی متعہ کا دیتے تھے کہا ان سے لوگوں نے کہ تم فتوی جواز متعہ کا دیتے ہو حالانکہ تمہاری باپ نے متعہ حرام کیا تھا کہا عبد اللہ بن عمر نے کہ جس امر کو خدا اور رسول خدا نے جاری و مباح کیا ہو میرے باپ کے حرام کرنے سے وہ فعل حرام نہیں ہوتا میرے باپ ناسخ و مجاز تنسیخ حکم خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ کی نہیں ہو سکتے اور روایات طریق شیعہ سے جو اباحت متعہ میں وارد ہیں وہ یہہ ہیں محمد بن یعقوب عن عدۃ من اصحابنا عن سہیل بن زیاد و علی بن ابراہیم عن ابیہ جمیعا عن ابن ابی نجران عن عاصم بن حمید عن ابی بصیر قال سئلت ابا جعفر علیہ السلام عن المتعۃ فقال نزلت

فی الفریضة اذا استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فریضه ولا جناح علیکم فیما تراضیتم به
من بعد الفریضه عنه عن محمد بن اسمعیل عن الفضل بن شاذان عن صفوان عن ابن مسکان قال
سمعت ابا جعفر علیه السلام یقول کان علی علیه السلام یقول لولا ما سبقنی الیه ابن الخطاب
ما زنی الا شقی الخ و عنه عن محمد بن یحیی عن عبداللہ بن محمد عن علی بن الحکم عن ابان بن عثمان
عن ابی مریم عن ابی عبداللہ علیه السلام قال المتعه نزل بها القرآن وجرت بها السنة
من رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله اور بہتیری روایات اہل سنت کے بھی موافق اس کے
ہیں چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح میں عطا سے جو کہا کہ ایک جماعت نے جابر بن عبداللہ انصاری
سے چند مسائل دریافت کیے اُن میں سے ایک یہہ تھا کہ متعہ مشروع و حلال ہے یا نہ کہا حلال
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله نے اُسکو شروع کیا بحکم آلہی ایضاً مسلم بن حجاج نے
اپنی صحیح میں باسناد خود روایت کی ہے حدثنا الحسن الحلوانی قال حدثنا عبدالرزاق
قال اخبرنا ابن جریج قال قال عطاء قدم جابر بن عبداللہ معتمراً فجئناہ فی منزلہ
فسأله القوم عن اشیاء ثم ذکروا المتعه فقال استمتعنا علی عہد رسول اللہ
وابی بکر وعمر عمدہ دلیل عقلی اباحت متعہ میں یہہ ہے کہ وطی دو قسم پر ہے مشروع و غیر مشروع
مشروع کو عرف عام میں نکاح وغیر مشروع کو زنا کہتے ہیں اگر متعہ قسم نکاح میں نہیں ہے
تو لازم ہے کہ قسم زنا میں ہو زیراکہ نکاح و زنا میں تقابل عدم و ملکہ ہے جس میں واسطہ نہیں
ہوتا بخلاف تقابل تضاد کے اس میں واسطہ ہوتا ہے اگر متعہ قسم زنا سے ہوتا تو بالضرور
جملہ کبائر میں مشتہر ہوتا زیراکہ زنا جملہ کبائر میں سے ہے حالانکہ ابن حجر مکی نے کتاب زواجر
میں و نیز اکثر علما نے اپنی تصانیف میں کبائر کا حصر کیا ہے کسی نے متعہ کو شامل حصر کے
نہیں کیا پس عدم انحصار اس کا کبائر میں اور عدم شمول اس کا زنا میں عمدہ دلیل اباحت کے
ہے زیراکہ ازروئے علم اصول غیر بین خلقت شئے کے عدم علم حرمت اسی سے ثابت ہوتی
ہے کما ہو مشہور کل شی مباح حتی یعلم حرمته اگر کوئی کہے کہ حرمت اس کی قول خلیفه
دوئم سے ثابت ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ حرمت بمقابل حلت کے ہونی چاہیے جب کہ حلت
اس کی نص الہی سے ثابت ہے حرمت بھی نص الہی ہونی چاہیے قول خلیفہ صاحب کو محرم

اس کا کہتے ہو وہ خود بدلائل مذکور مخدوش ہوچکا مخدوش خادش نہیں ہوسکتا اگر کہا جاوے
کہ صاحب زواجر نے زنا کو جملہ کبائر سے زواجر میں لکھا ہے متعہ کو ایک قسم کا زنا تصور کیا
اپنے زعم میں اس جہت سے متعہ تفصیل شامل کبایر نہیں کیا جواب اس کا یہہ ہے کہ صاحب
زواجر نے یہہ کتاب زواجر ما بہ الاختلاف فی الکبایر میں لکھی ہے چنانچہ نام اسکا بھی ظاہر ہے
متعہ ایک مذہب مسلمانوں کے نزدیک حلال و مباح ہے اور معمول بہ اور بعضے مذاہب اہل سنت
کے اگرچہ معمول بہ نہیں بلکہ تردد ہے بدون ثبوت حرمت کے چنانچہ تفسیر کبیر و در منثور
وغیرہ سے ثابت ہے پس اس صورت میں مختلف فیہ قرار پایا صاحب زواجر کے نزدیک اگر قطعی
حرام یا مختلف فیہ ہوتا تو بالضرور اس کو بھی مختلف فیہ میں شمار یا حصر قطعی میں کرتی حالانکہ
کتاب مذکور میں اسکا کہیں ذکر نہیں پس صاحب زواجر کے نزدیک بھی اسکی اباحت میں کچھ
کلام نہیں سوائے اس کے ابن قیم نے جو اعاظم علمائے اور مقتدی جملہ فرق اہل سنت کے
ہیں کتاب تقیید الشیطان میں حالیہ اور بعضے اقسام طلاق نامشروع و بدعات اور معافیت
ان کی اور مدالیس و مکاید شیطانی مفصل تمام و مبسوط کلام منصوب کئے ہیں متعہ کا کہیں ذکر
نہیں کیا اگر متعہ انکے نزدیک ناجائز ہوتا تو بالضرور متعہ کا منجملہ انکے ذکر کرتے و مدالیس و
مکاید شیطانی میں شمار کرتے تو پس ثابت ہوا کہ ان دو عالموں کے نزدیک جن کے تمام اہل سنت
مقلد و پیرو ہیں اباحت متعہ میں شک نہیں ہے **فائدہ** خلیفہ صاحب نے اگر
بنظر کسی مصالح وقت کے متعہ کو منع کیا ہے ہر چند وہ مصلحت ضروری تھی لیکن کسی صورت
مخل مشروعیت متعہ کی نہیں ہوگی اس وجہ سے کہ مشروعیت متعہ بحکم خدا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ ثابت ہے اور متابعت تجویز خلیفہ صاحب چنانچہ فرمایا ہے انا محرمہا
قبول مخالفت میں ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور ترجیح بلا مرجح و مرجوح عند الجمہور باطل ہے
پیروی امر باطل کی موجب بیزاری خالق ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا نسبت
منع متعہ کے ایسا ہی حکم ہے چنانچہ کتاب استبصار میں جو شیعوں کی معتبر کتاب ہے حدیث
موجود ہے جواب اس کا بچند وجہ ہے اول یہہ کہ یہہ اتہام محض ہے دلیل اتہام کی یہہ
ہے کہ اگر نسبت متعہ کی حکم حضرت علی علیہ السلام کا ایسا ہوتا تو ائمہ ہمارا اعلما و مجتہدین

مذہب شیعہ کے فتاوی کس صورت اس کی اباحت کے جاری ہوتے اور معمول بہ کیوں
ہونا دویم یہہ کہ کوئی دوسری حدیث ائمہ علیہ السلام سے بھی موافق اس کے صدور وارد ہوتی
حالانکہ کوئی حکم ائمہ علیہ السلام موافق اس کے ممانعت میں وارد نہیں ہے تمام احادیث
متواترہ کثیرہ سے جواز اس کا ثابت ہے فقط یہی حدیث اُس کے مضمون کی ہے سوم روایت
مشہور ہے حضرت علی علیہ السلام سے لولا سبقنی الیہ ابن الخطاب ما زنی الا شقی
یہہ نقیض ہے قول خلیفہ دویم کا نقیض پر سنی رفع شے کا ہوتا ہے اور حدیث استبصار موئد
قول خلیفہ دویم کی ہے پس لازم آیا اجتماع ضدین سو یہہ محال ہے اور یہہ حدیث لولا سبقنی
متواتر ہے اور وہ حدیث شاذ چہارم آنکہ جیسا خلیفہ صاحب نے کسی مصلحت وقتی کے
اقتضا سے متعہ فرمایا تھا درصورت تسلیم اغیار حدیث استبصار حضرت علی علیہ السلام
نے بھی کسی مصلحت وقتی کی جہت سے بیان روایت سماعی کا قطع از نظر از تحقیق وتصدیق
حدیث کے فرمایا ہو اسی جہت سے جامع حدیث نے اس حدیث کو تصدیق نہیں کیا و معتبر
نہیں گردانا چنانچہ لکھدیا ہے اس حالت میں یہہ حدیث قابل سند و محل اعتبار و محل جواز
متعہ نہیں ہو سکتے اور احکام مصالح وقتیہ استمراری نہیں ہو سکتی پنجم جواز متعہ آیہ سے ثابت
ہے اور عدم جواز روایت سے روایت ناسخ ایہ کی نہیں ہو سکتی تنبیہہ عبد ضعیف راجی
الی ربہ القوی محمد حسن المشہدی الحایری جامع اوراق معترف بہیچمدانی عرض پرداز ہے
کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرضوان صاحب استبصار ما بہ الاختلاف الاحادیث والاخبار نے
کتاب مذکور میں حدیث حرمت متعہ کو ایراد فرماکے تاویل اُس کی بتقیہ ارشاد فرمائی ہے
یہہ مقام محل تردد کا ہے اس وجہ سے کہ کتب محققین امامیہ مثل عبد اعلم الہدی سید مرتضی
رحمتہ اللہ تعالی علیہ وغیرھم رضوان اللہ علیھم سے ثابت ہے کہ تقیہ رسول صلوۃ
اللہ علیہ پر حرام ہے زیرا کہ باعث عدم اشاعت حق کا متصور ہے اور امام علیہ السلام
پر اختلاف ایسی حقوق میں تقیہ جائز ہے لیکن جو امور ایصال الی اللہ سے عباد مکلفین
کو دور رکھیں اُن کے لئے تقیہ امام کو جائز نہیں اور عامہ مومنین کو تقیہ اصول فرق میں جائز ہے
جو منکر توحید اور نبوت اور سادات اہل بیت علیہ السلام کی نہ ہوں اگر نسبت تقیہ بجانب امام علیہ السلام

صح

کیجاوے تو خلاف جمہور علمائے شیعہ و عقائد حقہ انکی نیز مستلزم تسلیم حدیث کا ہوتا ہے تسلیم اس حدیث کے سراسر مخالف مذہب حقہ کے ہے + اس دلیل سے کہ حدیث برجوع وآیہ قرآن مدام راجح ہے - موافق اصل مذہب حقہ کے صورت ہذا یعنی تسلیم حدیث میں ترجیح مرجوع لازم آتی ہے سو یہہ باطل ہے بلکہ نسبت تقیہ کے محمول بر تقیہ ہے زیراکہ جو حدیث کہ منسوب بائمہ طاہرین ہو بعد لحاظ رواۃ کے اگر جرح و خلل ہے کل رواۃ حدیث پاک ہوں تو اُسوقت تاویل حدیث بدیگر اسلوب جایزالامکان ہے اس سبب سے کہ الزام برامام علیہ السلام عاید ہوتا ہے جو حدیث نظر براحوال رواۃ قابل اطمینان کے نہیں ہے تاویل کرنا اسکا بدیگر اسلوب جائز نہیں جب حقیر نے رواۃ حدیث کو کتب اسماء الرجال سے مطابق کیا تو کل روات اُس کی ضعیف غیر جید مخالف مذہب پائی چنانچہ خاکسار تصریح ہر شخص کی رواۃ حدیث سے کریگا جب اس حدیث کے راوی مجروح ہوئے تو حدیث کے غیر مسلم عند التحقیق قرار پائی پس ایسی حدیث سند دعوی میں کافی نہیں ہوسکتی تفصیل احوال رواۃ کی بدین منوال ہے اول محمد بن الحسین بن سعید یہہ شخص بدرجہ غایت ضعیف العقیدہ و ضعیف الروایت تھا بعضوں نے کہا ہے کہ غالی تھا کما ورد فی التخلیص محمد بن الحسین بن سعید الصایغ کوفی نزل فی بنی دھل الوصص ضعیف جدا قیل انہ غال دویم محمد بن احمد بن یحیی یروی عن الضعفا و یعتمد المراسل ولا یبالی عن اخذ باطل فی نفسہ طعن یعنے یہہ شخص بذات خود مطعون تھا اخذ باطل میں کچھہ اس کو احتیاط نہ تھا چنانچہ مذکور ہوا سوم حسین بن علوان کوفی مخالف مذہب تھا مراد اس حسین ثقہ تھا وہ بھی جماعت عام میں تھا۔ اور اپنے بھائی حسین کی نسبت جو راوی حدیث ہے ثقہ تھا ورنہ ثقاہت کاملہ اُس میں نہ تھی لیکن اُن کو رغبت و محبت امام علیہ السلام تھی چنانچہ صاحب مخلیص تحریر فرمودہ چہارم عمر بن خالد الواسطی یہہ شخص واسط کے رہنے والا

اہل سنت سے تھا حضرت زید سے اکثر روایت کرتا تھا مگر اُس کو محبت اہل بیت
سے تھا ثقاہت وغیر ثقاہت میں مجہول الحال تھا چنانچہ تلخیص میں مرقوم ہے عمر
بن خالد واسطی روی عن زید بن علی علیہ السلام کان من رجال العامۃ الا انہ
محبۃ شد بہ ثم کلامہ قال خصر علی ھذا القدر وھو کاف یا محمد عا +

باب دوئم در ارکان و احکام آداب متعہ اس باب میں

دو فصلیں ہیں۔

فصل اوّل

ارکان متعہ میں ارکان جمع رکن ہے رکن
بمعنی لغوی پائے تخت یا وہ چیز جس پر قیام شے دیگر کا ہو رکن متعہ کے چار
ہیں اول صیغہ دوئم محل سوم اجل چہارم مہر اگر عدم کسی رکن کا ان چاروں میں
سے فرض کیا جاوے تو متعہ ممکن نہیں اگر موافقت ایسے متعہ سے واقع ہو
جس کا کوئی رکن مفقود ہو وہ فعل حرام ہے زنا میں داخل ہے زیرا کہ خلاف
وضع شرعی کے واقع ہوتا ہے **اما رکن اوّل صیغہ ہے** پس صیغہ وہ
لفظ ہے جو شرع نے وضع کیا ہے واسطے صحت وحلت اس نکاح کے وہ دو
لفظ ہیں ایک کو ایجاب کہتے ہیں دوسرے کو قبول ایجاب منجانب زن کے ہوتا
ہے قبول منجانب مرد کے ایجاب کے تین کلمہ ہیں زَوَّجْتُکَ و مَتَّعْتُکَ و
اَنْکَحْتُکَ قبول کے دو کلمہ ہیں قَبِلْتُ و رَضِیْتُ چنانچہ مرد نسبت بروایت
ابان بن تغلب قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام کیف اقول لھا اذا
خلوت بھا قال تقول اتزوجک متعۃ علی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ لا وارثۃ
ولا موروثۃ کذا کذا یوما وان شئت کذا وکذا سنۃ بکذا کذا درھما
وتسمی من الاجر ومن الاجل ما تراضیتما علیہ قلیلا کان او کثیرا
فاذا قالت نعم فقد رضیت وھی امرائک وانت اولی الناس بھا ایضاً
بروایت ابن بصیر عن تغلب قال تقول اتزوجک متعۃ علی کتاب اللہ
وسنۃ نبیہ نکاحا غیر سفاح وعلی ان لا ترثنی ولا آترثک کذا وکذا
یوما الف او کذا درھما وعلی ان علیک العدۃ ایضاً ابن عمران ھشام

بن سالم قال قلت کیف یتزوج المتعہ قال یقول اتزوجک کذا وکذا یوماً بکذا وکذا درھما فاذا مضت تلک الایام کان طلاقھا فی شرطھا ولا عدة لھا علیک صورت ترکیب ان الفاظ کی انشاء اللہ تعالیٰ بعد ذکر چاروں رکن کے بیان ہوگی + رکن دوئم محل ہے یعنی جائے وقوع نکاح وہ عورت ہے جس سے نکاح کیا جاوے + شرط اس میں یہہ ہے کہ زوجہ متعہ مسلمان یا اہل کتاب میں سے ہو مثل یہودیہ یا نصرانیہ یا مجوسیہ کے لیکن اُس کو پینے شراب یا کھانے حرام سے منع کرے متعہ جائز نہیں زن بت پرست وزن ناصبیہ معلنہ سے معلنہ کہتے ہیں + اُس کو جو اعلان عداوت کا کرے اور ناصبیہ اُس کو کہتے ہیں جو موالیان اہل بیت سے اظہار عداوت کا کرے مثل خوارج وغیرہ کے جائز نہیں متعہ زن شوہر دار و صاحب عدة سے خواہ عدة طلاق ہو خواہ فراق از موت ہو وخواہ عدة خلع نیز جائز نہیں کنیز کے ساتھ بدون اذن اُس کے مالک کے وزن کنیز سے زن آزاد پر مگر باذن زن آزاد ایسی ہے بھانجی وبھتیجی زن سے مگر باذن زن اور جائز نہیں زن زانیہ سے اور حکم جمع بین الاختین نکاح ومتعہ میں مساوی ہے یعنے جائز نہیں اور جائز ہے جمع یا زیادہ از چار زن بلا قید انتہا کے متعہ میں اور مکروہ بھی بدون ضرورت مروبست بروایت اسمعیل عن الرضا علیہ السلام فی حدیث قال لا ینبغی لک ان تتزوج الا بما ھو مومنة ان اللہ عزوجل یقول الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة و الزانیة لا ینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المومنین ایضاً منہ انہ سال عن المتعة فقال لا ینبغی لک ان تتزوج الا بمومنة او مسلمة ایضاً اسمعیل بن سعد الاشعری قال سئلتہ عن الرجل یمتنع من الیھودیة والنصرانیة قال لا اری بذلک باسا قال قلت فالمجوسیة قال لا **فائدہ** ان دونوں حدیثوں میں تعارض واقع ہے موجب تعارض بجز اختلاف روات اور کوئی امر نہیں ایسے مقام میں حکم رجحان پر ہو صادر ہوتا ہی اس خاکسار کی

تحقیق میں جواز کو ترجیح حاصل ہے دو دلیل سے اول یہہ کہ جواز میں دو حدیثیں
وارد ہیں اور عدم جواز میں ایک ساذ حکم ہے دوئم جواز میں حکم دو امام علیہما السلام
کا متفق ہے اور عدم جواز میں ایک امام کا حکم ہے لہذا شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمتہ
نے محمول بر کراہت کیا ہے عند تمکین غیر مجوسیہ و با عدم تمکین غیر مجوسیہ جابر
تصور فرمایا ہے چنانچہ استبصار میں مفصل بیان ہے لیکن نظر بتطبیق فیما بین
عکسیں ممکن ہے کہ ممانعت نسبت مجوس مذاہ شبیہہ کے وارد ہوئی ہو چونکہ یہہ
امر یقینی نہیں ایسے مقام میں استنباہ نسبت روایت کے ہی ہوتا ہے لہذا
ملاحظہ احوال روات کا ضرور ہوا چنانچہ خاکسار نے کتب رجال سے روات کو
جو دیکھا تو تینوں حدیثوں کے راوی ثقہ پائے مگر محمد ابن سنان کہ یہہ مختلف الاحوال
ہے ہر چند ضعف کو نسبت اس کی رجحان ہے مگر بنظر تصدیق محقق اول علیہ الرحمتہ
صحت ان دو احادیث میں کچھ شبہ نہیں چنانچہ شرائع میں فرمایا ہے علی
اشہر الروایتین وہ جو بعضے حضرات جواز متع میں زن مجوسیہ کے ساتھ توجہ
عدم شہرت کتاب مجوس و نامعلوم ہونے سے ان کی مجوس کو منجملہ کفار غیر کتابیہ شمار
و گفتگو کرنے جواز میں قابل التفات کے نہیں با من دلیل کہ یہہ امر مسلم مذہب حقہ
امامیہ کا ہے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم کسی مسئلہ میں بدون ثبوت
ساز نص اپنی رائے کو دخل نہیں فرماتے جیسا کہ جناب نبی صلوٰۃ اللہ علیہ والہ
کوئی کلام بدون وحی الہی کے ارشاد نہیں فرماتے یہی نص ما ینطق عن الہوی
ان ہو الا وحی یوحی شاہد اس مقال کی ہے نیز علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم
الرحمتہ والرضوان نے مجوس کو شامل اہل کتاب کیا ہے چنانچہ شرائع میں
محقق اول نے فرمایا ہے۔ فلیشترط ان تکون الروضہ مسلمتہ
او کتابیۃ کالیھودیہ والنصرانیہ والمجوسیۃ علی اشہر الروایتین
پس نظر بتحقیق محقق اول علیہ الرحمتہ کی گفتگو کو اس امر میں مجال گنجائش
نہیں ثانیا حیات القلوب میں حیات علامہ مجلسی علیہ الرحمتہ کی بروایت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مجوس کو منجملہ اہل کتاب شمار کیا ہے اور نبی اُن
کے نام جا ماسب تحریر فرمایا ہے پس درصورت تسلیم ابن حدیث کوئی محل
اعتراض کا نہیں جناب ہادیانا و مقتدانا مولوی ابوالقاسم دام اللہ بقائکم
نے اپنے رسالہ برہان المتعہ میں اولویت ترک کو مطلق تحریر فرمایا ہے اگر مقید
بشرط عدم میسر غیر مجوسیہ کے فرماتے تو اولیٰ تر تھا جیسا کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمۃ
نے ارشاد فرمایا ہے زیرا کہ ماخذ مطلق اولویت ترک کا کسے معلوم نہیں و مروی بروایت
اسحٰق الخذاعن محمد بن الفیض قال سئلت ابا عبداللہ علیہ السلام عن المتعۃ قال
نعم اذا کانت عارفۃ الی ان قال وایاکم والکواشف والدواعی والبغایا
وذوات الازواج قلت ما لکواشف قال اللواتی یکاشفن وبیوتھن
معلومۃ ویوتین قلت فالدواعی قال اللواتی یدعون الی انفسھن
وقد عرفن بالفساد قلت فالبغایا قال المعروفات بالزنا ذوات
الازواج قال المطلقات علی غیر السنۃ ایضاً بروایت ابی نصیر عن الرضا
علیہ السلام قال سئلتہ یتمتع بالامۃ باذن اھلھا قال نعم ان اللہ
عزوجل یقول فانکحوھن باذن اھلھن ایضا بروایت اسمٰعیل قال
سئلت ابا الحسن ھل للرجل ان یتمتع من المملوکۃ باذن اھلھا ولہ
امرأۃ حرۃ قال نعم اذا رضیت الحرۃ قلت فان اذنت الحرۃ یتمتع قال
نعم ایضا بروایت یزید قال سئلت امام الحسین علیہ السلام عن المتعۃ
فقال ھی حلال مباح مطلق لمن لم یغنہ اللہ بالتزویج فلیستعفف
بالمتعۃ فان استغنی عنھا بالتزویج فھی مباح لہ اذا غاب عنھا و
بروایت اسحٰق عن بکر بن محمد فقال لا و بروایت محمد قال سئلت
ابا الحسن عن المتعۃ اھی من الاربع فقال لا و بروایت زرارہ عن
ابیہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ذکرت لہ المتعۃ اھی
من الاربع فقال تزوج منھن الفا فانھن مستاجرات والصاع

زرارہ بن ایمن قال قلت ما یحل من المتعہ قال کم شئت وبروایت
ابی نصر عن ابی الحسن علیہ السلام قال سائلتہ عن الرجل یکون لہ
السراہ ھل یتزوج باختہا متعہ قال لا رکن سوم اجل ہے یعنی
مدت متعہ پس یہہ شرط ہے متعہ میں اگر ذکر اس کا صیغہ میں نہ کیا جاوے تو نکاح
دائمی منعقد ہو جاویگا موافق مذہب شیخ وابن براج وابن صلاح وسید وابن زہرہ
و محقق اول صاحب شرایع کی لو توقہم من حدیث عبد اللہ بن سنان
اور ابن ادریس و علامہ بطلان عقد کی جانب گئے ہیں اس لئے کہ اجل شرط صحت
متعہ ہے بھی باخلال بشرط مبطل مشروط کا ہوتا ہے و بو توقہما بروایت زرارہ
فائدہ عرض کرتا ہے خاکسار مولف رسالہ کہ قول اخرین راجح ہے اس دلیل
سے کہ نکاح دو قسم ہے دائم اور منقطع فیما بین دونو قسموں کی نسبت بنا لبس نسبت
ایجاب وسلب ہے جس میں واسطہ نہیں ہے اور امر متبائن فیما بین نکاحین
شرط اجل ہے چونکہ رفع شے موجب ثبوت ضد شے کا ہوتا ہے جب صورت
میں شرط اجل رفع ہوئی ضد اُس کی کہ بطلان عقد یہی لازم آیا مولف کے نزدیک
شاید کہ مراد اولین کے انعقاد نکاح سے نکاح دائمی ہو نہ نکاح منقطع کہ جسکی مدت
اجل تا عمر تا کج ہو زیرا کہ اجل کا معین و محفوظ و محدود ہونا شرط ہے ہر چند ایسے
نکاح منقطع میں جس کی مدت اجل مدت عمر تا کج ہو محدود ہونے میں مدت کے
شک نہیں لیکن یہہ مدت معین بسنین وشہور وایام نہیں حالانکہ بدین صفت
اجل کا موصوف ہونا شرط ہے اور قول اخرین کے مراد بطلان عقد سے شاید
کہ عقد منقطع ہو جو فانحن فیہ ہے نہ نکاح دوام اور قلت وکثرت مدت کا کچھ مقدار
مقرر نہیں جس قدر رہر دو رضا ہوں خواہ روز منہی خواہ سال مثل اس کی کہ کہے
متعہ کیا میں نے اُسوقت سے تا زوال یا غروب یا دو روز یا یک ماہ یا دو سال چنانچہ
ہشام بن سالم سے روایت ہے قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام
تزوج المراہ متعہ ... متعنہ قال فقال ذالک اشد علیک نزشہا

و تترکک ولا یجوز لک ان تطلقها الا علی طهر و شاهدین قلت اصلحک اللہ
فکیف تزوجها قال ایاما معدودة بشی مسمی مقدارها تراضیتم فاذا مضت
ایامها کان طلاقها فی شرطها ولا نفقة ولا عدة لها علیک
الحدیث + واجب ہے عورت پر او تجاب مدت کا جس قدر اجرائی پائی جاوے
اگر بعد اجرائے صیغہ و جمع شرائط کے موافقت تا انقضائے مدت متروک
رہی اس صورت میں جو اجرلہ قرار پائیگا لازم ہوگا ادا اُسکا خواہ موافقت
اُس مدت میں واقع ہو خواہ نہ ہو اور انفکاک متعہ میں طلاق ضرور نہیں بدون
طلاق کے بعد انقضائے مدت کے علیحدہ ہو جاویگی چنانچہ مرو نسیمت بروایت
محمد بن اسمعیل عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال قلت له الرجل یتزوج
المراة متعہ سنتہ او اقل او اکثر قال اذا کان شیئا معلوما الی اجل معلوم
قال قلت و تبین بغیر طلاق قال نعم فائدہ عرض کرتا ہے خاکسار مولف
مفہوم اکثر احادیث و احکام فقہا کا یہہ ہے کہ وضع کرنا اجراہ کا بقدر مدت
ترک موافقت جایز ہے چنانچہ رکن چہارم ذکر مہر میں بیان ہوگا معہ نص کے
گمان نہ ہو کہ ان دونو مسئلوں میں تعارض واقع ہے زیرا کہ حکم ادائے اجرت
مدت ترک موافقت کا اُس صورت میں ہے جو ترک بحالت اختیاری مثل عدم
کے یا بحالت اضطراری مثل مرض یا جس کے منجانب شوہر واقع ہو اور حکم
وضع اجراہ اُسی صورت میں کہ بحالت اختیاری بدون اضطراری مثل نشوز
منجانب زن کی ظہور میں آوے چنانچہ متن وضع مدت حیض کا دلیل صریح
ہے رکن چہارم مہر ہے یہہ شرط ہے عقد متعہ میں کہ مقرر کیا جاوے
بدون تقرر مہر کے عقد باطل ہوگا بخلاف نکاح دائمی کے کہ اس میں اگر تقیید نہو
تو مہر مثل قرار پاویگا نکاح باطل نہ ہوگا نیز شرط یہہ ہے کہ مہر ملک اُس شخص کی
ہو جو نکاح کرتا ہے اور قبضہ میں اُس کے ہو یعنے تا کہ اُس کے پاس موجود ہو نہ مثل
اس کے کہ اس کا قرضہ کسی کے ذمہ ہو اُس قرضہ کو مہر میں حوالہ منکوحہ کے

گردے نیز شرط ہے کہ مہر میں کسی طرح کا اہمال نہ ہو یعنے معلوم ہو ساتھہ وزن کے
یا کیل کے یا عدد کے یا وصف کے یا معلوم ہو ساتھہ مشاہدہ کے مثل وہ من
جو کے اسقدر پیمانہ فلاں جنس کا یا عدد میں اسقدر روپیہ یا فلانی قسم کا لباس
یا یہہ اسپ یا رخت جو روبرو ہے مقدار مہر کے شرع میں معین نہیں ہے خواہ کم ہو
خواہ زیادہ حتیٰ کہ یکمشت جو یا خرما وغیرہ اجناس لیکن شرط ہے کہ قیمت اُس جنس
کی ہو سکے اور لازم ہے ادا کرنا مہر کا ساتھہ عقد کے غیر ماجل یعنے فوری بخلاف
نکاح دوام کے کہ اُس میں مہر ماجل یعنے دوسرے وقت مہر ادا کیا جاوے اور
غیر ماجل بھی اگر شوہر قبل از دخول مدت معین منکوحہ کو بخشدے تو واجب ہوگا ادا کرنا
نصف مہر کا اگر بعد دخول کے بخشے تو تمام مہر قرار پاویگا مگر ساتھہ شرط وفائے مدت
کے منجانب زن کی سے اگر بعض مدت میں دخول کیا ہو تو اُسی قدر مدت کا مہر
کل مہر میں سے ادا کرنا واجب ہے باقی کو مختار ہے چاہے ادا کرے چاہے
وضع کرے لیکن ایام حیض وضع نہیں کر سکتا چنانچہ مرویست بروایت عمر
بن حنظلہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام اتزوج المرأة شہرا بشئ
مسمی فتاتی ببعض الشہر ولا تفی ببعض قال یحبس عنہا من صداقہا
مقدار ما احتبست عنک الا ایام حیضہا فانہا لہا اگر بعد عقد کے فساد
نکاح ظاہر ہو اس کی کہ وہ عورت صاحب زوج ہو یا خواہر زوجہ سابق ناکح کی
یا مادر اُس کی زوجہ کی ہو مثل اس کے کوئی امر موجب فسخ کا ہو اگر یہہ فساد
قبل از دخول ظاہر ہوا ہو دریں صورت مہر کا دینا لازم نہیں اگر ادا کر دیا ہو واپس
لینا لازم ہے اگر بعد دخول کے ظاہر ہوا ہو اور عورت مہر لے چکی ہو اُس کا واپس
لینا نہیں لازم اس صورت میں اگر بعض مہر ادا کر دیا ہو اور بعض باقی ہو تو
جو کچھہ لے چکی ہے وہ حق اُس کا ہے جس قدر باقی ہو اُس کا مطالبہ نہیں کر سکتی
چنانچہ مرویست بروایت حفص بن البختری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال اذا بقی علیہ شئ من المہر وعلم ان لہا زوجا فما اخذ تہ

فلما بما استحل من فرجها و یحبس علیها ما بقی عنده ۔ اور جایز ہی ایک عورت سے کئی مرتبہ متعہ کرنا خواہ بطریق ایزاد مدت کے خواہ بعد ثابت ازمتعہ دیگر شخص وہ مرویست بروایت ازارہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا تکون متعة الا بامرین اجل مسمی و اجر مسمی و بروایت ازارہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت له الرجل یزوج المتعة و ینقضی شرطها ثم یزوجها اجل اخر حتی بانت منه ثم یزوجها الاولی حتی بانت منه ثلثا و تزوجت ثلثة ازواج ایحل له ان یزوجها قال نعم کم شاء لیس هذه مثل الحرة هذه مستاجرة وهی بمنزلة الاماء

مسئلہ اگر کسی شخص نے بعد متعہ یعنی اجراے صیغہ کی مدت متعہ زن ممنوعہ کو خواہ قبل از دخول خواہ بعد از دخول معاف کردی ہو بعد معاف کرنے مدت کے پھر رجوع کرنا اسکو جایز نہیں اُس مدت میں جو لسل کی ہے چنانچہ مرویست بروایت علی بن رباب قال کتب الیہ اسئله عن رجل تمتع بامرءة ثم وهب لها ایامها قبل ان یقضی الیها او وهب لها ایامها بعد ما افضی الیها هل له ان یرجع فیما وهب له من ذلک فوقع لا یرجع

متعہ میں شہادت و اعلان کچھ ضرور نہیں البتہ مستحب ہے واسطہ رفع اشتباہ و فجور کے اور کافی ہو شہادت متعہ میں واسطہ رفع اشتباہ فجور کے دو زن یا ایک مرد کے چنانچہ مرویست بروایت مغیرہ قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام ما یجزی فی المتعة من الشهود فقال رجل و امرءتان

نکاح متعہ سے ورثہ پانا ترکہ زوج میں سے زوجہ کو و ترکہ زوجہ میں سے زوج کو ثابت نہیں مگر درصورتیکہ وقت نکاح کے موارثت کی شرط کی ہو بخلاف نکاح دوام کے کہ اُس میں واسطہ موارثت کے ضرورت شرط کی نہیں بلکہ وقوع نکاح و بقاے آن تا حیات کافی ہے موارثت کے واسطہ چنانچہ مرویست بروایت ابی نصر عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال تزویج المتعة نکاح بمیراث و نکاح بغیر میراث ان اشترطت کان و ان لم تشترطت لم یکن فایدہ عرض کرتا ہے مولف کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمتہ کے نزدیک نفی توارث لوازم متعہ میں سے ہے بدون شرط توارث کے او باوجود شرط وارثت کے ثبوت توارث کا واجب ہے چنانچہ استبصار فی ما اختلاف الاخبار میں فرمایا ہے لان الوجه فیه انه لا میراث بینهما سواء اشترط نفی المیراث او لم یشترط

لان من الاحکام انہ فی المتعۃ نفی التوارث وانما یخرج ثبوت التوارث الی الشرط

اس مقام پر تصریح اس امر کی ہونی ضرور ہے کہ اطلاق زوجیت کا منکوحہ موقت وغیرہ
موقتہ پر مساوی ہے جیسا کہ نص قرآنی سے متبادر ہے پس وجہ تخصیص موارثت
منکوحہ غیر باجل یعنے دوام کے کیا ہی واضح ہو کہ لغت میں مزاوجت مصدر میمی ہے اور زوج
بمعنی جفت ضد مرد لی بمعنی تاک کے اور اصطلاح فقہا میں بمعنی تصرف زوج
موافق احکام شرعیہ کے ہے اسی جہت سے جو تصرف فرج خلاف احکام شرعیہ
کے موافق ہو لفظ زوجیت کا اس پر اطلاق نہیں پاتا اور مناسبت فیما بین معنیین مناسبت
عودی ہے علت عدم موارثت منکوحہ موقت کے وقوع قطع تعلق کا ہے معہ
سبب اختیاری کے تمام ہے کہ وہ سبب اختیاری قبل از مناکحت بلحاظ خاطر ہو
یا بعد میں اتفاقاً واقع ہو مثال اول کی مدت مقررہ متعہ ہے مثال ثانی کی طلاق
و خلع ہے ہرچند موت بھی سبب قطع تعلق کا ہے لیکن بوجہ غیر اختیاری ہونیکے موجب
منع ارث کا نہیں ہو سکتی منع ارث کے واسطے سبب قطع تعلق کا اختیاری ہونا شرط
ہے پس نکاح دوام میں سبب اختیاری قطع تعلق یعنی طلاق و خلع بعد عقد نکاح کے
اتفاقاً واقع ہوتا ہے شارع نے منع ارث کو اس سبب کی جہت سے بعد وقوع سبب
کے تجویز کیا ہے اور نکاح منقطع میں سبب اختیاری قطع تعلق یعنی اجل معنی بانقضاے
مدت متعہ قبل از مناکحت مرکوز خاطر ہوتا ہے شارع نے منع ارث کو اس نکاح میں داخل
شرط کیا ہے اس وجہ سے کہ سبب قطع تعلق اس میں قبل از مناکحت مرکوز خاطر ہوتا ہے
اولاد متعہ کی لاحق ہوگی صاحب فراش کی یعنے ناکح کے ہرچند وقت عقد
کی شرط عدم لحوق کی کیجاوے اور عزل بھی عمل میں آوے باوجود شرط عدم لحوق و عزل
ورثہ یا تکمیل ترکہ پدری سے مستحق ہونگے بوجہ عدم لزوم شرط کے بعلت بطلان شرط
ازانکہ یہ شرط خلاف احکام شرعیہ کے ہے جو امر کہ خلاف شرع کے ہوتا ہے باطل ہے
شرط باطل نافذ نہیں ہوتی و مروی ہے بروایت مسلم عن ابی عبداللہ علیہ السلام نے
سیاقہ فی المتعہ قال قلت ارایت ان جاءت فقال ہو ولدہ ایضاً اسمعیل بن بزیع

قال سأل رجل الرضا علیہ السلام وانا اسمع عن الرجل یزوج المراۃ متعہ ویشترط علیہا ان لا یطلب
ولدھا فتاتی بعد ذالک یولد فینکر الولد فشدد فی ذلک وقال یجحد وکیف یجحد اعظاما
لذلک قال الرجل فان اتہمہا قال لا ینبغی لک ان یتزوج الا مومنۃ عدہ متعہ کا چہل و
پنج روز ہیں یعنے اگر زن بعد انقضای مدت متعہ کے دوسرا متعہ دیگر شخص کے ساتھ کرنا
چاہئے تو لازم ہے اُسکو چہل و پنج روز کا عدہ رکھے بعد عدہ کے متعہ دوسرا کرے
اس وجہ سے کہ عدہ طلاق زن آزاد مستقیمۃ الحیض تین مہینہ ہیں یا تین طہر اور
عدہ کنیزان اوصاف کا نصف اُس کا ہے پس زن ممنوعہ بمنزلہ کنیز کے متصور
ہے ایسے احکام میں عدہ بھی اس کا مساوی عدہ کنیز کے ہونا لازم ہے چنانچہ
مرویست بروایت ارارہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام انہ قال ان کانت یحیض فحیضۃ
وان کانت لا تحیض فشہر ونصف ایضاً بروایت ابی نصر عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام
قال قال ابو جعفر علیہ السلام عدہ المتعہ خمسۃ واربعون یوما والاحتیاط خمسۃ و
اربعون لیلۃ اگر مرد بعد عقد متعہ کے فوت ہو جاوے مدت متعہ کی باقی رہے تو عورت
کو لازم ہے عدہ وفات رکھنا وہ چار ماہ دس روز ہیں اور عدہ وفات آزاد و کنیز میں
تفاوت نہیں دونو مساوی ہیں چنانچہ مرویست بروایت عبدالرحمن بن الحجاج قال
سئلت اباعبداللہ علیہ السلام عن المراۃ یزوجہا الرجل متعۃ ثم یتوفی عنہا ھل علیہا
العدہ فقال تعتد باربعۃ اشہر نفقہ وسکنی زن ممنوعہ کا مرد پر واجب نہیں علیٰ ہذا
قسمت بھی بدستور بخلاف نکاح دائمی کے کہ اسمیں نفقہ وسکنی وقسمت واجب ہے مرد پر بشرط تمکین
وعدم نشوز چنانچہ مرویست بروایت ہشام بن سالم عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی حدیث
فی المتعۃ قال ولا نفقۃ لہا علیک وبہذا الاسناد عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی المتعۃ
قال ولا قسم لک اذا طلب ولدک ولا عدۃ لک علیہا عزل زن متمتع بہا سے جائز ہے بخلاف
زن منکوحہ کے کہ عزل زن منکوحہ سے جائز نہیں چنانچہ مرویست بروایت محمد بن
مسلم قال سئلت اباعبداللہ علیہ السلام عن العزل فقال ذلک الی الرجل یصرفہ حیث
شاء جائز ہے تجدید متمتع کا بدون انتظار عدہ کے خاص منع کرنیوالے کو

زن ممنوعہ کے ساتھ چنانچہ مرویست بروایت عبد الرحمن بن ابی نجران واحمد بن ابی نصر
قال لا باس ان تزوجہا وتزیدہا اذا انقطع الاجل فیما بینکما تقول لہا استحللتک باجل آخر
برضا منہا ولا یحل ذالک لغیرک حتی تنقضی عدتہا وبروایت [illegible] اذا تزوج الرجل المراۃ متعۃ کان
علیہا عدۃ لغیرہ فاذا اراد ہو ان یتزوجہا لم یکن علیہا عدۃ یتزوجہا اذا شاء جائز ہی ایک عورت سی کئی مرتبہ
متعہ کرنا زن ممنوعہ بعد سیوم مرتبہ کے حرام نہیں ہوتی مثل نکاح کے کہ بعد تین مرتبہ
کے نکاح ایک شوہر سے پھر حرام موبد ہوجاتی ہے ومرویست بروایت از زرارہ
عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہ الرجل یتزوج المتعۃ وینقضی شرطہا ثم یتزوجہا رجل آخر حتی
بانت منہ ثم یتزوجہا الاول حتی بانت منہ ثلثا وتزوجت ثلثۃ ازواج یحل للاول ان یتزوجہا
قال نعم کم شاء لیس ہذہ مثل الحرۃ ہذہ مستاجرۃ وہی بمنزلۃ الاماء وبروایت علی بن الحکم
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل یتمتع من المراۃ المرات قال لا باس یتمتع منہا ما شاء
[illegible] اگر زن بالغہ رسیدہ متعہ کرے ولی اس زن کو اعتراض لازم نہیں ہرچند باکرہ ہو
چنانچہ مرویست بروایت سعدان بن مسلم عن رجل ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا باس بتزوج
البکر اذا رضیت بغیر اذن ابویہا وایضا باسنادہ عن ابی سعید عن الحلبی قال سالتہ عن التمتع من البکر اذا کانت
بین ابویہا بلا اذن ابویہا قال لا باس ما لم یقتض ما ہناک لتعف بذلک اور بعض روایت سے
کراہت جواز متعہ میں باکرہ سے بدون اذن باپ اسکے کے ثابت ہے چنانچہ بروایت
ابی نصر عن الرضا علیہ السلام قال البکر لا یتزوج متعۃ الا باذن ابیہا وبروایت حفص بن البختری
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل یتزوج البکر متعۃ قال یکرہ للعیب علی اہلہا عرض کرتا ہے مولف
کہ مفہوم ان دونو حدیثوں میں کچھ تعرض نہیں مآل ان دونوں کا واحد ہے ہرچند تلفظ میں
اندک تفاوت ہے اور روایت ہی انکی ثقہ میں مگر محمد بن احمد مخدوش ہے اس مقام پہ
مخدوش ہونا اس کا کچھ قادح مقصود نہیں ہے آخر دعوانا الحمد للہ العلی العظیم علی نعمائہ العمیم
وافضالہ الجسیم ونصلی علی محمد وآلہ الکریم قد فرغت من تسوید ہذہ المسودۃ تاسع من الصفر من
[illegible] الف والف من [illegible] سلوا [illegible] مہاجرہا

دستخط

اجـــــازہ

مؤلف رسالہ ہذا کو جو منجانب علمائے عصر حاصل ہے
بنا بر اظہار وثوق اعتبار مولف شامل طبع
رسالہ ہذا کر دیا معہ ترجمہ کی بزبان اردو
تاکہ بینندگان رسالہ ہذا احوال
مصنف سے مطلع ہو کے
رسالہ ہذا کو مستند
سمجھیں

بســـــــــم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَ الصَّلٰوۃَ مِعْرَاجًا لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَتَقَرُّبًا
جمیع حمد ثابت ہے واسطے اُس اللہ کے جس نے گردانا نماز کو معراج واسطے مومنین کے اور نزدیکی واسطے
لِّلْمُتَّقِیْنَ وَاِقَامَتَھَا بِالْجَمَاعَۃِ مِنْ اَفَاضِلِ سُنَنِ الدِّیْنِ وَقَدْ اَشَارَ
پرہیزگاروں کے اور قائم کرنا نماز کا ہمراہ جماعت کے بزرگترین سنتہائے دین سے بھی تحقیق اشارہ کیا ہے
اِلَیْھَا سُبْحَانَہٗ فِیْ کِتَابِہِ الْمُبِیْنِ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَارْکَعُوْا مَعَ
طرف اُس امر کے اللہ پاک نے کتاب اپنی میں جو روشن ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یعنے نماز پڑھو تم ساتھ
الرَّاکِعِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ
نماز پڑھنے والوں کے اور درود اور سلام نبی ہمارے پر جو افضل مرسلین کے ہے اور آل انکی
الْبَرَرَۃِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ **اَمَّا بَعْد** فَاِنَّ صَلٰوۃَ الْجَمَاعَۃِ
پر جو نیک، اور طیب اور طاہر ہیں بعد حمد و صلوٰۃ کے پس تحقیق نماز جماعت کی
وَصَلَتْ فِی الْاِشْتِھَارِ اِلٰی حَدٍّ لَا یَکَادُ یَخْفٰی عَلٰی اُولِی الْاَبْصَارِ
پہنچی ہے شہرت میں طرف ایک حد کی کہ نہیں رہی پوشیدہ صاحبان بینائی پر
ثُمَّ لَا یَعْزُبُ عَنِ الْاِخْوَانِ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِی الْمَعْصُوْمِیْنَ
بعد ازاں پوشیدہ نہیں برادران دینی سے اور دوستان آئمہ معصومین

المکرمین ان السید النسیب الحسیب المتوقد

مکرمین سے بتحقیق سید صاحب نسیب وصاحب حسیب صاحب حسب افتیاد کردہ شدہ

الادیب الاریب ذی الطبع الثاقب والذھن الصائب الکارع

صاحب ادب صاحب طبع روشن او صاحب ذہن نوشندہ در

فی حیاض العلوم الدینیۃ والراتع فی ریاض المعارف الیقینیۃ

حوضہائے علوم دینی اور چرندہ در باغہائے معارف یقین کا

الموفق من الموفق الجلیل المتعال للصواب من الفعال الصالح

توفیق دادہ شدہ توفیق دینے والا بزرگ وبلند سے واسطے نیکیوں کے اموروں میں سے اور نیک

من الاعمال المنھمک فی تحصیل مرضات اللہ الغفار

عملوں میں سے ہمیشہ کوشش کرنیوالا حاصل کرنی خوشنودی بیانی خدا بخشندہ کے

العاکف فی معابدہ باللیل والنہار سلالۃ الفضلاء الکرام

نشیندہ جائے عبادت اپنی میں شب وروز برگزیدہ فاضلان بزرگ کا

خلاصۃ النجباء الفخام نخبۃ امناء الزمن المکرم الممجد جناب

برگزیدہ نجیبان بزرگ کا بزرگ امینان زمانہ کا صاحب وصاحب بزرگی جناب

السید محمد حسن رقاہ اللہ المتعال الی ذروۃ الکمال

سید محمد حسن بلند کرے انکو اللہ تعالی طرف بلندی ہائے کمال کے

ووقاہ حوادث النہار واللیال بالنبی صلی اللہ علیہ والہ

نگاہ رکھے حادثہ ہائے روز وشب سے بطفیل نبی درود اللہ کا ان پر اور آل

علیہم الصلوۃ خیر آل۔ قد ظھر لی ولاح عن تسطرھا من الآثار

ان کی پر درود جو خیر ہیں آل میں سے تحقیق ظاہر ہوا واسطے میرے اور ظاہر ہوا تھوڑی علامات سے

واخبار بعض الاخیار اتصافہ بالرشاد والصلاح واستجماعہ

اور خبر دینی بعض نیک آدمیوں سے موصوف ہونا انکا ساتھ ہدایت اور نیکی کے اور

للمناقب الجسیمۃ والصفات الحمیدۃ والاخلاق

مناقب بزرگ کے اور صفات اور اخلاق

الکریمۃ والفضائل السدیدۃ فھو المجاز فی اقامۃ الجمعۃ

بزرگ کے اور فضیلتوں محکم کے پس وہ مجاز ہے قائم کرنے نماز جمع

والجماعات وان یؤمن اراد الاقتداء بہ فی فرائض الصلوٰۃ واوصیہ

اور جماعت کا اور یہ کہ امام کریں اُسکو جو کوئی چاہے پیروی اُسکی فرائض نماز میں اور نصیحت

بملازمۃ التقوی فانہا ھی العروۃ الوثقی وعلیہ بمراعات الاحتیاط

کرتا ہوں میں اُسکو ساتھ ہمیشہ پرہیزگاری کے پس تحقیق پرہیزگاری جائے محکم ہے اور اوپر اسکے نصیحت ساتھ

فی کل باب فانہ یوجب الفوز والنجاۃ یوم یقوم الحساب ٥

رعایت رکھنے احتیاط کے ہر باب میں پس احتیاط واجب کرتا ہے پہنچنے نجات کو روز قیامت کے پس آخر

واخر دعوینا ان الحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ علی نبینا

دعوی ہمارا یہ ہے کہ تحقیق حمد واسطے اللہ کے جو پروردگار عالم کا ہے اور درود اللہ کا نبی ہمارے پر

والہ الطاھرین حررہ العبد الضعیف الراجی غفران اللہ القوی

اور آل طاہرین پر لکھا اُسکو گنہگار ضعیف امیدوار بخشش اللہ تعالیٰ قوی ہے

خادم الشریعۃ المصطفویۃ السید المصطفی المدعو بمیر آغا النقوی

خادم شریعت مصطفوی کا سید مصطفی مشہور ساتھ میر آغا کی نقوی

سنہ ۱۲۷۷ ھ
سید محمد ہادی
ابن عمدۃ العلما
سید مصطفی

خاتمہ رسالہ جو بنام نامی واسم گرامی علت موجبہ تحریر اس رسالہ کے اختتام پایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل التوفیق اسباب التحقیق ومعارج

التصدیق والصلوٰۃ علےٰ خیر المرسلین الذی ہو باعث ایجاد
والتکوین کما قال اللہ جل جلالہ لولاک لما خلقت
الافلاک والہ الطیبین الطاہرین الذین ہم الائمۃ
المعصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین ۵

کہ درین زمان سعادت و فرحت تواماں این رسالہ بحسن تائید رشید و امداد مفید
شیر بیشہ شجاعت و فتوت مصارع میدان سخاوت و مروت متکی مسند ریاست
و ایالت صدر سریر حکومت و سیاست صاحب توفیق جزیل و قدر جلیل و فضل جمیل
و مراتب نبیل مجمع مجاہد رفعت و اقبال کہف المومنین عماد الاسلام و المسلمین زبدہ
عمائد دوراں قدوہ اراشد زمان خان والاشان فی وجیہ الامکان سلالہ اماجد الطیاب
نواب مستطاب محمد احسن علیخان صاحب بہادر لا زالت شموس اقبالہ من
افلاک الدوران صورت تحریر و تشوید پذیرفتہ بخوبی تمام و اسلوبی مالا کلام باسم
سامی و نام گرامی شان انجام و اختتام یافت امید کہ مقبول نظر فیض اثر جناب
ممدوح گردیدہ مفید ہر خاص و عام گردد۔ بالنبی و آلہ الامجاد صلواۃ اللہ علیہم

الیٰ یوم التناد

تاریخ طبع وتالیف رسالہ

منجانب منشی عبداللطیف صاحب ٹھیکہ دار متوطن قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور حال مالیر کوٹلہ

وصف کیا ہووے اُس کتابت کا
ہو محول بھلا جو آیت کا

ہو سند میں جو آیت مصحف
کیوں نہ دعویٰ ہو شان و شوکت کا

آئی تو سامنے د رزا دیکھیں
زعم ہو جس کو اُس کی حرمت کا

گر نہ پاسنخ ہیں ایسی آیت ہو
پھر ٹھکانا نہیں ہے خفت کا

یہہ مولف کا دیکھو حسن خیال
بیٹھی بٹھلائی کام ہمت کا

بے مشقت یہہ نص قرآنی
کام آساں ہوا ہے خلقت کا

جانی قرآن نہ مانی کوئی حدیث
قید مذہب نہ پاس ملت کا

آیا جو دل میں کہدیا فی الفور
وقت جاتا رہا ہے ہیبت کا

دیکھہ لو سب بر کر کے دُنیا کی
نام بدنام ہے دیانت کا

ہو گیا ہے حلال جو تھا حرام
منع سے کام نکلے حلت کا

کار دُنیا میں ایسے ہیں مخبوط
خوف مطلق نہیں قیامت کا

اس رسالے کا جو مصنف ہے
مستحق ہو گیا ہے جنت کا

مسئلہ بھی کہیگا صاف وہی
جو کہ پابند ہے قناعت کا

آبرو اُس کی خاک میں ملجائے
ہو جو خواہاں یہاں کی رفعت کا

مت نہیں ہے تو جانور ہے وہ
آدمی ہووے تو کسی مت کا

جانے دے اے لطیف یہ قضیے	ذکر کر کچھ خدا کی نعمت کا
راستبازی میں زخم کھاتے ہیں	درجہ افزوں ہے کیوں شہادت کا
فکر تاریخ کی ہے تجھ کو لطیف	وقت آخر کے پہنچا نوبت کا
ہول کے سر کو کاٹ کر لکھدے	ہے رسالہ متعہ کی حلت کا
۵	۱۳۱۰ھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴	الفخار	الفجار	۹	۳	حدیث مرجوع	حدیث مرجوح
۲	۴	فیما استمتعتم	فما استمتعتم	״	۴	ترجیح مرجع	ترجیح مرجوح
״	۹	النغاء	النہار	״	۲۰	مراد ابن حسین	برادر سعا حسن
۳	۱۴	جب کسی	جس کسی	״	۲۳	مخلیص	تخلیص
״	۱۶	معروض	مفروض	۱۰	۱۵	مردلنبت	مرد و لسبت
۴	۳	مفقند مین	منعقد ہین	۱۱	۹،۸	ناصبیہ	ناجبیہ
״	״	قابل تنسیخ نہین ہین	جو قابل تنسیخ نہین ہین	״	۱۳	مگر ابان زن	مگر باذن زن
״	۹	بخاری روایت سی	ابو اسامہ بخاری روایت ہی	״	۱۴	بین الاحسین	بابین الاختین
״	۱۰	مضبوت ہین	مضبوط ہین	״	۱۵	مکررہ بہی بدون ضرورت	مکررہ بہی بدون ضرورت کی
״	۱۷	متنع	متعہ	״	۲۰	الرجل تمتع ان المتعہ	الرجل یتمتع من الیہودیۃ
״	۲۲	یعہ ابن عباس	یعنی ابن عباس	۱۱	۲۱	بدلک	بذلک
۵	۶	ثابت ہی	ثابت نہین ہے	״	״	فالمحجوبہ فلد	فالمحجوبۃ قال فلد
۶	۲	ستناذان	ستاذان	۱۲	۴	یعنی	یقینی
۷	۶	تفسیر کبیر اور منشور	تفسیر کبیر و تفسیر در منشور	۱۲	۶	زاد کسیہ	زرد شنبیہ
۷	۱۱	حلوم	حلوا	״	۱۲	الشہر الرواس	الشہر الروایتین
״	۱۲	مدالبیس	تدالبیس	״	״	بامن دلیل	بابن دلیل
۸	۴	اوسکے مضمون کی	اس مضمون کا	״	۱۷	فرمانی ہی	فرمائی ہی
۸	۵	سبقنی اللہ	سبقنی الیہ	״	۲۰	الروضہ	الزوجہ
۷	۱۳	مصنوت	مضبوط	״	۱۴	کرانی جواہن	کرانی ہین جواہن
״	۱۴	مدالبیس	مدالبیس	״	۱۴	ہوئی سی انکی	ہوئی ہین انکی
۹	۶	تفیص برتی	تقبیض برتی	״	۲۱	الشہر الرواتیں	الشہر الروایتین
۸	۹	منفعہ فرمایا	منع ہمزہ فرمایا	״	۱۳	جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ	بجناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی
״	״	خدمت علی	حضرت علی	۱۲	۲	کی نام	کی کا نام

اعلان